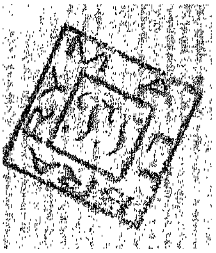


ومن یتوکل علی اللہ فهو حسبه

اسطقس اسطقسات سخن و سخنوری اصل اصول شعر و شاعری بدیع نظام ملک الکلام

مصدر الفصاحت منبع البلاغت یعنی دیوان لطافت بنیان الملقب

فیض نشان

۱۲۹۱ھ

تصنیف اعظم اعاظم روسا و امرا ہندوستان سلالۂ سادات عربستان و خراسان فائز اقصی مراتب علم و دولت

مرکز دائرۂ سلطنت و وزارت جناب نواب میرزا والا جاہ بہادر اعلی اللہ مقامہ و اسکنہ فی دار الکرامہ

مطبع مصطفائی طبع
در ۱۲۹۱ مصطفا محمد خان گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشکل ہی انتظار تمہارے ظہور کا — کیا کیجیے علاج دل ناصبور کا
پوشیدہ کیون حجاب مین عالم ہی نور کا — مدت سی غلغلہ ہے تمہارے ظہور کا
کب گوش دل سی عرض ہوا خواہ کی سنی — کس درجہ ہے مزاج ہوا پر حضور کا
دم بھر سرای دہر مین ہے آ چرخ کجروش — آرام دی مجھے کہ مسافر ہون دور کا
زیبا ہے قصور خلد اگر ہو وہ رشک حور — ہوا اعتراف حور کو اپنے قصور کا
استاد جبرئیل کا مین ہون شعاع نور — دعوے ہو بو علی کو یہان کیا شعور کا
محروم ہون یہ جلوہ دیدار یار سے — پتھر نظر پڑا کہین کوہ طور کا
پروردگار کس سی کرین عرض حال دل — ملتا نہین دماغ بت پر غرور کا
وحشت مین ہو کے مقابل ہین موی تن — جامہ ہی میرا رشک لباس سمور کا
پردے سی چشم کی نکل آئی ہین پتلیان — دریای حسن مین ہے ارادہ عبور کا

بخشا ہی کیا خدا نے شرف بت کی نام کو
پتھر بھی جو ترا شیشے بنا ہے نور کا

۲ عاشق جو میل طبع ہے علم عروض پر
دیوان میں بھی بحر بہار و بحور کا ۱۷

خزان کی ہاتھ سے گلشن میں خار تک نہ رہا
بہار کیسی نشان بہار تک نہ رہا

ہوا بدل گئی رحمت ہی میری روئی کو
کہ دل میں پیر فلک کی غبار تک نہ رہا

بغیر میرے نہ آتا تھا چین یا دم بھر
وہی ہوں میں کہ مرا اعتبار تک نہ رہا

حساب روز جزا سے مجھے فراغت ہے
کیے وہ جرم کہ جنکا شمار تک نہ رہا

وفور عشق میں کیا جانیں مجھسی کیا ہوتا
بھلا ہوا کہ شب انتظار تک نہ رہا

اب آئے ہیں وہ دل سوختہ کی پرسش کو
جلے کو ہو گئی مدت بخار تک نہ رہا

چمن سے دہر کی مجھ ناتوان کی رخصت ہے
کہو گلوں سے کہ گلشن میں خار تک نہ رہا

پس از فنا مری مٹی خراب ہو جاتی
بھلا ہوا ترے دل میں غبار تک نہ رہا

کسی نے پھول بھی رکھے نہ لا کی تربت پر
ہمارے بعد کوئی سوگوار تک نہ رہا

تہ زمین یہ عجب زلزلے بپا کرتا
وہ اضطراب جگر کا مزار تک نہ رہا

چراغ مہر کیا آہ سرد نے خاموش
بدن میں شیر فلک کی بخار تک نہ رہا

فنا کے بعد قلق ہی نہ اضطراب نہ غم
کوئی نشان ترا یادگار تک نہ رہا

جو میرے پنجۂ وحشت سے چھوٹا دامن دشت
قبائے اطلس گردون میں تار تک نہ رہا

خلش مٹی یہ رخ صاف کی نظارے سے
ہماری طبع میں مضمون خار تک نہ رہا

جلا دیا یہ تپ غم نے بعد مرنے کے
کہ کوئی عضو سلامت فشار تک نہ رہا

کیا وہ نالۂ سوزان چھٹے جو اوس گل سے
چمن تو کیا چمن روزگار تک نہ رہا

۳

مرے تو نشۂ الفت اوتر گیا عاشق
وہ کیا شراب تھی جسکا خمار تک نہ رہا

۲۱

جنبش لب سے دہن اونکا نمایان ہوگیا
منکشف باتون مین مجھپر راز پنہان ہوگیا

کس طرح ٹوٹی خلش تیر نگاہ ناز کی
سینۂ مجروح مین دل شکل پیکان ہوگیا

مثل دریا بھر لیا دامن در مقصود سے
قطرۂ اشک ندامت آب نیسان ہوگیا

سیر یہ دکھلائی ہے سوز درون نے یار کو
شب کو جو نالہ کیا سرو چراغان ہوگیا

مدتین گذرین کہ ہمنے عشق بازی چھوڑ دی
اب تصور زلف کا خواب پریشان ہوگیا

دود دل نکلا جو یاد کاکل دلدار مین
آسمان موج ہوا سے سنبلستان ہوگیا

خنجر ناز ملیحان سے عجب لذت ملی
چاک پہلو سینۂ زخمی نمکدان ہوگیا

رونگٹون نے خار کی صورت نوکی جسم مین
آج اشک چشم گریان آب باران ہوگیا

بوسے پر لہرائی جب ہنس کر ڈبویا یار نے
دل ہمارا غرق موج آب دندان ہوگیا

ای پری تسخیر کرتا ہے مرا نقش حصیر
کنج عزلت مین ترا وحشی سلیمان ہوگیا

خلد مین تنہا پہونچ کر کسقدر صدمے اوٹھائے
ہر گل جنت مجھے داغ عزیزان ہوگیا

تھا جو مرقد مین تصور شعلۂ رخسار کا
استخوان تن ہر اک شمع فروزان ہوگیا

ناتوانی سے بہت وحشت مین گھبراتا ہے دل
تار آہن مجھکو ہر تار گریبان ہوگیا

سیر ہے اشکون سے نمو صحرا کی اتنی بڑھ گئی
آگ خارستان جہان تھا اب نیستان ہوگیا

آہ بے تاثیر نے مجھکو نہ رکھا قید مین
غش نگہبان ہوگیا وا قفل زندان ہوگیا

یوسف دل گر پڑا تھا اوسمین اندھون کیطرح
خشک قسمت سی مری چاہ زنخدان ہو گیا

بوسۂ خال سیہ پر ذبح کر ڈالا مجھے
ایک ہندو کی لیے قتل مسلمان ہو گیا

زلف جانان دیکھکر وحشت مری جاتی رہی
تار کاکل سی رفو چاک گریبان ہو گیا

سخت جانی ٹھوکرین کھلوا رہی تھی زیست مین
مر کی مین سنگ سر گور غریبان ہو گیا

ضعف مین بھی گردش قسمت کہین جاتی نہین
خشک ہو کر رہ روون کا خار داماں ہو گیا

۴ خانمان برباد عاشق کا پتا کیونکر ملے
پھرتی پھرتی دشت مین گرد بیابان ہو گیا ۱۶

عارض گلرنگ پر گیسو پریشان ہو گیا
لالہ زار روی رنگین سنبلستان ہو گیا

پھولنی پھلنی لگی مسواک منہ مین یار کی
ہر نفس مشک نسیم باغ رضوان ہو گیا

اے پری وحشی کو تیری اسقدر پتھر لگائے
چار جانب کو حصار سنگ طفلان ہو گیا

ضبط آہ گرم سی چٹکنی لگی سب استخوان
ایکدم مین طائر دل مرغ بریان ہو گیا

راہ زن ہی رہ روون کو میری وحشت کا فروغ
داغ سوزان دیدۂ غول بیابان ہو گیا

جب نقاب اوٹھی قمر کا خلق کو دھوکا ہوا
خال و خط چہری کا داغ ماہ تابان ہو گیا

کس قدر پہونچین شکستین حادثات دہر کی
گھر ہمارا گنبد گور غریبان ہو گیا

توڑ کر جب موی سر چھلا بنایا یار نے
حلقۂ انگشتر دست سلیمان ہو گیا

اونکی آرائش ہی میری واسطی سامان قتل
سرمہ آنکھون مین کمان تیر مژگان ہو گیا

پنجۂ وحشت کی ہاتھون سی قیامت آئیگی
چاک جسدن صبح محشر کا گریبان ہو گیا

مردی جی اوٹھی جو جھٹکی زلف جھاڑی یار نی
زہر افعی انکی حق مین آب حیوان ہو گیا

برق چمکی خندۂ دندان نما سے یار کے
آنکھین یہ جھپکین کہ رخ نظرون سی پنہان ہوگیا

مین وہ بیکس تھا کہ شل اشک ٹپکی آب تیغ
جوہر شمشیر قاتل چشم گریان ہوگیا

تیری زلفون پہ لگی ہتی ہی خوش چشمون کی انکھ
سنبلستان ملاحت نرگستان ہوگیا

اوس پری کی کان تک پہنچی خبر مجھ زار کی
بخت سوز ناتوان بخت سلیمان ہوگیا

٥ عاشق آخر گردش چشم سیہ نی جان لی
میرا جسم زار پامال غزالان ہوگیا ٣١

ہین صفا سی رونق ایوان دلبر بنگیا
دل بنا آئینہ تن آئینے کا گھر بنگیا

حسن روز افزون نی یہ رتبہ بڑھایا یار کا
شعبدہ آنکھون کا اعجاز پیمبر بنگیا

مستی حب علی ہین ہین نے جب پانی پیا ٣
جام ہونٹون پر حباب حوض کوثر بنگیا

اب بتون کی تیر مژگان سی نہین وحشت ہمین
سنگ طفلان کا ہمارے گرد سنگر بنگیا

بچپنے سے پرورش آغوش آفت مین ہوئی
زہر غم قسمت سی اپنی شیر مادر بنگیا

خوی خجلت وصل مین پونچھی سی چھپنے کا نہین
آپ کے منہ کا پسینا آب گوہر بنگیا

کیون نہ راحت سی بسر ہو کوچۂ دلدار مین
نقش پائے یار مجھ لاغر کا بستر بنگیا

شعلۂ شمشیر قاتل نے جلایا اسطرح
جسم لاغر طوطیائے چشم جوہر بنگیا

خون پا خار مغیلان کا گریبان گیر ہے
دامن صحرا اگر دامان محشر بنگیا

مجھکو حیرت ہی عجب دریا ہی اس کو ہین بنا
اشک تھا آنکھون مین جب ٹپکا سمندر بنگیا

اشتیاق کاکل مشکین مین جب لکھی غزل
خامہ میری ہاتھ مین زلف عنبر بنگیا

نکہت گل سم کی پھولون مین ہو ممکن نہین
بوی فقر آتی ہی اوسمین جو تونگر بنگیا

بیوفائی سے تری اس درجہ تنگ آیا ہے دل
شعر جو موزون کیا شکوون کا دفتر بنگیا

مجھ سے لاغر کو خراش سینہ قاتل ہوگئی
ناخن غم فرقت ابرو مین خنجر بنگیا

حسرت دیدار روئے یار مین نکلی ہے روح
ابروون کا شوق مرغ جان کا شہپر بنگیا

اپنے باغ حسن کا اوسنے تماشا دیکھکر
آئینہ جب رکھ دیا پھولون کی چادر بنگیا

سر پٹک کر خانۂ زندان مین مینے جان دی
در مین رخنے پڑ گئے دیوار مین گھر بنگیا

اسقدر موزون کیا مین نے سراپا یار کا
خود بخود ہر صفحۂ دیوان مصور بنگیا

آفتاب داغ سودا جب ہوا پرتو فگن
ذرہ ذرہ ریگ کا خورشید محشر بنگیا

تیرے دیوانے کی تن سے گرد صحرا جب جھڑی
خاک تودہ راہ مین قد کے برابر بنگیا

بچپنے سے مشق خونریزی جوانی تک رہی
نشتر مژگان قاتل بڑھ کے خنجر بنگیا

سرو قد یار جب دیکھا خرامان باغ مین
خانۂ باغ تن مین دل بڑھکر صنوبر بنگیا

مر گیا کوئی کوئی بسمل کوئی برباد ہے
دور تیرا دورۂ چرخ ستمگر بنگیا

میرے ابر چشم تر سے جائیگا بچکر کہان
افعی گیسو تمہارا لاکھ اژدر بنگیا

جسنے توڑا واعظا اسپ بت پندار کو
دوش پیغمبر اوسنے مسجد کا منبر بنگیا

اوس ستم ایجاد کو زیور سے ہے منظور قتل
چھلا اونگلی مین نہین پہونچا کہ چکر بنگیا

موم ہوجاتا ہے آہن نغمۂ دلدار سے
شعلۂ آواز اعجاز پیمبر بنگیا

بچپنے سے اوس لب جان بخش مین اعجاز تھا
پر اوڑانے کو اگر پھو کا کبوتر بنگیا

عکس سے آئینہ مین آنکھین لڑائین یار نے
دونون جانب کو صف مژگان سے لشکر بنگیا

سیر بنا لی تیشۂ فرہاد سے کچھ کم نہین
منہ اگر کہسار کی جانب کیا در بنگیا

۶

بادۂ خونِ جگر سے مست رہتا ہون مدام
زہرِ غمِ عاشق شرابِ روح پرور بنگیا

۱۲

تب سے یہ بھڑکا بدن ہر داغ اخگر بنگیا
آگ بستر مین لگی آتشکدہ گھر بنگیا

اوٹھی جب شمشیرِ قاتل میری گردن جھک گئی
پہلے سر کٹوا کے جانبازون کا افسر بنگیا

موج آئی جب ہوا کے تیز سے اوبھرے حباب
سینہ ٹھا دریا کا ترے سینے کی ٹکر بنگیا

نامۂ دلدار غیرون کو پہونچ سکتا نہین
آج کل تارِ نظر دامِ کبوتر بنگیا

خوب تکلیفِ ملاقاتِ احبا سے چھٹے
وا دریغ غربت وطن آوارون کا گھر بنگیا

شغلِ استغنا ہی منعم سے ہماری احتیاج
ہم اگر مفلس ہوے تو دل تونگر بنگیا

فکر مجھ لاغر کو کیا قفلِ درِ دلدار کی
رخنہ دروازے کا میرے واسطے در بنگیا

سر کٹا میرا نہ قاتل نے اوٹھایا تیغ کو
سخت جانی سے گلے کا طوق خنجر بنگیا

آبشارین دیکھکر آنکھون سے دریا بہ گئے
جو لباسِ جسم تھا پانی کی چادر بنگیا

تن بدن کی فکر بھولے انتظارِ یار مین
دل ہمارا حسرتِ دیدار کا گھر بنگیا

پھر گئین آنکھین مگر جاتی نہین ووں کی خو
خون فشان جو زخم تھا وہ دیدۂ تر بنگیا

[illegible]

۷

نشۂ فکرِ رسا سے کیون نہ عاشق مست ہون
سر مجھے کا جب کاسۂ زانو کا ساغر بنگیا

۱۱

بنا ہے روح مجھ افسردہ دلکو نشہ پانی کا
مے گلگون کو سمجھا پھول باغِ زندگانی کا

ہوا چرچا یہ عالم مین ہماری قصہ خوانی کا
کہ دفتر مٹ گیا فرہاد و مجنون کی کہانی کا

ملا اچھا عوض ہمکو وفا کا جان فشانی کا
خدا سے کیا گلہ کیجے بتون کی قدردانی کا

جو آہِ آتشین سی مشعل داغ جگر پھونکی
فتیلہ بجھ گیا دم مین چراغ آسمانی کا

عدم کو روح کبکی جا چکی تھی ہجر جانان مین
امید وصل کو عہدہ ملا ہے پاسبانی کا

اوڑا دیتی ہین سنکر جال دل ایسے ہوا پر ہین
غرورِ حسن روز افزون ہی موسم ہی جوانی کا

لکھون احوال جوشِ اشک یا آہِ شرر افشان
یہان مضمون ہی دست و گریبان آگ پانی کا

ہوئی پیری مین گو موئی سیہ سارے سفید اپنے
مگر دھبا نہ دل پر سی مٹا داغ جوانی کا

ہوا سیراب ایسا پیکے آب تیغ جانان کو
کہ پھر اوترا نہ بسمل کے گلی سی قطرہ پانی کا

نہا کر اوسنے دریا مین نچوڑا زلف شبگون کو
عقیق البحر کا دانہ بنا ہر قطرہ پانی کا

۱۴	ہزارون ولولی تھی دل مین سچ مین کیسی شورش تھی عبث پیری مین عاشق ذکر کرتی ہو جوانی کا	۸

ہون مسلمان تو جنت مین گذارا ہوگا
ایک دن پاس سی حورون کا نظارا ہوگا

ہین سنکر وہ جبین گی نہ خزان دیکھین گے
ساتھ اب بادِ بہاری کا ہمارا ہوگا

بحر الفت مین تنِ زار سی بچ جائیگی جان
ڈوبتے کی لیے تنکی کا سہارا ہوگا

زیر سر ہاتھ کبھی اینٹ کبھی پتھر ہے
بالش سر کبھی زانو بھی تمہارا ہوگا

قید ہون گالیان دو قتل کرو جو بسے ہین
غیر سے آپ کا ملنا نہ گوارا ہوگا

جو یونہین گرمی بازارِ حسینان ہوگی
ایک دن یوسفِ دل بھی نہ ہمارا ہوگا

گل رخسار کا وحشت مین تصور جو بندھا
وحشت مین دامن گلچین کا نظارا ہوگا

بجلیان کان مین پہنو گی جو اے شعلہ طور
چشم عاشق کو نظارے کا نہ یارا ہوگا

نیل بوسے کا نہین گال پہ اے نازک تن
کان کا موتی نہ سوتی مین اوتارا ہوگا

روون دریا کے کنارے اگر اے بحر صفا
ایک بھی آٹھ پہر مین نہ دو تارا ہوگا

ابھی امید مین درگاہ کو ہم جاتے ہین
ساتھ اونکا بھی کسی روز ہمارا ہوگا

وحشت زار ہون گھبرا کے نکل جائیگی روح
جو گریبان بھی ہاتھون سے نہ پارا ہوگا

موج فریاد اسیران ستم ہے زنجیر
در زندان سے تمہارا نہ گذارا ہوگا

۹

اہل دنیا کے بہت ہاتھ سے تنگ آیا ہون
عاشق اب زیر زمین اپنا گذارا ہوگا

۱۷

رستی مٹ جائیگی اتنا بھی کم ہو جائیگا
سر و تیرے پاؤن پر گر کے قدم ہو جائیگا

گو ہتی دستی ہے جب اوسکا کرم ہو جائیگا
خط پیشانی مرا نقش درم ہو جائیگا

چشم و ابرو کی صفت مین شعر اگر موزون کرون
خامہ میرا شاخ آہوئے حرم ہو جائیگا

چھوٹی قسمین کھائین لاکھون چھوکر اُن کے ہاتھ کو
منہ مرے دشمن کا کالا مرتے دم ہو جائیگا

تیغ کھینچی ہے اگر تو پاؤن کو جلدی بڑھا
مجھ تک آتی آتی کیا غصہ نہ کم ہو جائیگا

بت کدے کی طرح پوجین گے تری حمام کو
بے تراشے سنگ پا تیرا صنم ہو جائیگا

گور پر وہ آئین گے دیدار پھر ہوگا نصیب
صاف عینک یار کا نقش قدم ہو جائیگا

اولٹی باتون سے اگر منظور ہے عالم کا قتل
دم تمہاری سیف کا سیفی کا دم ہو جائیگا

گنج زر ہو جائیگی گنج شہیدان کی زمین
سکہ زر آپ کا نقش قدم ہو جائیگا

منہ اگر دیکھو گے لیکر دانت اے شیرین دہن
نیمچہ مصری تمہارا برق دم ہو جائیگا

ٹکٹکی باندھی جو وحشت مین دردلدار پر
پاؤن کیا پائے نگہ پر بھی ورم ہو جائیگا

قابل پرسش نہین بیمار الفت کا مزاج
آج کل مین راہی ملک عدم ہو جائیگا

بے تمہارے موسم گل میں جو پھولیگا چمن
نرگس شہلا کی آنکھوں پر ورم ہو جائیگا

تیرے صدقے سے بڑھیگا رتبہ ہر ناچیز کا
بینڈھا آہوے حرم پتلا صنم ہو جائیگا

ٹالتے ہو وصل کا وعدہ بڑھا کر بات کو
اشتیاق اپنا تمہارا حسن کم ہو جائیگا

منہ بنا کر دانت پیسو گالیاں دو کوسو لو
نام غیر آیا زبان پر تو ستم ہو جائیگا

۱۰
سر کٹیں گی جو یہ نہیں عاشق زبان دو چار کر
کوچہ اوسکا جادۂ ملک عدم ہو جائیگا
۱۳

جب آپ نے دیا مجھے دھوکا سمجھ گیا
صاحب کا جو کہ قصد تھا بندا سمجھ گیا

مجکو وہ غیر غیر کو اپنا سمجھ گیا
اچھا نہیں برے کو جو اچھا سمجھ گیا

مشرب میں اپنی بال کا رکھنا حرام ہے
دولت کا نشہ نشۂ صہبا سمجھ گیا

جب یاد آئی خنجر قاتل کی بعد مرگ
جنت کو کربلائے معلی سمجھ گیا

اعجاز اتحاد محبت کو دیکھیے
جو دل میں سوچا آپ نے بندا سمجھ گیا

پہونچا نہ سینے تک جو مرا دست آرزو
چڑیا کو اوس کٹوری کی عنقا سمجھ گیا

مطلب کوئی رہا نہ کبھی ذی شعور سے
تھوڑی سی فلک کی نوبت سا سمجھ گیا

انکار کے کنائے کو عاشق سمجھتے ہیں
مطلب کو لن ترانی کی موسا سمجھ گیا

دریا بہائے ہجر میں ایک ایک اشک سے
نکلے جو چار آنسو تو چوکا سمجھ گیا

دل دیکھی شب کو سونگھ لیے اونکے سر کے بال
سنتا بہت ہیں زلف کا سودا سمجھ گیا

سو بار کھل کے بال کبوتر سے گر پڑا
ہیں خط یار کو پر عنقا سمجھ گیا

زندوں کو بھی برا نہ کہا پھر تو شیخ نے
غیبت کو جب گناہ کبیرا سمجھ گیا

بلا اضافہ ۱۲

۱۱	عاشق لیا ہی بوسہ قرآن جو روبرو کیسا وہ اپنے رخ کا کتنا یا سمجھہ گیا	۱۵

ہمکو کالا ہے سوا وہ مار کاکل ہو گیا — آنکھہ ملتے ہی چراغ زندگی گل ہو گیا
نشۂ مے نے کیا آہن دلون کو موم دل — نغمۂ داؤد ساقی شور قلقل ہو گیا
کیا اثر ہے ہاتہ مین اوس ساقی گلفام کے — باغ مین جس گل کو توڑا ساغر مل ہو گیا
اسطرح وہ قتل کرتے ہین کہ بدنامی نہو — جس سے روٹھے کشتۂ تیغ تغافل ہو گیا
اسقدر غم کھائے ہمنے بھوک بھی جاتی رہی — خون دل کا نعمت خوان توکل ہو گیا
عقدۂ زلف دراز یار کی کثرت کو دیکھہ — فلسفی اوس دور مین ثابت تسلسل ہو گیا
وصل کی شب رات باقی تھی کہ وہ رخصت ہوئے — صبح کے ہوتے ہین اب ہمکو تامل ہو گیا
اے فلک دست خزان سے کیون نہ نالان ہو چمن — غنچۂ گل سوکھہ کر منقار بلبل ہو گیا
اسقدر مضمون غم لکھنے کی ہی مشتاقی — ایک عشرے مین کمیت خامہ دلدل ہو گیا
خوف کیا روشن دلون کو خانۂ تاریک سے — قبر مین جاکر چراغ عقل کب گل ہو گیا
بادہ خواری پر ہماری زندگی ہے ساقیا — کم ہوئی آواز قلقل تو یہان قل ہو گیا
قید مین تھا مشغلہ مجکو جو ضبط آہ کا — قطع میرے پاؤن سے زنجیر کا غل ہو گیا
خاکساری بڑھ گئی جتنا مرا رتبہ بڑھا — ہر ترقی مین ترقی پر تنزل ہو گیا
پیشتر ایسی سیاہی اونکے بالون مین نہ تھی — بخت میرا بستۂ زنجیر کا کل ہو گیا

۱۲	بال سے باریک اپنا جب تن لاغر ہوا سلسلہ سے زلف کی عاشق توسل ہو گیا	۲۳

رنگ کھلتا ہی پہ تو روے آتشناک کا
کیل سونے کی نظر آتا ہی تنکا ناک کا

پھر کسی سے یہ نہو طرز اوس بت سفاک کا
کان ہون دیکھے اگر وہ حال مجھ غمناک کا

کھل گیا رونے سے پردہ مجھ گریبان چاک کا
آبرو رہتی جو بن ہیو نہ ہوتا خاک کا

صاف آب دم ہین نہوتا اوس مسیحا کا جو نور
جان پڑ کر بولتا کسطرح پتلا خاک کا

چھٹتے ہی آب روان سے دیل سیم یار کے
ہر حباب بحر کیسہ بنگیا دلاک کا

اس سے پہنائی ہین جامہ طفل کو شکل کفن
روز اول سے ہو جوگر آخری پوشاک کا

شام سے کنج شہیدان ہین نہ آ پیکر شراب
یان گذر ہوتا نہیں کسکی روح پاک کا

صید گاہ دہر ہین خیاط قسمت نے سیا
جامہ تن ہین گریبان حلقہ فتراک کا

اوٹھ گئے اس دار فانی سے جو ہیں غمزدے
کون شکوہ پھر کریگا گردش افلاک کا

منہ جو دکھلا دو فنا ہو جائین یون سارے بشر
آئین عزرائیل پھر لینے کو چنگل خاک کا

کل تو تھی سونے کی بالی آج بنوائی ہے نتھ
سیر کے مرنے سے بڑھا یا اوسنے زیور ناک کا

شیشہ جا سمجھے کہ اپنی غزل ہٹی ہوئی
کب زمین شعر سے اوٹھا بگولا خاک کا

آپ صحرا مین جو میری قتل کا بیڑا اوٹھائین
یان کی صورت پھر ایک پتلا ڈھاک کا

کسب سیکھے علم ریاضی کا ریاضت سے نہین
عرش تک پرتو گیا ہی شعلہ ادراک کا

اس طرح معدوم ہم ہوجائین منت کش نہون
بار ہو دوش ہوا پر بھی نہ اپنی خاک کا

آبلے دل مین پڑے ہین خوشہ انگور سے
آفتاب حشر پر سائی ہی سایہ تاک کا

بعد مردن بھی نہین اوٹھتا ہین ایسا بار ہون
پھینکنے پہی ہی صبا پشتارہ میری خاک کا

وحشیون کی چال ڈالی توسن صیاد نے
چشم آہو بنگیا حلقہ سر اک فتراک کا

معجزه اوس نے تک عیسی نے دکھایا دشت مین
بن کی آدم سامنے آیا بگولا خاک کا

کرکری ایسی ہوئی تیری لبون کے سامنے
چیونٹیون کو صاف شکر پر دهوکا خاک کا

موسم گل مین ہر ایسا ہے مجھ زخمی کا تن
زخم کے انگور کو انگور سمجھا تاک کا

کوچۂ دلدار سے آگے بڑھی جاتی ہے کیون
پھینک دے جلدی صبا پشتاره میری خاک کا

۱۳
رشتۂ گیسو اگر ملجائے عاشق یار سے
باندھیے شیرازه اوراق دل صد چاک کا
۱۹

چاند تاری کا جو خیمه ایستادا ہو گیا
چرخ انجم پر سنهری برج بالا ہو گیا

اس زمانے مین ہر اک بیدید ایسا ہو گیا
جس کو نین مین عزت بھوٹی تھی وه اندھا ہو گیا

مجکو قاتل کی نزاکت پر اچنبھا ہو گیا
تیغ مین دکھائی اوسکا ہاتھ جھوٹا ہو گیا

جب گئے گلشن مین وه پھر عود کر آئی بہار
حسن گل بھی صورت حسن زلیخا ہو گیا

ملکے مہدی عطر تلوون مین لگایا یار نے
دو قدم گھر سے جو نکلے فتنه برپا ہو گیا

سامنے میری اگر وه بے حجاب آتی نہین
کاش یه کہکر بلا لین آؤ پردا ہو گیا

بند آنکھین کرکے جاتی ہین عالم کو دہر سے
ایکبار آنے مین ایسا یا درستا ہو گیا

صاف طینت کو کدورت سے کسیکی ڈر نہین
چاندنی کا فرش کب مٹی سے میلا ہو گیا

اوڑ گیا ایسا ہوائی تیر سے مین ناتوان
تیر کے پتلے سے ای صیاد پتلا ہو گیا

ایک عالم جھک گیا ساقی کے فیض جام سے
جام می دریا دلی سے ظرف دریا ہو گیا

طاقت و تاب و توان تن مین نہین غافل ہے روح
قافله یارون کا منزل سے روانا ہو گیا

اونکے تلوون سے ملین آنکھین تو آنسو تھم گئے
دیکھتے ہی دیکھتے پایاب دریا ہو گیا

مارِ کاکل آئینے مین دیکھ کر سہما وہ شوخ
سبزۂ خط اسقدر سمٹا کہ پھندا ہوگیا

چور چوری سی گیا کیا ہیرا پھیری سی گیا
رو سی دیکھ آتی ہین جبسے محلکا ہوگیا

دل کو بہلایا بہت آنسو مگر تھمتے نہین
ترک الفت کی تو اور اک روگ پیدا ہوگیا

تجکو میرے قتل کی شادی جو اے سفاک ہی
میرے منہ پر بھی لہو زخمون کا سہرا ہوگیا

خوف ہی قاتل نشانِ دستِ نازک سے تجھے
زخم اچھا تھا بہت اسسے پھر ہرا ہوگیا

مجکو نازک دل جلا کر دیا ای نازنین
دل ترے ہاتھون ہتیلی کا پھپھولا ہوگیا

١۴

ایک سودائی نہین عاشق پری پیکر ترا
کیا زرِ داغِ جنون کا اسکے توڑا ہوگیا

٢٠

کیا گھٹا مرنے سے پہلو مین جو قاتل آیا
جبرِ نقصان یہ ہوا جان گئی دل آیا

کر چکا طوفِ حرم دیر پر اب دل آیا
حق سے پھر کر طرفِ مذہبِ باطل آیا

اپنے نزدیک رخ و زلف ہین دونون یکسان
آج تک ہمکو نہ فرقِ حق و باطل آیا

یار کے گھر مین رسائی نہین ہوتی اس سے
سازِ غیرون سی نہ دربان سی مجھی مل آیا

حسن صورت کی فریبون مین پھنسی ظاہر بین
اپنا عاشق ہون کسی پر نہ مرا دل آیا

کس طرح کاٹی خدا جانی شبِ فرقت مین
نہ اجل آئی تسلی کو نہ قاتل آیا

بزم رنگین ہوئی عکسِ مئے گلگون سے
شیشہ کیا آیا کہ رونق دہِ محفل آیا

بعد مرنے کے یہ ہاتھون سی سر اپنا پیٹا
سنگِ تربت بھی سرہانی کی طرف لآیا

دولتِ حسن سی بہتر نہین کوئی دولت
در پہ آیا ترے حاتم بھی تو سائل آیا

اب تو دق ہو کی یہ کہتا ہی تمہارا بیمار
وہی اچھا ہی کہ جسکا نہ کہین دل آیا

اشک سوکھی تو ندامت یہ رہی دریا پر
گر گئے پاؤن مری جیب پہ ساحل آیا

تھک گئی ہونٹھہ دعا سے نہ چلی باد مراد
اپنا بیڑا نہ قریب لب ساحل آیا

جور گلچین کا عوض کسنی لیا گلشن مین
کوئی سننے بھی نہ فریاد عنادل آیا

حال رونیکا پڑھا خط مین تو فرماتی ہین
یہ عریضہ کبھی ڈبو دینے کے قابل آیا

اللہ اللہ یہ دم بھر کو مسافر سے حجاب
پٹی جب باندھ لی آنکھون مین تو قاتل آیا

روح آیا ملک الموت کے بدلی شب ہجر
جان مین جان مری آئی جو قاتل آیا

دیکھکر حال کو مجھ زار کی یہ حیرت ہے
گر پڑی ہاتھ سے تلوار جو قاتل آیا

تجھسے رخصت جو ہوی ساتھ کسینے ندیا
دو قدم تک بھی نہ ہمراہ مری دل آیا

روز اک سیر ہے اس بزم گہ دنیا مین
اوٹھہ گیا کوئی کوئی رونق محفل آیا

۱۵

نہ اجل آئی نہ چین آیا شب فرقت مین
کوئی بھی کام نہ **عاشق** دم مشکل آیا

۱۸

اکی بے ہوش آمد فصل بہار کیا
مستون سے خود اوٹھنے لگی ہوشیار کیا

قطرے مین ڈوب جائیگا یہ جسم زار کیا
بوندی کا تم دکھاتی ہو ہر دم کنار کیا

ای محتسب نہ مست کی بیخودی کو چھیڑ
کیسی شراب نشہ کہان کا خمار کیا

ساقی سوال بوسہ کی تقصیر ہو معاف
بہکی زبان نشہ مین ہے اختیار کیا

بہہ کے آنکھین روزن دیوار ہو گئین
دیکھین ابھی دکھائیگا یہ انتظار کیا

فقرون سے قتل کرنے لگی بات بات مین
تیغ زبان یار بھی ذوالفقار کیا

سینے کو اپنے اور مرے دل کو دیکھیے
رکھتے ہین صاف آئینہ ہم خاکسار کیا

بھڑکانے سے رقیب کے تم آگ ہو گئے | میری طرف سے دل میں بھرا انجار کیا
کھینچے لہو سے گرد ترے گھر کے دائرے | پرکار کے ہیں پاؤں یہ پائے نگار کیا
تیور ہمارے آنکھ لڑانے سے بجھ گئے | تیغ نگاہ یار ہوئی آبدار کیا
جب اوس پری سے بوسۂ گیسو طلب کیا | فرمایا جن ہوا ترے سر پر سوار کیا
میخانے کو ہوا سے بہاری جو اوڑی | مستوں کو دم میں آنکے ہوشیار کیا
شرب مدام صحن چمن میں نہ چھوٹیے | واعظ کے باغ سبز کا ہے اعتبار کیا
صیاد ہی وہ دام میں اس دم سے لائیے | کنج چمن میں ہے بط مے کا شکار کیا
سمجھو اگر فقیر کی صورت سوال ہے | بوسے کی پھر طلب کو ہوا امیدوار کیا
کچھ آج شب کو حد سے سوا اضطراب ہے | منہ سے نکل پڑے گا دل بیقرار کیا
اے ہجر یار جبر نکر جان زار پر | آئے نہ آئے موت مرا اختیار کیا

۱۶ | صیاد دہر قاتل عالم لقب ہوا
عاشق کا قتل تمکو ہوا سازوار کیا | ۲۱

گیسو حجاب روی دل آرام ہو گیا | نور سحر سواد سر شام ہو گیا
چھوڑی خدائی مائل اسلام ہو گیا | بندے کے پاس آکے وہ بت رام ہو گیا
رسوا ہے خلق عاشق ناکام ہو گیا | تمنے برا کہا جسے بدنام ہو گیا
محفل سے کیا اوٹھا یا یہاں کام ہو گیا | قم اے مسیح موت کا پیغام ہو گیا
روشن ہوا ز لف سیہ فام ہو گیا | دکان کا چراغ سر شام ہو گیا
سودی میں مغبچوں کے گلے پڑ گئی شراب | گردن کا طوق دور خط جام ہو گیا

یادِ مسیح لب مین مجھے موت آگئی / حسن گلو کے عشق مین ناکام ہوگیا
تشبیہ مین نے عرش کو دی تیری فرش سے / نقش قدم چراغ سر بام ہوگیا
کچھ قند لب سے تلخ ہی ناکام کو سناؤ / تم نے نبات کی تو مرا کام ہوگیا
خط پر جو مہر ہوتی ہے تلووں سے ملتے ہین / عہدہ ہے پای بوس کا پانام ہوگیا
مرنے کے بعد ہی یہ کرامت فقیر کی / سائل ہوا جو گور سے بہرام ہوگیا
تاریخ وار حال جو اپنا کیا رقم / نامہ مرا صحیفۂ ایام ہوگیا
مہلت رفو کی بھی نہ ملی چاک جیب کو / پیوند خاک عاشق ناکام ہوگیا
صدقے صنم کے مین جو گیا بتکدے کا طوف / ملبوس تن مین جامۂ احرام ہوگیا
نکلے جو میرے نالۂ سوزان و اشک گرم / برج فلک بھی گنبد حمام ہوگیا
افشائے راز عشق کیا اشک چشم نے / بہکا یہ طفل اشک کہ نمام ہوگیا
یوسف ہی خال رخ حبشی ہو نہ دو شال / گیسو کی عکس سے یہ سیہ فام ہوگیا
صیاد کو اسیر کیا شوق قتل مین / تیرون سے چھید کے جسم مرا دام ہوگیا
صبح شب فراق کا ہونا محال ہے / مشکی مگر یہ ابلق ایام ہوگیا
قاضی گیا جو بزم مین گل ہوگیا چراغ / پگڑی اوتارنے کا سرانجام ہوگیا

١٧
وہ رشک مہر کوٹھے پہ آیا ہے دیکھنے
عاشق جب آفتاب لب بام ہوگیا
١٩

رنج پایا باعث رنج و محن یاد آگیا / جب اوٹھایا داغ نو چرخ کہن یاد آگیا
دم اوکھڑنے مین بت پیمان شکن یاد آگیا / مرگ کی تلخی مین وہ شیرین دہن یاد آگیا

اسقدر خائف ہوا مین عشق کی افتاد سے
جو کنوان دیکھا مجھے چاہِ ذقن یاد آگیا

تنگ آکر ہجر مین پھاڑا گریبان سحر
شب کو جب دستِ جنون کو پیرہن یاد آگیا

خلد بھی میرے لیے خالی نہین آسیب سے
سیب جنت دیکھکر سیبِ ذقن یاد آگیا

بے صنم کعبے کا حجرہ گور سے کچھ کم نہین
جامۂ احرام جب پہنا کفن یاد آگیا

ہاتھ آیا تھا لباس شب مین دامن یار کا
پو کے پھٹتے ہی گریبانِ کفن یاد آگیا

ہجر مین برسا جو مینہ دیکھی جو چادر ابر کی
موت یاد آئی مجھے غسل و کفن یاد آگیا

مین نے بحرِ عشق مین گر کر نہ مارے ہاتھ پاؤن
دست و پا بھولی جو وہ گدرا بدن یاد آگیا

عشق کاکل نے بڑھایا رشتۂ طولِ امل
تنگ آیا زندگی سے جب رسن یاد آگیا

شام صحرا پھر گئی آنکھون مین وحشت سے
دیکھکر چشم سیہ کا لا ہرن یاد آگیا

سیل اشک چشم نے ڈبو فلک کو بھر دیا
جب گڑھے مین گور کے چاہِ ذقن یاد آگیا

شاہد مضمون گل تحسین کے سہرے باندھے ہین
طبع کو ناز عروسانِ چمن یاد آگیا

گو پریشان خود بھی ہو زلف پریشان کیطرح
کوئی بھولے سے نہ آوارہ وطن یاد آگیا

موت کی ہچکی لگے کیونکر نہ ضبط آہ سے
روی ساقی شیشۂ پنبہ دہن یاد آگیا

مجکو تمکو دیکھکر ہر کافر و دیندار کو
قصۂ یوسف زلیخا نل دمن یاد آگیا

پاؤن رکھا تبکدے مین آیا زاہد کا خیال
داخلِ کعبہ ہوا تو برہمن یاد آگیا

آج چاندی کے ورق کی طرح چمکی چاندنی
چاند کو دیکھا تو اپنا سیم تن یاد آگیا

۱۸	کیون چلے گھبرا کے عاشق جانب دشت عدم آؤ گی کیونکر جو ہستی کا چمن یاد آگیا	۱۹

غم ہی چشم مست کا خط زمرد رنگ کا
ساغر مے پر چڑھا پایا اور کاسہ سنگ کا

کعبہ سے مطلب نہین مسجود ہی اپنا بتکدہ
آب زمزم سے سوا ہے مجکو پانی گنگ کا

سخت مشکل مجھسے نازک دلکو ہی عشق صنم
یہ نہ سمجھا تھا ہے شیشے سے لڑنا سنگ کا

ربع مسکون ہے ابھی تو سر کو بھی مشتاق آئینہ
سیر ہی قاتل کا ارادہ ہوا گر جو رنگ کا

دیکھکر وہ سبزۂ رخسار اپنا ڈر گئے
صاف ثابت ہو گیا بو ہی نشۂ بنگ کا

عقدۂ مشکل بھی میرے سامنے کیا چیز ہے
دیکھنے والا ہون مین اوسکی دہان تنگ کا

جمع رہتی ہین حسینان جہان اوسکی حضور
خانہ باغ یار مین پھولا ہی گل ہر رنگ کا

ہاتھ اوٹھتا تھا نہ جنکا اب وہ کرتی ہین سلام
سر جھکا پایا ہے مانی نے ہر اک سرہنگ کا

اب سزا پاتی ہین وہ تھا عرش پر جنکا دماغ
کاسۂ سر ٹھوکرین کھاتا ہے ہر سرہنگ کا

تول میزان نظر مین اک ذرا ہی پر ہمین
سنگ پایا ہے اوسکے رتبہ بت کو ہی پاسنگ کا

زیر گردون کسنی پایا بھر کے جام آفتاب
دور مین خالی ہے ساغر چرخ مینا رنگ کا

سخت ہم پچتائی کیون زاہد کہنے پہ چلے
بتکدہ سے ہو گیا پلہ کئی فرسنگ کا

ہوگا سر سر کسطرح آنکھین لڑا کر یار سے
دیکھئے پہلے شگون ہے آ دل شکست رنگ کا

غیر ہے پہلو مین اونکی کیون نہ لڑکر جان دون
دل مین کٹتا ہون تو کرتا ہون ارادہ جنگ کا

ایک دو عاشق جو اب قاتل نہون ہے روز قتل
تیغ ابرو پر ابھی آجائے دھبا زنگ کا

مین وہ بیکس ہون جو پیچھے قافلے سے رہ گیا
گوش گردون تک گیا نالہ وہان زنگ کا

ضعف ایسا ہے کہ برسون مین چلا ہون ایک گام
دشت مین کانٹا مرا ہی مری فرسنگ کا

جلوہ فرما جب ہوا وہ گل سریر ناز پر
فندق پا کو ملا رتبہ گل اورنگ کا

١۴	طول موئے سر کو عاشق کس طرح سے موزوں کروں ہجر کی شب ہے نمونہ کاکل شبرنگ کا	١٩

بتا دے پیر فلک تو نے ہے جہان دیکھا	ضعیف دوسرا مجھسا بھی ہے جوان دیکھا
چھپا نہ سوز دروں میری تیرہ بختی سے	سراغ آگ کا پایا جہاں دھوان دیکھا
صفا ہے قلب ہی ہم غیر کے نہیں محتاج	حصول جام مین جم نے اگر جہان دیکھا
عجب ہے کشتی عمر رواں کی صنعت مین	نہ گن نہ ڈانڈ نہ لنگر نہ بادبان دیکھا
عدم کو حسرت دیدار لے چلی دل مین	مکان یار کو ڈھونڈھا تو لامکان دیکھا
بہار جانے سے برباد یون ہوئی بلبل	نہ مشت پر کہیں دیکھے نہ آشیان دیکھا
عروج زیست مین دو دن مقام عبرت ہے	غذائے مور سلیمان کا استخوان دیکھا
بنائی زلف جو مہندی لگا کے ہاتھون مین	بھبھڑ کا شعلۂ رنگ حنا دھوان دیکھا
نہ مے پرستون کے جلسے نہ جام گردش مین	کچھ اب کے سال نیا دور آسمان دیکھا
چڑھی ہین ضعف مین اب تیر آہ زورون پر	قد خمیدہ کو جب حلقۂ کمان دیکھا
بجز لحد نہ رہا کچھ نشان صاحب نام	مٹایا پیر فلک نے جسے جوان دیکھا
گر اسکی نہ دو رنگی جہان کی ہمکو	ہمیشہ ابلق ایام زیر ران دیکھا
متاع حسن کا طرار زلف حافظ ہے	وہ چور ہے جو خزانے کا پاسبان دیکھا

٢٨	بلند عرش سے اوسکو کیا ہے عاشق نے زمین شعر کو بھی تو نے آسمان دیکھا	٢٠

کیا خط سے نشان لب جانان نہ ملیگا	جب خضر ملے چشمۂ حیوان نہ ملیگا

دوزخ کو نکل جائینگے اس وحشت دل سے / جنت مین اگر ہمکو بیابان نہ ملیگا
غیرون کی بندھی گی جو ہوا کوچۂ صنم مین / سُرمے کو غبار رہ جانان نہ ملیگا
کیا خاک بیابان سے چھپے گا تن عریان / دامن جو ملیگا تو گریبان نہ ملیگا
مر جائینگے لیکن نہ مزا آئیگا دل سے / ہم حور کو چاہینگے جو انسان نہ ملیگا
دیوانہ ہون پر سب ہین کرامات کی باتین / اس طرح کا پریون کو سلیمان نہ ملیگا
زلف سیہ یار اگر خلد مین پہونچی / اندھیر ہے جنت مین مسلمان نہ ملیگا
تنہائی سے افزون ہے مجھے فاقے کی لذت / کھانا نہین کھائیگا جو مہمان نہ ملیگا
بیکار ہے کہدو ملک الموت نہ ڈھونڈہین / یہ گم شدہ دشت و بیابان نہ ملیگا
قسمت مین نہین درد کی لذت بھی اوٹھانا / مین کھاؤن اگر زخم نمکدان نہ ملیگا
ناصح نہ بیان کر مزہ میوۂ جنت / یون سیب ملین ہمین زنخدان نہ ملیگا
جیتا ہون مین جبتک مری دیوان کی ہے قدر / مجموعۂ اوراق پریشان نہ ملیگا
ہے دشمن جان اوسکی محبت مین خدائی / کیا اب بھی وہ غارتگر ایمان نہ ملیگا
ہم سلسلۂ زلف سے ڈھونڈینگے دہن یار / ظلمات مین کیا چشمۂ حیوان نہ ملیگا
دکھلائے جو بندون کو وہ خالق کرم اپنا / مجھسا کوئی آلودۂ عصیان نہ ملیگا
کیا ڈر ہے جو قاتل نہ ملا آج گلے سے / کل حلق سے کیا خنجر بران نہ ملیگا
وحشت مین مٹیگی نہ مری پاؤن کی کھجلی / ہر روز جو صحرا سے مغیلان نہ ملیگا
وحشت مین نہ چھوڑو جو مری پاؤنکے چھالے / پانی تمھین اے خار مغیلان نہ ملیگا
بس آج کی رات اور بغل مین ہے وہ مہرو / کل ہمسے مزاج شب ہجران نہ ملیگا

ای ترک ہوا خواہ تری ساتھ چلین خاک
آندھی کو غبار رہ جولان نہ ملیگا

پھانسی وطن آوارون کو رستی سے نہ بنیا
کیا حلقۂ گیسوی پریشان نہ ملیگا

زلفون مین رخ پاک کا ہوگا نہ نظارا
سر رشتۂ زنار سے قرآن نہ ملیگا

جس طرح رخ و زلف مین تیری ہے محبت
اس طرح کوئی گبر و مسلمان نہ ملیگا

عالم ہے گرفتار تپ ہجر صنم مین
عیسے ہوے بیمار تو درمان نہ ملیگا

آئینہ سے سب دیکھہ لو حال دل پر درد
مجھسا بھی کوئی آپ کو حیران نہ ملیگا

کاٹو گے سنوری مین اگر چار پہر رات
آئینہ و عطر و مسی و پان نہ ملیگا

مین بیکس و تنہا ہون امانت مجھے کہنا
ایسا کوئی اسے گور غریبان نہ ملیگا

۲۱	عاشق جو یہ بیرنگی بازار سخن ہے گلشن مین کوئی مرغ غزل خوان نہ ملیگا	۲۰

کبھی تو سرمہ گین ای چشم مست یار ہونا تھا
عصا بھی پاس رکھنا تھا اگر بیمار ہونا تھا

سیہ ہونا تھا تو پیدا نہ یون بیکار ہونا تھا
ستارے کو مرے خال رخ دلدار ہونا تھا

سنا ہے اوس بت سفاک کو شوق عیادت ہے
مسیحا کو بھی دم بھر کو لیے بیمار ہونا تھا

بھری ہے آگ عشق گلرخان کی میرے سینے مین
تجھے ای بلبل دل مرغ آتشخوار ہونا تھا

مکدر ہو نگاہ یاس عاشق سے دم مردن
سنگ و حون کو خاطر پہ تمہاری بار ہونا تھا

سمجھتے عشق خط یار سے تاثیر دلمین کی
صفا کو بدلی اس آئینہ مین زنگار ہونا تھا

نہوتا دہر مین ہندو کے زلف یار کا شہرہ
مسلمانون کو کافر سمجھ کو زنار ہونا تھا

فغان بے اثر سے بلبل شوریدہ کیا حاصل
ہماری طرح تجکو رشک موسیقار ہونا تھا

علاجِ عاشقِ رنجور کو آوے نہ آفت کی
مسیحا کی مقدر مین مگر بیمار ہونا تھا

چھری کیونکہ نہ اپنا خون اوس کافر کی گردن تک
رگِ جان کو ہماری رشتۂ زنار ہونا تھا

اولجھہ کر مین کسی کی دامنِ دولت مین رہ جاتا
تنِ کاہیدہ کو وحشت مین نوکِ خار ہونا تھا

اوٹھائی آئی ہین جب مجھکو خوابِ مرگ آ پہونچا
نصیبِ خفتہ تجکو پہلی ہی بیدار ہونا تھا

نہ ہاتھ آیا صنم قربان کعبے کی پھری خالی
عوض حج کی فدائی خانۂ دلدار ہونا تھا

پھرین آنکھین جو وقتِ مرگ میری پتلیان روکے
دمِ آخر بھلا مجھہ زار سے بیزار ہونا تھا

شرارِ آہ آتش زا مری جاتی نہ گردون پر
مگر نسرِ فلک کو مرغِ آتشخوار ہونا تھا

جلا کر قصرِ تن کو خود بھی جل بجھنا تھا ہمین پھر
دلِ سوزان چراغِ خانۂ نادار ہونا تھا

فسونِ سیاہ روزون کے دم مین آئی اے گلِ ہاے ون پڑی
کسی شوریدہ سر کا طرۂ دستار ہونا تھا

وہ پیسا ڈوبتا ہے جو نہ اوٹھی بادہ خواری مین
زرِ قارون کو صرفِ خانۂ خمار ہونا تھا

خدا کا پاس لازم تھا سیہ پوشی نکرنی تھی
بتون کی غم مین کعبے کو جو ماتم دار ہونا تھا

۲۲	تغیر ہے مجھے عاشق بنا دی رنگ گردون سے کسے اس نیلگون پردے مین ماتم دار ہونا تھا	۱۸

آفاق نورِ عارضِ جانان سے بھر گیا
اے مہر و ماہ دور تمہارا گذر گیا

ڈوبے بغیر ضبطِ غمِ دل سے مر گیا
آنسو پیے تو پیٹ مین پانی اوتر گیا

پیدا ہوا نظیر یہ دل پر گذر گیا
کھچوا چکے شبیہ تو چہرہ اوتر گیا

خفت ہوئی فراق کا جب دن گذر گیا
تو آج جیتے جی ترا بیمار مر گیا

کیسا شبِ وصال سے وہ ماہ ڈر گیا
خورشید جب غروب ہوا منہ اوتر گیا

حد سے زیادہ لطف نزاکت گذر گیا
کنگھی اوٹھائی ہاتھ مین شانہ اوتر گیا

مشتاق آج کسکی صدا کی ہین تیری کان
کل جو کراہتا تھا وہ بیمار مر گیا

اے پیر چرخ تیری عداوت نہ کم ہوئی
وہ دن گئے وہ عہد جوانی گذر گیا

گلشن مین دشت و کوہ سے وحشت ہوئی ہوا
دیوانگی نے ساتھ نچھوڑا جدھر گیا

رسوائے خلق دیکھ کے کیسی نگہ پھری
چڑھکر نظر سے آنکھہ سے تیری اوتر گیا

ہمنے کڑی فراق صنم کی بھی جھیل لی
کیا سخت تھا وہ وقت بُرائی گذر گیا

دریای اشک نے تنِ خاکی گھلا دیا
دامن ہوا نصیب تو جامہ اوتر گیا

سنّاٹا ہو گیا تری کوچے مین آ پڑی
دیوانہ مر گیا تو وہ سب شور و شر گیا

بیمار ہجر یار کی شب یون گذر گئی
سو بار ہمنشین یہی سمجھا کہ مر گیا

پکّا مرے علاج مین جرّاح کا بھی دل
ناسور ہو پڑے جو کوئی زخم بھر گیا

آئے تھے قتل کو مجھے دیکھا تو رو دیا
تیغ نگاہ یار کا پانی اوتر گیا

جوبن بڑھا دیا عرقِ شرم وصل نے
کیسا پسینے مین وہ نہا کر نکھر گیا

۲۳

عاشق جنازہ آپکا دیکھا جو راہ مین
فرمایا مجھکو کیا جسے مرنا تھا مر گیا

۲۴

اوس مہندی دیکھا نہ پھپھولا مری دل کا
چمکا نہ کسی روز ستارا مری دل کا

اوٹھتا ہون تو اوٹھتا ہے جنازہ مری دلکا
صندوق مین سینے کی ہے مردا مری دل کا

پھونکیگا دو عالم کو جلانا مری دل کا
اچھّا نہین بڑھ جائے جو شعلا مری دل کا

اتنی تو تسلی نہ کرا ہی کف بہ گردون
بھر نے دے ذرا اتنا ابھی چھالا مری دل کا

ہی قطع رقیبون سی اشارہ مری ڈر سے ۔ تلوار پہ ابرو کے ہی قبضا مری دل کا

کشتون کو بھی سکتا ہی تڑپنی سی ہمارے ۔ حیرانی بسمل ہی تماشا مری دل کا

جب آئی مری خاک پہ اک زلزلہ پایا ۔ ثابت ہوا مرقد مین تڑپنا مری دل کا

نالون کا جو رخ ہی طرف عرش معظم ۔ معلوم نہین کیا ہی ارادا مری دل کا

مستی ہین اوٹھاتی نہین کیون آج گرے کو ۔ دیتی ہین کباب آپکو دھوکا مری دل کا

اب سوزن عیسیٰ نہ کہین ٹوٹ کے رہ جائے ۔ نکلیگا کسیطرح نہ کانٹا مری دل کا

دل بیٹھ گیا خود بخود اپنا تو یہ سمجھا ۔ خال رخ قارون ہی سویدا مری دل کا

آنکھون سی لہو بنکے گرا خاک پہ اک دان ۔ آنسو کی طرح کھل گیا عقدا مری دل کا

اوٹھ جائے نہین جلد حجاب تن خاکی ۔ جامہ ہی بدن کا مری پردا مری دل کا

ای بت ہوا نالون سی تری جلوہ کی قابل ۔ ناقوس نہ رکھتا تھا کلیسا مری دل کا

اوٹھ جاتی ہی محفل سی جہان غیر کو دیکھا ۔ عاقل ہی سمجھتے ہو اشارا مری دل کا

مجبور کی تقصیر نہین قابل الزام ۔ میرا ہی مچلکا کہ مچلکا مری دل کا

اب نشتر مژگان کی شکایت نہ کرونگا ۔ لو پھوٹ بہا آج پھپھولا مری دل کا

غم اور کا دیکھا تو ہوا غم غلط اپنا ۔ درد دل عالم ہی مداوا مری دل کا

ساقی جو کرے یاد تو مرجاؤن خوشی سی ۔ ہچکی کبھی لیتا نہین شیشا مری دل کا

پھینک آؤن جو کوچی مین تری یہ تو نہوگا ۔ مجھپر ابھی بھاری نہین مردا مری دل کا

مجنون کی سوا کون ہی اس رد سی واقف ۔ سوتا ہی تہ خاک شناسا مری دل کا

زاہد تجھی کیا وجہ حرارت نہین معلوم ۔ ہر اخگر دوزخ مین ہی نقشا مری دل کا

روئی مین نظر ہی طرف کوچۂ دلدار　　قبلے کی طرف بہتا ہی دریا مری دل کا

٢٤　　عاشق یہ کبھی سنگ حوادث سی نہ ٹوٹا
پتھر سی بھی مضبوط ہی شیشا مری دل کا　　٢٥

بندۂ بت نہوا قائل قرآن نہوا　　مجھسے خوشنود کوئی گبر و مسلمان نہوا
میرا آغوش کبھی مسکن جانان نہوا　　قلب مومن نہوا مین رگ شریان نہوا
تیری کوچے مین بنی قبر نہ اس مجرم کی　　خلد مین مسکن آلودۂ عصیان نہوا
داغ چمکا نہ کبھی میری سیہ خانی مین　　ماہ کامل بھی چراغ شب ہجران نہوا
حال کھل جاتا ابھی طول شب فرقت کا　　ای سحر ہاتہ مرا تیرا گریبان نہوا
قبر پر میری پڑہا فاتحہ پڑہ ہنس ہنس کر　　ای صنم کھیل ہوا سورۂ قرآن نہوا
بہا گئی وسعت صحرای عدم وحشت مین　　مین وہ مجنون ہون کہ منتکش زندان نہوا
دیکھتا تو بھی ذرا اپنی نصیحت کا مزا　　زاہدا آج وہ غارتگر ایمان نہوا
ہاتہ پائی سی جو یوسف ہی پا و نہین نفرت ہے　　چاک دامن کبھی ہوا دست گریبان نہوا
شب تنہائی مین جز مرگ کام آئی رفیق　　کوئی پرسان دل زار غریبان نہوا
عیسی لب کی سنا کرتی تھے شہرے کیسے　　تالب گور علاج تپ ہجران نہوا
وصل کی شب نکلیا اوس گل خوبی ز نہان　　ہاتہ میرا شجر سیب زنخدان نہوا
لو لگی رہتی ہی وحشت مین پری رویونکی　　ایک شب بھی ہجوم تاریکی زندان نہوا
ضعف نی وحشت دل کا نہ مزا دکھلایا　　میری ہاتھون سی کبھی چاک گریبان نہوا
انقلاب آئی زمانی مین ہزارون لیکن　　وصل کا روز مثال شب ہجران نہوا

آگ جنگل مین لگائی کو پھپھولی پھوٹے
انسے سیراب کوئی خار مغیلان نہوا

قید سو بار یہ وحشی ہوا چھوٹا سو بار
ایک دن قفل نصیب در زندان نہوا

جیسا پریون مین ہی ماتم تری دیوانی کا
اسقدر غلغلۂ مرگ سلیمان نہوا

خضر خط کو سکندر نے ہی اول نکیا
وجہ یہ ہی جو عیان چشمۂ حیوان نہوا

دیکھتے ہی چمن دہر نہ پھر جھپکی آنکھ
چشم نرگس سا کوئی دیدۂ حیران نہوا

گل پہ مشغول رہی اپنی خود آرائی مین
گوش زد نالۂ مرغان گلستان نہوا

پیاس کیا خون کف پا سی بجھے کانٹون کی
ہمسے سامان کچھ اے دشت مغیلان نہوا

کوئی دامن نہ تری جامہ دران سی چھوٹا
کوہ و صحرا سی حجاب تن عریان نہوا

کوئی آفت کی بلا آئے نہین ڈرتا مین
وہ جفاکش ہون کہ خوف شب ہجران نہوا

۲۵	اول شب دم آخر ہے تمہارا عاشق انتظار دم صبح شب ہجران نہوا	۲۳

پلکون نے تمہاری دل مضطر کو جلایا
فریاد نے میری صف محشر کو جلایا

اللہ رے سوزش تپ فرقت کی ترقی
مجھکو مری بستر کو مرے گھر کو جلایا

ای آہ ابھی برق سی کیا دون تجھے تشبیہ
خرمن کوئی پھونکا نہ کسی گھر کو جلایا

اس درجہ ہوئے گرم سخن آپ کہ جیسے
دم بھر مین نقاب رخ انور کو جلایا

بیتاب کیا اور تری کم سخنی نے
اس سینے نے داغ دل مضطر کو جلایا

آہون نے مری خرمن مہتاب کو پھونکا
چہرے نے ترے مہر منور کو جلایا

بچپن مین یہ تھی گرمی داغ دل سوزان
اشکون نے مری دامن مادر کو جلایا

گرمی نہ جلانے سی مٹی سنگ لون کی | چونا ہوا جب آگ نے پتھر کو جلایا
حال تپ فرقت نے بنایا ید بیضا | اس خط نے کف دست پیمبر کو جلایا
فصدون سی حرارت نہ گھٹی میری لہو کی | پٹی کبھی پھونکی کبھی نشتر کو جلایا
جم قبر مین تڑپا نہ پیا جام جو اوس نی | آئینہ نہ دیکھا تو سکندر کو جلایا
بیتابی دل سی ہی مری تیرگی بخت | فریاد نے میری مرے اختر کو جلایا
پردہ نہ کھلا دوزخیون جنتیون کا | نالون نے مری عرصۂ محشر کو جلایا
داغون نے تپ ہجر کی پھونکا بدن اپنا | انگارون نے کیا سینۂ مجمر کو جلایا
ٹپکا جو دم قتل مری اشک کا پانی | اس آب نے آب دم خنجر کو جلایا
گل کھائی محبت مین تو ایذا انہین پہونچی | طاؤس کی داغون نے نہ اک پر کو جلایا
بس دیکھ لیا تجکو بھی اے داغ غم ہجر | پھونکا نہ کلیجے کو نہ پیکر کو جلایا
فریاد شب غم نے کیا چرخ پہ اندھیر | اس برق نے کیا خرمن اختر کو جلایا
پروا انہین دشمن کی جو تو دوست ہے میرا | نمرود یہ خوش تھا کہ پیمبر کو جلایا
یاد قد دلبر مین کیا سرو چراغان | نالون سی اگر سرو صنوبر کو جلایا
آدم کے زمانے سے ہی بنیاد حسد کی | شعلے نے جو قربان برادر کو جلایا
قابو مین یہ دشمن کو رہا خوف کڑون سے | گو دل مین رہی آگ نہ پتھر کو جلایا

۲۶	آہ دل سوزان کی ترقی ہی یہ عاشق سو مرتبہ اس چرخ ستمگر کو جلایا	۱۵

کہنے سے رقیبون کے کچھ ارشاد نکرنا | راضی ہون کبھی اسے مجھے یاد نکرنا

وحشی ہون مگر ضبط کا پابند رہا ہون — ای طوق و سلاسل کہین فریاد نکرنا
ای پیر فلک دولت و حشمت نہین مقبول — دنیا ہی عجوزہ مجھے داماد نکرنا
ہین قافلہ سی چھوٹ کے رہجاؤن جو ای دل — مانند جرس نالہ و فریاد نکرنا
سر عشق کا کھلتا ہی دل درد طلب سی — اس علم مین پابندی ہر استاد نکرنا
خلوت مین بھولا نہ مری یاد کو دل سی — بھولے سی بھی غیرون مین مجھی یاد نکرنا
چھوڑا ہی عوض مال کی اشعار کو اپنی — ای چرخ یہ دولت مری برباد نکرنا
رہتا ابھی نہین نام مرا وہ بت کمسن — کہنے یہ پڑھایا ہی سبق یاد نکرنا
بیکار سمجھ خواب کی باتون کی خیالات — پیری مین جوانی کو کبھی یاد نکرنا
شیرین سی نہ اتنا بھی کہا آ کی کسی نی — ہنسوائیگا یہ ماتم فرہاد نکرنا
سرمہ جو ہو مد نظر دیدۂ حق بین — ای چرخ مری خاک کو برباد نکرنا
ہر وقت عبادت کی ہوا باندہ نہ ای شیخ — نیکی کو خدا کے لیے برباد نکرنا
شیرین تجھی منظور ہی مہندی جو لگانا — پابندی خون سر فرہاد نکرنا
دیوان دلا اشک کی طوفان مین نہ ڈوبی — شعرون کو مرے نوح کی اولاد نکرنا

٢٧	محروم کہین وصل کی دولت سی نہ رہ جای عاشق کا لقب عاشق ناشاد نکرنا	١٤

ای فلک صبح شب وصل کا ہنگام آیا — دم نکل جائیگا رخصت کا اگر نام آیا
تو نہ کہ دل کو دکھاتی ہین وہ چشم مخمور — شیشہ جب ٹوٹ گیا بزم مین تب جام آیا
منہ لگانا یہ رقیبون کا نہین اچھی بات — دیکھ لینا کہ ہمارا بھی سخن کام آیا

بزم عشرت کا ہی ساماں چمن میں موجود
غنچہ و گل سی کھلا شیشہ گیا جام آیا

یار کو حال سنایا ہی تو کس دہوکی سے
ساری نامی کو وہ جب پڑھ گئی تب نام آیا

شب تنہائی میں دونوں نی خبر لی ساتھی
موت ادھر آئی اودھر وصل کا پیغام آیا

گور یاد آئی جو کعبے میں تد یکھا کوئی بت
میں کفن سمجھا اگر جامۂ احرام آیا

خط کو پھاڑا جو مشابہ مری خط سی دیکھا
کھینچی قاصد کی زبان میرا اگر نام آیا

جان و دل کٹ رہی راہ طلب قاتل میں
نہ تو ہمراہ تھا کوئی نہ کوئی کام آیا

دیکھوں مینا ہی فلک میں بھی کہاں تک ہی شراب
کھول کر سینہ کو یہ کہتا ہوں کہ بہر جام آیا

گو سنا فاتحہ کی بدلے اوسی تھا منظور
گور پر آیا اگر صورت بہرام آیا

کہیں دل آپکی زلفوں میں نہ اولجھا پایا
رات کو کوئی مسافر نہ سر شام آیا

مصحف رخ میں مد ابرو ہی تو نقطے ہیں خال
لوح ماتھا ہی تو گیسوی سیہ فام آیا

٢٨
جبر سہنا ہی بڑی بات اگر سچ پوچھو
جان عاشق نے جو دیدی تو کیا کام آیا
٣٠

ہوی ہیں خاک کی پیوند مہربان کیا کیا
ستم سہی پیر فلک کی مٹی جوان کیا کیا

عالم میں دہر میں کبھی میں دیر میں گھر میں
پھرے تلاش میں تیری کہاں کہاں کیا کیا

بہت فراق میں حسرت سی ہونٹھ چبائی ہیں
مزے اوٹھائیگی جو بات میں یہ زبان کیا کیا

رہا نہ نام کو صبر و قرار و عیش و سرور
لٹے ہیں راہ محبت میں کاروان کیا کیا

نگاہ یار کی حسرت میں رات کاٹی ہے
لگے پر آج تو خنجر ہوی روان کیا کیا

سوا فلک کی شکایت کریں تو کس سے کریں
ہوی رقیب ہمارا دہی مہربان کیا کیا

نصیب سگ ہین نہ رزق ہما نہ طعمۂ زاغ
ہزارون خاک مین لتھڑے ہین استخوان کیا کیا

شراب خانی سی نکلی اذان کہتی ہوے
چڑھا جو نشئہ بہکنی لگی زبان کیا کیا

کرو نہ خواہش برباد ہی دل عالم
مٹا یہ گھر تو پڑینگی خرابیان کیا کیا

گئی جو سوی چمن اوس پری کی نکہت زلف
ہوا گلون کا معطر دماغ جان کیا کیا

چڑھا جو اوڑکے فلک پر غبار توسن یار
پھرا زمین کی صدقی مین آسمان کیا کیا

طلب سی بھی نہ ملا شہد خوان دنیا سی
ہوے ذلیل پئے لذت زبان کیا کیا

فنا کی بعد بھی صحبت رہی تو حورون سی
دیے حسین خدا نی یہان وہان کیا کیا

کہا جو مین نی ہر اک جا بڑا کہا تمنی
تو ہنس کے بولی بتا دو کہان کہان کیا کیا

بتون کی ناخنون سی ماہ نو ہی شرمندہ
بنائین ہین ید قدرت نی ہڈیان کیا کیا

تری فقیر نی وحشت مین کی ہی دست ملال
اڑائین دامن دولت کی دھجیان کیا کیا

ہزارون کھاتی ہین گل فصل گل جب آتی ہی
شگوفی پھولتی ہین زیر آسمان کیا کیا

نہ آئی کچھ شہیدان مین دوپہر کو بھی
گلی کرینگی مری جان نیم جان کیا کیا

کبھی نہ دیکھا ادھر تیوریان چڑھائین بہت
خدنگ کوئی نہ چھوٹا کبھی کمان کیا کیا

۲۹	ارادہ دشت کا وحشت مین جب کیا عاشق ہمارے پاؤن پڑین آ کی بیڑیان کیا کیا	۱۹

سب کو مرنے کا ہمارے غم ہوا
دور عالم حلقۂ ماتم ہوا

کل جہان پہونچا نہین دست خیال
آج گردن مین وہ بازو خم ہوا

قطرۂ اشک ندامت جب گرا
دامن صحرای محشر نم ہوا

الفت گیسو نے میری جان لی — اژدہے سے ربط آخر سم ہوا
کیا کرامت ہے لب جان بخش ہین — آئی جسمین روح عیسیٰ دم ہوا
صبح وصل یار تھی عیسیٰ نفس — دامن شب دامن مریم ہوا
قصر تن وحشت مین اشکون سے گرا — سوج کر گو پاؤن ہر اک تھم ہوا
سر جو رکھکر سو گیا وہ مست ناز — کاسۂ زانو سے جام جم ہوا
نکہت گل ہے سبک روحون کی مے — جام مینا قطرۂ شبنم ہوا
حسن جانان کی ترقی دیکھ کر — شکل مہ خورشید تابان کم ہوا
میکشی سے پہلے کیفیت تھی اور — بے حجابی دوسرا عالم ہوا
اب پریشان آپ بھی رہنے لگے — ربط وہ کنگھی کا سر سے کم ہوا
عظمت پیر مغان مین شک نہین — جام جسکو بھر دیا وہ جم ہوا
خشک ہو کر شاخ آہو بن گئے — کیا جنون زلف خم در خم ہوا
کون پھر دیکھیگا سینے کا ابھار — آئینہ جب صاف نامحرم ہوا
پوچھکر باہر سے مجکو پھر گئے — کچھ اگر آنکھون مین باقی دم ہوا
اشک جو ٹپکا توے پر بوند تھی — سینۂ سوزان نہ ہرگز نم ہوا
پاک بینون کی اگر کھینچی شبیہ — نقش مژگان پنجۂ مریم ہوا

۳۰	زلف تک عاشق ہوا پہونچی نہین پھر مزاج یار کیون برہم ہوا	۱۴

آپ کے ہنسنے کا باعث دل نالان سمجھا — خندۂ گل کا سبب مرغ غزلخوان سمجھا

چاک کرنیکو مرا پنجۂ وحشت دوڑا
ماہ نو جب نظر آیا یہ گریبان سمجھا

یہ دم قتل نظر آئی تعلی مجکو
مورچے کو ترے خنجر کے سلیمان سمجھا

زندہ در گور ہوا جب گئی وحشت میری
داغ سینے کے مٹے مرگ عزیزان سمجھا

ہمصفیرون کی صدا آئے یہ مری کان بھرے
طوطی آئینہ کو مرغ غزلخوان سمجھا

سخت جانی سے مری تیغ ہے اوسکی آری
تیرا قاتل دہن زخم مین دندان سمجھا

عشق گیسو مین کبھی سلسلہ جنبان نہوا
کاکل یار کو مین خواب پریشان سمجھا

کعبہ سمجھا کوئی ابرو کوئی آنکھون کو کنشت
اصل مقصد کو نہ ہندو نہ مسلمان سمجھا

بیت ابرو سے ہوا بیت ہلالی کا گمان
سر کی افشان کو لوح سر دیوان سمجھا

سفر ملک فنا مین جو زبان ہو گئی بند
عدم آباد کو مین شہر خموشان سمجھا

دامن گرد سے لپٹا دم جولان مین بھی
توسن یار کو جب عمر گریزان سمجھا

جان کر رات دوالی کی وہ جاگا شب وصل
گنبد چرخ کو تارون سے چراغان سمجھا

۳۱

روح کی طرح یہ عاشق ہے مجھے رنج عزیز
پہونچی راحت جو مجھے مرگ کا سامان سمجھا

۱۵

خدا بت کو کرے جو بندہ ہمارا
نہ پوچھے بتکدے مین مصلا ہمارا

مٹے داغ جمکا نہ سودا ہمارا
اوٹھا کیسا بیکار پیسا ہمارا

گلا زیر تیغ صنم رات دن ہے
سروہی کا مالا ہے مالا ہمارا

مراد آئی ہم وہ جو کشتی مین بیٹھے
بنا خضر کی ناو بیڑا ہمارا

گئی جان بیمار کو سٹھے کے نیچے
فلک سے نہ اوترا مسیحا ہمارا

لگا تیر عشق آپکا ہنستے ہنستے
چھدا دل لگی مین کلیجا ہمارا

کہا ماہ کامل تو کہتے ہین ہنسکر
تصدق ہوئے جاؤ ہالا ہمارا

تن زار گلگون جانان جو روندی
سما جاوے پتلی مین پتلا ہمارا

بہار سخن سے بڑہا رنگ محفل
کہلا نکتہ سنجون سے غنچہ ہمارا

کبوتر کی جا طائر جان اوتارو
تلوتل مین رکھوا کے پتلا ہمارا

سیہ خانہ روشن ہوا نور رخ سے
جو تم آئے چمکا نصیبا ہمارا

اوترتی ہین صحرای وحشت مین پریان
بنا نقش نقش کف پا ہمارا

کیا تیغ ابرو نے ہر بار دو دو
ہوا چوگنا دل کلیجا ہمارا

پیا خون دل اسقدر یاد لب مین
لہو بن کے نکلا پسینا ہمارا

٣٢	ڈبو دیتے رو رو کے عاشق زمین کو سنوتا جو ستی کا پتلا ہمارا	١٩

دل لہو ہو کر بہا دھبا کفن مین رنگیا
خون سے تر جامۂ یوسف چمن مین رنگیا

تفرقہ تا حشر اپنی جان وتن مین رنگیا
روح آوارہ ہوئی مردہ کفن مین رنگیا

کہوٹے داموں سے نہ یوسف کا سودا بنا
نقد داغ فلک کا سکہ چمن مین رنگیا

حسن کیا زیر ہلال لب ہے ای رشک قمر
ماہ نخشب گر گراس چاہ ذقن مین رنگیا

آمد فصل بہاری سے بڑہا جوش جنون
پڑ گئے اک ناسور نو داغ کہن مین رنگیا

نقش ثانی نقش اول سے نہ بہتر کھنچ سکا
نقطۂ شک اوسکی تصویر دہن مین رنگیا

فصل گل آئی کہ میرے ہاتھ رسی سے بندھے
یہ سبب ہے جو گریبان پیرہن مین رنگیا

اے فلک کیا رحم کھایا بیکسون پر صبح تک
چادر مہتاب سے مردہ کفن مین رہ گیا

فصل گل مین دیکھیے لیگا جام کا پھر دور
اس برس جو گردش چرخ کہن مین رہ گیا

دیکھکر میرا لہو قاتل کو سکتا ہو گیا
خنجر آئینہ سا دست تیغ زن مین رہ گیا

جامۂ عریان تنی ہجر و وصل تجھ سے عزیز
بوی یوسف کا اثر اس پیرہن مین رہ گیا

بول اوٹھے بت مری فریاد کی تاثیر سے
بنکے بت ناقوس دست برہمن مین رہ گیا

نغمۂ داؤد و شور ارغنون بانگ رباب
اوس حسین کے جلوۂ صوت حسن مین رہ گیا

نازنین کانون کا پردہ بالش گل سے کھلا
نقش برگ یاسمین نازک بدن مین رہ گیا

خون کی دھبی پڑین کیونکر نہ خط شوق مین
دل ہمارا ایسکے نامے کی شکن مین رہ گیا

حال ہے بھر دنیا مین حریصو دیکھ لو
رزق تو پایا مگر کانٹا دہن مین رہ گیا

جوش مستی سے ہوے سب کے چراغ عقل گل
شعلۂ آواز قلقل انجمن مین رہ گیا

سلطنت ہے مثل یوسف ہو اگر غربت نصیب
مصر سے جا کر زلیخا کے وطن مین رہ گیا

٣٣	دیکھکر عاشق کی حیرت اونکو سکتا ہو گیا حرف رخصت آکے سینے سے دہن مین رہ گیا	٣۴

پاک دامن ایسا وہ عیسی عالم ہو گیا
پڑ کے سایہ خاک پر تصویر مریم ہو گیا

حسن کی دولت لٹا کر بھی وہ یوسف سے عزیز
بادشاہ مصر ابراہیم ادھم ہو گیا

خود فراموشی سے ہمکو شادی و غم ایک ہے
ماہ ذی الحجہ گیا ماہ محرم ہو گیا

خاکساری اوج پر پہونچی تو پستی ہو گئی
بار منت سے سر گاؤ زمین خم ہو گیا

فرط طاعت سے یہ تاثیر تلفظ ہو گئی
حرف جو نکلا دہن سے اسم اعظم ہو گیا

رہگئی حسرت کبھی عریان دیکھا غسل مین
چھاتیون پر سایہ اون زلفونکا محرم ہوگیا

ہے برش تیغ نگاہ آبدار یار کی
پاس آ کر زخم کے تیزاب مرہم ہوگیا

تیرے نالے سنکے اک عالم کو جینے کی پڑی
خضر سمجھا صور اسرافیل کا دم ہوگیا

آبداری ہے یہ دندان مسی مالیدہ کی
مثل انگشتانہ زنگ انگلی کا نیلم ہوگیا

لعل لب کی یاد مین رو رو کے مین نے جان دی
خون آنکھون سے بہا اتنا کہ بیدم ہوگیا

نشۂ مے سے تمہارا خوی خجلت اوڑ گیا
آفتاب آیا پسینا رخ کا شبنم ہوگیا

لعل لب پر آپکے رہتا ہے کیون نام رقیب
کیا دہان تنگ کا حلقہ بھی خاتم ہوگیا

تیغ سے چرخ کہن کی پس گئی لاکھون جوان
ظلم کی کثرت جو کی یہ زال رستم ہوگیا

پڑ گئی کشت امید عاصیان پر اوس سی
یہ گھٹا باران رحمت مثل شبنم ہوگیا

بوسۂ محراب ابرو سے شفا ہمکو ہوئی
کعبۂ رخ کا پسینا آب زمزم ہوگیا

اے سلیمان آج سودے مین پری تسخیر کی
جب تصور آپکا باندھا مجسم ہوگیا

ناف ہی پاگو سرکتا ہے یا در نجف
بڑھگیا ذرہ بہت پایا کچھ قمر کم ہوگیا

جو تعلی ہو بیان بے صرف کو ممکن نہین
سن بڑہا جب ایک روز زندگی کم ہوگیا

ہے کف مار سیاہ زلف کنگھی عاج کی
سوئی پیچان کھولنا مشاطہ کو سم ہوگیا

مثل شمع بزم جلکر صبح تک ٹھنڈے ہوے
فرقت دلبر مین کافور سحر ہم ہوگیا

قاف مین بھی اوس پری کی ہجر مین جاتی رہی
جو ذرا اٹھتا کوہ کا ناخنسم ہوگیا

آئی ہے برسات جب سے میکشی مین مست ہین
ابر رحمت مانع خوف جہنم ہوگیا

زرد سے رخ اپنے مین دیکھکر رونے لگے
جنتی کشت زعفران پھولی نہین جامہ مین ہم گیا

۱۸	اوسکو عاشق یون اوجھنے کی کبھی عادت نتھی زلف کا بوسہ لیا ہمنے تو برہم ہوگیا	۴۴

رخصت کا نام سنکے مرا جی دہل گیا — کیسا یہ حرف آپکے منہ سے نکل گیا

صیاد و باغبان کا چمن سے عمل گیا — کانٹا سا عندلیب کے دل سے نکل گیا

حب وطن مین سوی عدم کیجیے سفر — دو دن سرای دہر مین بھی جی بہل گیا

وحشت مین سلسلے کا نہ پابند مین رہا — نالی کی طرح قید سے باہر نکل گیا

اوسنے کیا اشارہ ابرو جو غیر سے — دل پر ہمارے خنجر بیداد چل گیا

اک آہ سرد سے ہوی سب تازہ داغ تن — جھونکا نسیم کا چمنستان مین چل گیا

کھویا دل اک یوسف ثانی کے عشق مین — صد شکر میری پاس سے گرگ بغل گیا

فصل بہار مین ہوی بیمار تندرست — ناصح نہ پر دماغ کا تیرے خلل گیا

پہچانی دوستون نے نہ مجھ ناتوان کی شکل — چہرہ مریض عشق کا تیرے بدل گیا

بیمار چشم یار کو سب نے دیا جواب — آخر مسیح بھی کف افسوس مل گیا

ہاتھ آیا لالہ رویون کی سودے مین یہ ثمر — داغون سے میرا نخل تن زار پھل گیا

کف لا یا کیا ہی رندون سے پی کی محتسب — کم ظرف تھوڑی جوش مین آکر ابل گیا

کتنا ہی ای پری ترا دیوانہ ہوشیار — قید خودی سے موسم گل مین نکل گیا

دین تلخ ہوکی بوسہ کی سائل کو گالیان — شیرین لب آپکی غصے مین کیا زہر اوگل گیا

پاس ادب سے کعبۂ مقصود جان کر — کوی صنم مین سجدہ کنان سر کے بل گیا

وحشت مٹی ہی خنجر ابرو کے وار سے — دل مین ہوا جو درد تو کچھ جی بہل گیا

دانتون مین زلف کو جو دبا تی ہو بار بار
کاٹی کا خاک سانپ کا جب سر کچل گیا

٣٥ مرغان باغ بھول گئی اپنی چہچہے
عاشق جو مین چمن مین ٹہتا غزل گیا ١٧

مہر تابان آتش غم کا شرارا ہو گیا
دود دل سے گنبد گردون غبارا ہو گیا

دل ہوے روشن جو حضرت کا نظارا ہو گیا
نور بر بام بادشہ آنکھون کا تارا ہو گیا

طور سینا کا عوض سینہ ہمارا ہو گیا
سو سے دل کو تجلی کا نظارا ہو گیا

معجزہ عیسے کا لب سے آشکارا ہو گیا
کر دیا گویا جو گونگے سے اشارا ہو گیا

شب جو میری قبر پر وہ ماہ پارا ہو گیا
سنگ تربت کا مری سنگ ستارا ہو گیا

یار کی خاطر سے کی اغیار سے بھی آشتی
ناگوارا بھی محبت مین گوارا ہو گیا

آئی فصل گل گریبان چاک کر دست جنون
جامہ اپنے صبر کا اب پارہ پارہ ہو گیا

وحشیون کا ہجر مین سینہ کلیجہ پھٹ گیا
جامۂ تن دامن دل پارہ پارہ ہو گیا

سخت جانی سے مری دانتون پسینا آ گیا
دست قاتل مین جو خنجر تھا وہ آرا ہو گیا

منزل دنیا مین اوٹھ سکتی نہ تھی پیری آہ کو
وہ عصا پایا کہ چلنے کا سہارا ہو گیا

چشم نابینا مین نور آیا تمھارے فیض سے
جھانکنے سے دیدۂ روزن ستارا ہو گیا

اسی زمین مہر فلک کا مٹ گیا سارا فروغ
نام کوٹھی کا شہنشہ کی جو تارا ہو گیا

دل ہوا آماج گہ تیر نگاہ ناز کا
بزم مین جب غیر سے تیرا اشارا ہو گیا

مو شگافی کی جو مضمون دہان تنگ مین
یار کے موے کمر سے استعارا ہو گیا

دفتر ایجاد مین اب تیر سے جانباز ون کا نام
طبق ارض و سما کا گوشوارا ہو گیا

نجد کی بھی خاک چھانی مثل مجنون ہم نے تو
کچھ دنون لیلی و شون کا بھی نظارا ہو گیا

۱۷	اوس مسیحا کو لب شیرین کی الفت زہر تھی مرگ کا شربت ہمین عاشق گوارا ہوگیا	۳

تخئیل اسقدر ترا بیمار ہوگیا
بستر کا ایک تار تن زار ہوگیا

ہجر دہان تنگ مین یہ زار ہوگیا
دور فلک مین نقطۂ پرکار ہوگیا

سیل سرشک کرتی گرانی مین کیا کمی
نالہ ستون قصر تن زار ہوگیا

گرمی مین آفتاب سے تپنا گیا جو رنگ
وہ خط سبز روکش زنگار ہوگیا

آتا ہے لیکے آئینہ سہر صبح کو
ترک فلک بھی محو رخ یار ہوگیا

دل اوس صنم سے پھیر لیا دیکے نقد جان
یوسف کا اپنے آپ خریدار ہوگیا

پھر آئے خار دشت مین پانو نگار کر
سبزہ بجاے مرہم زنگار ہوگیا

تنگ آ کے قصر تن مین جو تڑپا دل حزین
ہر چاک سینہ رخنۂ دیوار ہوگیا

آئینہ خانہ بنگیا حیرت زدون کا گھر
جوہر کا حلقہ روزن دیوار ہوگیا

دنیا کے دوستون مین نہین ہے وفا کی بو
دل اپنا اک زمانے سے بیزار ہوگیا

حور و پری سے کب ہے دماغ اختلاط کا
خوکردۂ مصاحبت یار ہوگیا

بھجوا اون کا مین نہ اوس گل خوبی کو دو عطا
توکیلیے گلے کا مرے ہار ہوگیا

کوے صنم سے اوٹھ نہ سکا گر کے ضعف سے
چھاتی کا سنگ سایۂ دیوار ہوگیا

لکھتا تھا وصف زلف جو آیا خیال رخ
خط شکستہ سے خط گلزار ہوگیا

چھل چھل کے پنڈلیون سے لہو اسقدر بہا
بیڑی کا حلقہ دیدۂ خونبار ہوگیا

جسدن سے جبر عشق کیا دل پر اختیار
آسان سب زمانی کا دشوار ہوگیا

۲۷	ارزان یہ کر دیا مرے یوسف نے نرخ حسن عاشق جو بوالہوس بھی خریدار ہو گیا	۱۹

صفحہ افشان سے مطلا ہے کتابی رو کا — مد بسم اللہ قرآن ہوا ابرو کا
تیرہ تر دن شب یلدا سے بھی ہین فرقت — ہے گمان مشعل خورشید پہ اب جگنو کا
سیکڑون پھاند ہین کس طرح بچے آہوے دل — حلقہ حلقہ جو قدم تک ہے تری گیسو کا
تیغ اک میان مین تنی ہے کلاہ کج سے — نیمچہ کھینچے کبھی دوسرے بھی ابرو کا
تن جو عریان ہے تو کر دامن صحرا ٹکڑے — رحمت اے دست جنون زور دکھا بازو کا
آنکھ کے تل کو ہوی دیکھ کے لاکھون وحشی — ماش یہ چشم فسون ساز کی ہے جادو کا
غم کا بادل جو سیہ خانۂ دل پر چھایا — صاف اشکون نے مرے جلوہ دیا جگنو کا
نظر آتی ہین دم فکر جہان کے مضمون — دل سکندر ہے تو آئینہ بھی ہے زانو کا
چشم وحشی کو جو آئینے مین دیکھا اوسنے — سامنا ہو گیا اک آہو سے اک آہو کا
الفت گیسوے پر پیچ سے بچ جائے جو دل — زہر اوس سے ہو وہ ہمدارین ہے بچھو کا
وصل کی شب ہے ملو کپڑون مین تم عطر عروس — رخ جو مصحف ہے تو آئینہ بھی ہے زانو کا
بینی یار سے سب بھول گئی خود بینی — ناک مین آگیا دم آج گل شبو کا
نامۂ شوق نے دکھلائی یہ تالیف قلوب — خط ہمارا ہوا تعویذ ترے بازو کا
حسرت زخم دگر مین نہ تڑپتا بسمل — بند منہ ہو گیا کیا نیمچۂ ابرو کا
قید سے قتل دل زار بہت تھا آسان — تیر مژگان سے بچا زلف مین پھنس کر چوکا
اوسکے دانتون کے تصور مین یہ آنکھین ابلین — دانۂ الماس کا ہے قطرہ مرے آنسو کا

شرم سی روئی جو نہیورا کی وہ سرگوشت وصل — ذرِ شہوار سے پر کاسہ ہوا زانو کا
نامہ کرتا ہون جو اوس سرو روان کو تحریر — ہر صریرِ قلم اک غلغلہ ہے کوکو کا

۳۸ — چاند سے داغ چمکتے ہین دل عاشق ہین / کبک کی طرح سے وارفتہ کسی مہرو کا — ۹

رخ مین عالم ہی چراغ طور کی تنویر کا — آفتاب حشر گردہ ہی تری تصویر کا
ساکنان عرش تھراتی ہین میری آہ سی — ہو چکا ہی نسر طائر تک شکار اس تیر کا
ایک دوری مین ہزارون کو ملایا خاک مین — کیا بگاڑا تھا جوان مردون نی چرخ پیر کا
ہی خدا سی یہ دعا شوق شہادت مین صنم — سیر از تار گلو ڈورا ہوا اوس شمشیر کا
ای کمان ابرو نگہ تیری ہوئی سینی کی پار — طائر دل ہو گیا طعمہ عقاب تیر کا
ہمنی خود الزام اوٹھایا جب گلہ تمسی کیا — مین تو ای معجز بیان قائل ہون اس تقریر کا
جائیگی جان آج کل مین جو یہی ہین ہوا رنگ — اور ہون مہمان دو دن خانہ زنجیر کا
اس سی آنکھون مین مری عظمت گناہون کی نہین — تیری رحمت سی ہی رتبہ منفعل تقصیر کا

۳۹ — بسکہ میری دل مین ہی جوش مضامین ان نون / اس مین ہین اور عاشق قصہ ہی تحریر کا — ۱۶

جو مصور کھینچ لے نقشا مری تقریر کا — جوشِ خجلت رنگ اوڑا دی بلبل تصویر کا
اور پردی سے ہوئی دونی تجلی حسن کی — او نقاب روی بت شیشہ بنی تصویر کا
ہو لطافت سی مرکب تیرے نامی کی لیے — حال ای کاتب صفا کھلتا نہین تحریر کا
ناتوانی دشت مین اوٹھنی نہین دیتی ہی پاون — گھانس جو لپٹی تو عالم ہو گیا زنجیر کا

جو مسافر تری کوچے مین گیا مارا پڑا — راہزن ہونے لگا نقشِ قدم رہگیر کا

باعثِ سودا کسی کی کاکلِ پیچان نہین — تھا ہمین آباد کرنا خانۂ زنجیر کا

قتل کرنی سی مری قاتل لہو روتی ہی تیغ — چشمِ خون افشان بنا جوہر تری شمشیر کا

دیکھکر صورت شبِ ہجر انکی رنگ ایسا اوڑا — مٹ گیا جو کچھ کہ لکھا تھا مری تقدیر کا

تیغ ابرو کے لیے سو ہو گئے جوہر کی جا — بال ہی رتبہ بڑھا قاتل تری شمشیر کا

شعلے آنکھون سے نکلتے ہین تپِ ہجران سے — ہو گیا عالم مری پلکون مین آتش گیر کا

ظالمون کی جھک کی بلنی مین سراسر ہی دغا — کاٹ ہی اوتنا سوا جتنا ہی خم شمشیر کا

اس تنِ خاکی سی رونق کھوئی جوشِ اشک نے — رنگ اوڑ جاتا ہی باران سی گلی تصویر کا

باغ مین مجھ ناتوان وحشی کا کیونکر دل لگے — موج بوی گل سی ہوتا ہی گمان زنجیر کا

اب کہان جو صحبتین رنگین داؤن سی ہین — قسمت برگشتہ نی اولٹا ورق تصویر کا

اسلیے قربِ کمان سی بھاگتا ہی دور تیر — ربط کب ہوتا ہی عالم مین جوان و پیر کا

۱۰	ناتوان وحشی سمجھ کر قید سے چھوڑا تو کیا بیڑیون کی جا ہوا عاشق نشانِ زنجیر کا	۴

خط دیکے مجھ مریض کی گھر کا پتا دیا — قاصد کو اوس صنم نے مسیحا بنا دیا

سرخی نے لعلِ یار کی لاکھا جما دیا — عکسِ مژہ نے آنکھون مین سرمہ لگا دیا

جھولی مین ساتھ غیر کی تمنی چڑھائی پینگ — نالون نی میرے عرشِ معلّا ہلا دیا

ہم زندہ زیرِ خاک ہین بستر کی گرد سی — موے کمر کی یاد نے ایسا گھلا دیا

اشکون مین آتا ہی دلِ افسردہ لخت لخت — اس سیل نی او کھیڑ کے مردہ بہا دیا

بجلی گرائی خرمن انجم پر آپ نے
شب کو جو پردہ رخ تابان ہٹا دیا

رونے سے نکلا ہے دل افسردہ کا غبار
سیلاب چشم تر نے کنول سا کھلا دیا

ہیرا کھلایا فرقت دندان یار نے
اس زہر نے کلیجے کو ٹکڑے اوڑا دیا

خود رفتگی سے ہمکو ملا انتہا دیار
دیوانگی نے پردۂ غفلت اوٹھا دیا

۱۴

باران کے زور شور سے عاشق یہ گھر گرا
اشکون نے میرا قصر تن زار ڈھا دیا

۱۵

اونکا بچپن کم ہوا تو اپنا سودا بڑھ گیا
طوق ادھر پہنا اودھر سنت کا گنڈا بڑھ گیا

گھٹ گیا زور اپنا زور ایسا جنونکا بڑھ گیا
پاؤن سے جا جسقدر بیڑی کا حلقا بڑھ گیا

عاج کی شانے سے نکلے دانت مار زلف کے
آرسی دیکھی غرور حسن دونا بڑھ گیا

دشت گردی سے ترقی پر ہوا طوفان اشک
پھوڑ چھالے پاؤن کے سوتونسی دریا بڑھ گیا

ایسا لٹکا کان کا پتا کہ اوچھا پاؤن مین
آتش رخسار سے سونے کا بالا بڑھ گیا

دل نہ ٹوٹا بیوفائی پر وہ ہین ثابت قدم
تمنے جتنی کی کشش الفت کا رشتا بڑھ گیا

وصل کی شب میہمان تھی ہم سرائی دہر مین
صبح ہوتی ہی چراغ زیست اپنا بڑھ گیا

کاٹی عسرت مین فراغت ہوتی ہی پہونچی اجل
نعمتین جب آئین دسترخوان اپنا بڑھ گیا

ہون وہ مجنون ناتوانی سے قدم اوٹھتا نتھا
دشت گردی کی جو کثرت کی دم اپنا بڑھ گیا

عید کو ابکی نہ دیکھا اوسکے ابرو کا ہلال
سال بھر سے بھی زیادہ یہ مہینا بڑھ گیا

ایڑیون تک پہونچ گئی کنگھی سے تری چوٹی کے بال
جنتری مین جس طرح جو تار کھینچا بڑھ گیا

ہمنشین کر آنکھہ پر غفلت کی پردے پڑ گئے
مر گئے ہم تعزیت خانہ بھی اپنا بڑھ گیا

دشت گردی سے خلش خارون کی وحشت مین سہی　　بنگیا پاپوش پا اتنا پھپھولا اٹھگیا
آنکھ سے قطرہ نٹپکا موج زن ہی بحر اشک　　کچھ گھٹا پانی نہ دریا کا نہ کوزا اٹھگیا

۴۲
رہ گئے محفل مین کتنے رہ گئے در پر بہت
پہونچا اوس تک جسکا ای عاشق نصیبا اٹھگیا
۷

بخت وارثون کا اثر جرّاح تھوڑا اٹھگیا　　فصد سے سودا اٹھا سر سے ہی پھوڑا اٹھگیا
شعلۂ آواز نے دکھلایا گانے مین اثر　　بنگیا زنجیر گرمی سے یہ توڑا اٹھگیا
زہر آب کھاکر مرینگے قتل لاکھون ہونگے　　سبز جوڑا اوسنے پہنا سرخ جوڑا اٹھگیا
نیش عقرب نیش پیٹے کا شب ہجران ہنا　　صبح تک بچھو رہی سو جیسے دوڑا اٹھگیا
فصل گل کی جاتی جاتے عمر آخر ہوگئی　　توسنِ باد بہاری سے یہ گھوڑا اٹھگیا
سیر ہی یوسف سے گران قیمت کوئی یوسف نہین　　دیکے نقد جان خریدا مول تھوڑا اٹھگیا

۴۳
عشق سے عاشق اجاڑے جب لیا ملکِ جنون
داغ پرنا سو رعامل پہ کروڑا اٹھگیا
۲۳

کیا بخت پیرہن ہی اوس یار گلبدن کا　　حسرت ہی میرے دل کو تکمہ ہو پیرہن کا
باد بہار رخ ہی سر دم نفس دہن کا　　دیتی ہوا اس چمن کو پانی چہ ذقن کا
زیور کی دھن نہ مائل آرائشِ بدن کا　　بل خوب صورتی کا غرّہ ہی بانکپن کا
برق نگہ ٹھہرتے دیکھی نہ ایک جا پر　　شوخی مین چتونون کی انداز ہی ہرن کا
جینے سے تنگ تھا یہ منزل گہ جہان مین　　آئی جو موت سمجھا قاصد ملا وطن کا
ہوتا ہی دل پریشان چھٹتے ہین داغ تن کے　　افسوس ہی اوجڑنا چھوڑا ہوا چمن کا

فریاد نے اوڑا دی باغ جہان کی رونق
پتّا ہوا ہے دم مین ہر پھول اس چمن کا

صندوق شہر بین ہے سوز جگر سے مرقد
ہے شمع کا فتیلہ جو تار ہے کفن کا

سر جھک گیا قدم پر اللہ ری ناتوانی
اوٹھتی نہین جو گردن ہے بوجھ لاکھ من کا

مہکا ہے باغ عالم گلگشت گلرخان سے
دیتا ہے پھول کی بو پتّا بھی اس چمن کا

عریان تنی ازل سے ہے سرنوشت انسان
دو روز جسم خاکی مہمان ہے پیرہن کا

برسون رہا ہون گریان ہے فصد خون تنگ
آنکھون سے بہ گیا ہے سارا لہو بدن کا

اب باغ زخم تن سے اوڑتا ہے طائر جان
نالہ ہے دمبدم کا کھٹکا مرے چمن کا

کیا جانے کس طرح کے صدمے اوٹھا رہا ہون
رہ رہ کے ٹوٹتا ہے کیون بند بند تن کا

مثل درخت سوکھے اعضا مرے خزان مین
صدمہ ہوا یہ دل کو بربادی چمن کا

یہ چرخ نے دبایا مانگا جو رزق مین نے
آٹا ہوا ہے پس کر ہر استخوان بدن کا

اے آسمان کہان تک اینے آدشت غربت
خوگر ہے جسم اپنا آسایش وطن کا

جنگل مین بعد مجنون جھنڈے گڑے ہمارے
ہر خار پر پھریرا اٹکا ہے پیرہن کا

مصحف رہا حمائل ہر وقت زندگی مین
ہے قبر مین بھروسا لکھے ہوئے کفن کا

دیرینہ بت کی لاکھ قسمین کھائی نہ ایک مانے
اللہ رے تکبر اوس طفل برہمن کا

کی ترک لاکھ الفت جاتی نہین محبت
برسون کی لاغری بھی کہنہ ہوا بدن کا

دیکھین جو میرے منہ پر وہ آنسوؤن کا سہرا
پتلی پہ جھک کے پلکین گھونگھٹ بنے دلہن کا

۴۴	عاشق حواس سب ہین وقت نفس شماری فرہاد کو پہونچتا ہے کام پنجتن کا	۱۵

قد سرو ہے چمن کا منہ پھول یاسمن کا | تل مشک ہے ختن کا لب لعل ہے یمن کا
تکیہ بنا کے بازو لیٹے جو رکھ کے گیسو | دیتا ہے مشک کی بو جو تکیہ ہے نور تن کا
وہ جان جان جدا ہے دل مردہ سا پڑا ہے | تابوت بن گیا ہے سب استخوان تن کا
شمشیر تیز ابرو ترچھی نظر ہے جادو | کالی بلا ہے گیسو اوس ترک تیغ زن کا
ابرو کے پاس گیسو گیسو قریب ابرو | ابرو ہے شاخ آہو وہ پھاند ہے ہرن کا
بیرسون کا کیون ہے سامان ہے جان تن مین مہمان | کتنا غنی ہو انسان محتاج ہے کفن کا
مر جائینگے سفر مین پہونچین گے خاک گھر مین | ضعف آگیا نظر مین بہولے پتا وطن کا
پتلی کا ہے تماشا بگڑے گا دم مین نقشہ | کیا روح کا سہارا کیا آسرا بدن کا
دل جسم سے جدا ہے اوس لف مین بسا ہے | سنسان یہ سرا ہے غم ہے بنای تن کا
ہے جسم سست بنیاد دل ہے بہت پریشان | دو دن ہے روح مہمان پھر کوچ ہے وطن کا
قاتل فقط وہ کیا ہے ہر عضو اک بلا ہے | بھونچال ہے سوا ہے یا نام ہے چلن کا
مرد جوان ہے جاہل دولت پہ ہے جو مائل | ایمان ہے مہر غافل دنیا ہے پیرزن کا
حافظ اگر خدا ہے بندے کو خوف کیا ہے | خالق وہ روح کا ہے صانع ہے وہ بدن کا
بندش بھی بیخلل ہے مضمون بھی بیبدل ہے | شہرون مین آج کل ہے شہرہ مرے سخن کا

۴۵ — ناموس کا ہے بہانہ ہوتا ہون خود روانہ
عاشق مرا فسانہ قصہ ہے نل دمن کا — ۲۹

زلف کا خم ابروؤن کا بل گیا | لاکھ تینے آپ جو بن ڈھل گیا
بد مزاجی سے تری سب چل بسے | آج جو جانے کو تھا وہ کل گیا

تا سحر تھا شب سے اونکا انتظار — صبح کیسی ابتو دن بھی ڈھل گیا
زندگی کل تک ہو کس امید پر — آج کا وعدہ بھی دیکھو ٹل گیا
جب گیا سیلے وہ یار جنگجو — اسپ تیغ او سپر تپنچہ چل گیا
سرکشون کا سر جھکا یا تیغ نے — جو عدم پہونچا وہ سر کے بھل گیا
راستی پر اب مزاج یار ہے — گیسوون کا ابروون کا بل گیا
شمع باندھا قامت دلدار کو — غیر میری گرمیون سے جل گیا
داغ دل سے زلف کا سودا بنا — سائہ داغ جنون بھی چل گیا
یاد مجکو آ گیا شام شباب — دن ضعیفی کا بھی ابتو ڈھل گیا
قبر انسان ہے در شہر عدم — جو سوار آیا یہان پیدل گیا
بعد میرے اوٹھ گئی ساری حیا — رو کے کیا آنکھون کا پانی ڈھل گیا
غیر نے باتون مین پھیرا یار کو — بیٹھ کر بیٹھے وہ فقرا چل گیا
جب پھرے گرد آتش رخسار کے — جسم پروانے کی صورت جل گیا
گل کھلا یا تو نے کیا باد بہار — نخل تن داغ جنون سے پھل گیا
ہونٹھ دانتون مین دبایا یار نے — دل مرا دکھتا کلیجا ٹل گیا
اوسنے ضد سے پھینکدی لوح مزار — میرے سینے سے یہ پتھر ٹل گیا
غیر کو اکثر ڈرایا یار نے — مجکو جب تاکا طپنچہ چل گیا
آج جس بیمار کی ہے جستجو — راہی ملک عدم تھا کل گیا
زلف کو شانے نے سیدھا کر دیا — پیچ مین کون آئیگا وہ بل گیا

چشم تر سون رہے ہم ہجر مین | طفل اشک چشم تر سے پل گیا
چشم گریان زلف کی غم مین گئی | اژدہے کی فکر مین بادل گیا
تھا ہمیشہ بات کا تمکو نباہ | حکم میرے قتل کا کیون ٹل گیا
یا کہ سیدھی کبھی ہوتی نہ تھی | اب تو تیوری کا کبھی دیکھو بل گیا
جب نے دیکھا پاؤن کا میرے ورم | ہاتھ میرے حال پر وہ مل گیا
جب چھری پائی نہ پایا مجکو سا تم | وقت غصے کا تمہارے ٹل گیا
حسن روز افزون گیا ہے بے خبر | آفتاب نوجوانی ڈھل گیا
تیغ ابرو کا تو بوسہ لے چکے | قتل کیجیے وار اپنا چل گیا

۴۶ اب ہے عاشق رہرو ملک عدم
آج یارا ہی ہوا پا کل گیا ۲۰

تیریون کو سوز غم نے دم مین پانی کردیا | مہربانون نے مجھے داؤ وثانی کردیا
آہ نے یون گل چراغ زندگانی کردیا | جان کو دم مین ہوا پیکر کو فانی کردیا
عمر کھو کر حسرت دیدار مین پچتائی ہم | داغ عشق یار کو داغ جوانی کردیا
زلف کو ہمنے کبھی اژدر کبھی عقرب کہا | آفت ارضی بلای آسمانی کردیا
کھول کر آغوش لپٹے خوب سا میرے گلے | آپ نے وا آج باب مہربانی کردیا
موت کا کھٹکا نہین جب تک امید وصل ہے | داغ حسرت کو چراغ زندگانی کردیا
نیند آنے کے لیے سنتے ہو میرا حال تم | زار نالی کو مری تمنے کہانی کردیا
سنکے میری حال کو اوس بت کی آنسو گر پڑے | درد کی تقریر نے پتھر کو پانی کردیا

منہ پہ منہ بیمار کے رکھکر ہنسا وہ لالہ رو
زرد رخساری کو میری زعفرانی کردیا

حسرت عمر گذشتہ مین سے ہو ہین ناتوان
تونے ہمکو پیر اسے باد جوانی کردیا

وہ عیادت کو کھڑی ہین آنکہ کھل سکتی نہین
خاک سارا جو صبا اے ناتوانی کردیا

خواہش دیدار روئے یار مین ہم مرگئے
اس ہوا نے گل چراغ زندگانی کردیا

سب جماعت عاشقون کی آج قربانی ہوئی
تمنے خطبہ عید کا شمشیر خوانی کردیا

دلمین ہے کیے چوٹ ہے خاموش رہ اے ہمنشین
مرگیا مین تونے کیون ذکر جوانی کردیا

کم سنی کا یار کی حالت مین لازم تھا لحاظ
تونے بیخود ای شراب نوجوانی کردیا

دیکھکر تمنے نگاہ ناز سے مُردے جلائے
تیغ کو پانی تو آب زندگانی کردیا

جو گیا ملک عدم مین تو نالان رہا
مجکو قسمت نے درای کاروانی کردیا

عکس جام چشم ساقی نے بدل دی ہے نقاب
یار چہ آب روان کا جامدانی کردیا

نامہ کیا لکھتا مرا محبوب ہے نازک مزاج
شکل مصحف خط کو پیغام زبانی کردیا

۷۴	کھینچتا ہون روز عاشق فکر سے تصویر یار عشق نے طبع رسا کو میری مانی کردیا	۲۳

بے بادہ یار باغ مین مست سرور تھا
ہر پھول دست شاخ پہ جام بلور تھا

دیکھا تو وجہ روشنی دل قصور تھا
نقطہ سواد مردمک چشم حور تھا

دل مین کبھی نہ کبر نہ سر مین غرور تھا
افتادگی کی راہ سے مین بے قصور تھا

آنکھون مین میری جلوہ روئے حضور تھا
ہر سنگ راہ ضعف مین اک کوہ طور تھا

آئی جو سنگ حادثہ دہر سے شکست
پہلے بنائے خانہ تن مین قصور تھا

طوفان اشک چشم کا ہے مختصر یہ حال — ہین نوح وقت تھا تو یہ آب تنور تھا
کیا جلد خسروان جہان کے نشان مٹے — ہر قصر مثل سایۂ بال طیور تھا
وحشت جو لے گئی تھی مجھے کوہسار مین — ہمراہ کوہ کن تھا مگر دور دور تھا
ٹھہرا نہ باغ دہر مین کھٹکے سے موت کے — ہر موے جسم صورت بال طیور تھا
ہے بت کدے مین بندۂ شاکر عجب صلا — کعبے مین تھا خلیل جو عبد شکور تھا
دکھلائین ان بتون نے بہت بے نیازیان — میرے خدا سے کون زیادہ غیور تھا
عاصی ثواب کار کو یکسان کفن ملا — طاعت کی طرح قابل خلعت قصور تھا
ہوتا غنا حرام نہ کیون شرع خاص مین — مصحف مین نسخ حکم کتاب زبور تھا
دیکھا تو غرق خوے خجالت ہوے صنم — داغ جگر مین مہر قیامت کا نور تھا
رولتی ہین استخوان سر و دست خاک مین — جو دست ظلم تھا جو سر پر غرور تھا
مجھکو قدم قدم پہ تجلی نظر پڑی — ہر سنگ رہ مین مرتبۂ کوہ طور تھا
مسکن سبا تھا غیرت بلقیس تھا حبیب — کیا لطف شہر طیب و رب غفور تھا
گو سلطنت ملی مگر افسردگی رہی — میرا سریر تختۂ چوب قبور تھا
محتاج ہم جلوس کی ہوتی نہ بعد مرگ — مُردون کے ساتھ قبر تک آنا ضرور تھا
آیا کبھی نہ برہمنون مین وقار بت — بندون مین پر صفات خدا کا ظہور تھا
تھا مغفرت کا لطف گناہ شباب مین — نابندہ جرم رحمت حق کا وفور تھا
بیعت کرینگے موسی عمران حضور سے — پہلے سے اسلیے ید بیضا مین نور تھا

ہوتا جو انفعال گنہ قرب کا سبب

سونے کو بعد میں جو سر طور تک گیا
شوق وصال شمع تجلی چمک گیا

اے قیس ہمنے کی ہیں وہ صحرا نوردیان
سایہ پڑا ہو راہ مین ہمرا وتنک گیا

کیونکر بیان لطافت پوشاک یار ہو
مخمل کو فرش خواب مین من اٹک گیا

یہ غم ہوا کہ دل پہ مرے داغ پڑ گئے
پہلو سے یار شب کو جو تن بھر سرک گیا

دو بار چار آنکہ جو ساقی سے ہو گئی
دو چار جام ایسی چڑھائی کہ جھک گیا

دل کو چھپا کے آہ سی میری ہوا یہ خوف
طرار زلف کان کے پیچھے دبک گیا

تمنے ملا جو دل کو مرے بڑھ گیا فروغ
دیکھو جلا سے آئینہ کیسا چمک گیا

کاکل کا بوسہ لیکے پہنسے اضطراب مین
مچھلی کی طرح ہونٹہ مین کانٹا اٹک گیا

پہنا چکے کفن تو بہت منہ چھپا گئے
جو حد کا آشنا تھا لب گور تک گیا

پہلو بدل بدل کر وہ لیٹے جو وصل مین
بائین طرف سے دہنی طرف دل سرک گیا

اعضا کی لاغری سے نکلنے نہ پائی روح
کانٹون مین اور تار رگ جان اٹک گیا

لطف وصال صبح چمن خوب یاد ہے
آنکیا مسک گئی کبھی غنچہ چٹک گیا

نکلی لہو کی دہار چھری چل گئی یہان
قاتل نے فصد لی تو مرا دم پھڑک گیا

معشوق چھین لائی بہت جبر و قہر سے
ہم بھی وہین اڑے کہ جہان دل اٹک گیا

کیا ٹوٹتے ٹوٹتے داغ جگر کا ہوا فروغ
بجھتا ہوا چراغ بھڑک کر چمک گیا

افراط شوق دید مین کم ہو گئی نگاہ
جس جام کو بہت سا بھرا وہ چھلک گیا

شاید یہ شکل آدم و حوا ہو سے تھے خلق
دنیا ہے زال جیسے شباب فلک گیا

اللہ رے شوق قرب فقط دل نہین ہا / ہر استخوان جوڑ سے آگی سرک گیا

اس غم سے لاغری ہے کہ روکا نہ یار کو / دبلا ہوا مین یار جو دامن جھٹک گیا

دعوت مین تم نہ آئی تو لذت نہ کچھ ملی / کھانا گیا شکم مین مگر بے نمک گیا

جس راہ سے طلب ہے چلین گے اوسی سے ہم / مجنون سڑی تھا راہ طریقت بھٹک گیا

ملک عدم کو لیگئے کاندھوں پہ لاد کے / کیا رہ نورد منزل ایجاد تھک گیا

آنسو کے بدلے پیپ نکلتی ہے آنکھ سے / تپلی کا دل بتون کی محبت مین پک گیا

رہ رہ گئی جو ٹوٹ کی تلوون مین خار دشت / چبھتا نہین یہ پانون سے کانٹا کھٹک گیا

۴۹ تنہا جو شور سے کو بلایا نہ آئے وہ / عاشق مزاج یار مین کچھ اور شک گیا ۲۶

تیز مضمون کرے کیون نہ طبیعت پیدا / وصف کرار سے ہوجاتی ہے جودت پیدا

دیکھ تفسیر تو ہوجاے حقیقت پیدا / کہ ید اللہ کے معنون سے ہے قدرت پیدا

دُر مضمون مناقب کو لٹاتا ہون آج / بڑھ کے حاتم سے بھی کی مین نے سخاوت پیدا

جو زبان کرتی ہے اوصاف گل عارض شاہ / اوس سے ہوتی ہے کلید در جنت پیدا

قطعہ

جنگ خیبر مین ہوا حکم خدا ناد علی / ہوگئی لشکر اسلام کو قوت پیدا

ساتھ آواز کے موجود ہوے شیر خدا / شاہ کیا آئے ہوئی فتح کی صورت پیدا

بعد خیبر کا مدینے سے ذرا غور کرو / معجزہ تھا جو ہوئی شہر مین شہرت پیدا

گیا آشوب پیمبر کی زبان پھیری تھی / چھٹ گئی ہوگئی آنکھون مین بصارت پیدا

قطعہ

خضر نے دیکھا جزیرے مین کسیکو ناگہ / اور اصابع سے ہے آب یم قدرت پیدا

وہ علی تھے یہ کسی اور کا اعجاز نہین		قبل میلاد دکھے آثار ولایت پیدا
آج ایثار کرون دل کو تو کچھ دور نہین	قطعہ	نظم اوصاف سے ہو دل مین مسرت پیدا
کیا عجب لفظ کی جا روح ذہن سے نکلے		ولولہ ہو کہ ہوے شاہ ولایت پیدا
فخر کرتے ہین ملک اور مباہات خدا		مصطفے خوش ہین ہوئی دین کی نصرت پیدا
کیون نہ اقطار جہان مین ہمہ گھیرے		جب علی سا ہو ولی پھر حمایت پیدا
دشمن و دوست مین تیرے جو نہوتی تفریق		کرتا خالق نہ کبھی دوزخ و جنت پیدا
معرفت تیری وہ دولت ہے کہ جسکا ہے یہ فیض		کثرت صرف سے ہوتی نہین قلت پیدا
اسد اللہ نہوتا جو ترا نام اے شاہ		شیر صحرا مین نہوتی کبھی جرأت پیدا
حق نے ذرات سے اقرار ولایت کا لیا		ضلع آدم سے ہوئی جب کہ یہ خلقت پیدا
پھر کرتا جو نہ اقرار ولایت کا شور		آب شیرین مین نہ ہوتی کبھی لذت پیدا
نام کی تیری جو پہلے سے نہ کرتی حرمت		غیر ناطق مین نہوتی کبھی حرمت پیدا
معرفت آپکی جتنی ہے سے جا دی گر لیے		اس قدر اوسکی ہے دنیا مین شرافت پیدا
آپکا عرش کی سہارا مین چمکتا تھا نور		ابھی آدم کی نہ طینت تھی نہ صورت پیدا
لکھے کعبے مین وہ غنچہ شکست اصنام		نقش پاسے جو کری مہر نبوت پیدا
کیسے ترکے مین ملی قوت ترک گندم		کنبے اجداد مین کی ایسی قناعت پیدا
فقد بیٹیون کا گوارا ہو شفاعت کے لیے		ایسی بھی ہوتی ہے دنیا مین مروت پیدا

٥٠	کثرت کار مین ہے قلت فرصت عاشق مدح گوئی کے لیے کیجیے خلوت پیدا	١٣

دنیا کو انقلاب ہی میری بیان سی کیا ۔ کوس رحیل دہر بجایا فغان سے کیا
جب کر چکے حلال کیا عذر گفتگو ۔ غصہ تو ہے حرام نکلتا زبان سی کیا
توڑا جو ضعف نی تو ہوئی روح بیقرار ۔ آرام ہو مکین کو شکستہ مکان سی کیا
بٹھلا کے بزم غیر مین پوچھو نہ حال کچہ ۔ دانتون مین ہون زبانکی صورت بیان سی کیا
یہ راستی پسند ہی دل کو وہ نازکی ۔ کچہ طول و قصر سرو و گل کو بتان سی کیا
بیٹھا ہون راہ گنج شہیدان عشق مین ۔ بخشش ہی میری گرد رہ کاروان سی کیا
سیت پہ میری کہتے ہین وہ ہم بھی مر گئے ۔ دل اوٹھ گیا جہان سی تم اوٹھی جہان سی کیا
قاتل سے پھیر لائے دل بیقرار کو ۔ دیکھو جگر ہمارا کہ لائے کہان سی کیا
بت نی نہ بعد قتل بھی پوچھا کنشت مین ۔ رتبہ خدا کے گھر سے ملا امتحان سی کیا
محمل مین دیکھتے نہین یوسف جمال کو ۔ پردے پڑے ہین گرد رہ کاروان سی کیا
جب ہڈیان جلین تو ہوا داغ کا ظہور ۔ ہی ابتدای سوزش غم استخوان سی کیا
سوز و گداز تھا جو کنہیا کی صوت مین ۔ وہ بانسری بنی تھی مری استخوان سی کیا

٥١	عاشق عروج خاک ہو میرے کلام مین فکر زمین شعر ہے کم آسمان سے کیا	٢٠

کیون نامہ بر اوس بت کا مری گھر نہین آتا ۔ ناراض خدا ہے جو پیمبر نہین آتا
نقطہ دہن یار کا پائین جو پھرین گرد ۔ پرکار کی صورت ہمین چکر نہین آتا
اللہ کی جا دل مین ہی پر شرط ہی اتنی ۔ بے یاد کسیکی بھی کوئی گھر نہین آتا
ہم مل گئی مٹی مین ہوسے صاف نہ ہمسے ۔ آئینہ ہی رخ آپ کا باور نہین آتا

کہتے ہو جنازے پہ ترے آئین گے اک روز	کیا ایسے بہانے سے ہمین مرنہین آتا
بوسہ نہ دیا لب کا تو پچتاؤگے ای یار	پھر چشمۂ حیوان پہ سکندر نہین آتا
شہباز نگاہ غضب یار بلا سے	پہونچا کے کبھی نامہ کبوتر نہین آتا
یون آتے ہین غش ضعف مین پھیرے سے نگہ کے	اونکے جو پھرون گرد تو چکر نہین آتا
کہتے ہو کہ تقریر کو دیتے ہو عبث طول	جو دل مین ہے شمہ بھی زبان پر نہین آتا
کیا وقت ہے ہنستی ہے اجل حال پہ میرے	مرتا ہون مین اور یار کو باور نہین آتا
بل جب سے ذرا سنبل گلشن کا نکل جائے	وہ پیچ تجھے زلف معنبر نہین آتا
بیوجہ کیے قتل کئی نامہ براوسنے	اب ہاتھ کبوتر کی جگہ پر نہین آتا
خال لب دلدار سے ہے مجکو تعجب	سنتے ہین کہ کافر لب کوثر نہین آتا
پیری مین غش آتی ہین مجھے بیٹھے بٹھائے	پھرتا ہے فلک ایک بھی چکر نہین آتا
وہ مال سے تو ہم ہین کرامات سے مغرور	کیا پاس فقیرون کے تونگر نہین آتا
معشوق وفادار زمانے مین ہے نایاب	ہین جسکا ہو دل طالب وہ میسر نہین آتا
روتا ہون لہو ہجر مین گھٹتی نہین قوت	دریا ہے روان آنکھ سے چکر نہین آتا
تاثیر ہو تقریر مین کیا اوبت بے مہر	درد دل مایوس زبان پر نہین آتا
اک روز گھڑی بھر تو سنو دل کی کہانی	رحم اوسکو بھلا دیکھین تو کیونکر نہین آتا

٥٢	عاشق سے کے جو مرتے تھے سو مناتی ہین شب و روز کہتے ہین کہ قاصد تو کھٹکے سے نہین آتا	٣٧

پھر کر لی دفن تم تو خاک مین مین خود سما جاتا	نہ دیتے غسل تو مین غرق مین اپنے نہا جاتا

ہمارے نالۂ سوزاں سے اونکو گھر کا کیا جاتا
غریبوں میں کسیکا جھونپڑا ایسا ہی جلا جاتا

لگا غیروں سے کوچے میں اگر میں اوسکو پا جاتا
قدم پر گر کے ساری سرگذشت اپنی سنا جاتا

مجھے بہتر ہے سو درجے وہاں پرسش تو ہوتی ہے
نہ پوچھا تمنے محفل میں بھلا پھر کوئی کیا جاتا

سما جاتا جو میرے دل میں انکی آنکھہ کا نقشا
خراش نشتر مژگاں سے دل کا آبلا جاتا

صفا سے زیست ہے اپنی غبار آتا تو مر جاتے
یہ بنکر قبر کی مٹی ہمارا جسم کھا جاتا

ہوا مطلب نہ محشر میں یونہیں دل کی رہی دل میں
بتوں کی کیا شکایت لیکے میں پیش خدا جاتا

نہ آتا اپنے وعدے پر اگر وہ پردہ پوش انکی
کفن سے منہ لپیٹے قبر میں بھی چلا جاتا

نہیں یہ منہ رقیبوں کا دیا ہیں گالیاں دیکر
جو وہ بوچھار کرتے ایک فقرہ میرا اچھا جاتا

نہ دیکھا اوسطرف تمنے رقیبوں کے سکھانے سے
ہماری جان جاتی مفت میں غیروں کا کیا جاتا

اگر سنتا کسی سے جھانکنے کا شوق ہے اونکو
نگہ بنکر ابھی میں چشم روزن میں سما جاتا

محبت زلف کی بس چھوڑ دی ہے جان دی میں نے
جو توبہ لا کہ کرتا سلسلہ کچھ کچھ چلا جاتا

مجھے قاتل جو کوئی قتل کرتا سخت جانوں کو
لہو بھی زنگ بنکر تیغ کو دشمن کی کھا جاتا

مرا قاتل دکھاتا جو روانی آب خنجر کی
لہو گردن سے میری حشر کے دن تک بہا جاتا

وہ شیریں نہیں فرہاد ہوں دونوں کو حیرت ہے
اگر میں جھانکتا تو وہ پسینے میں نہا جاتا

رقیبوں میں نہوتی گفتگوے نرم اونسے بات
اگر خلوت میں کہتا سخت بھی تو میں اوٹھا جاتا

کہتے ہیں سنا کر درد دل شب کو جگایا ہے
کہانی اور کچھ کہتے تو مجکو خواب آ جاتا

رہے کوچے سے بچا کا غیر کو تجھ کا ٹھکانا اوسکی
یہی پاداش تھی جو دوڑ کر میں اوسکو پا جاتا

نکلتی راہ جو اکبار آمد شد تو ہو جاتی
یہاں وہ بار ہا آتے وہاں میں بار ہا جاتا

عدم کی رہ مین تن کا ساتھ چھوڑا روح نے تو کیا	اکیلا مین چلا جاتا جو کوئی قافلا جاتا
گھڑی بھر کی لیے ہمری جان عدو سے جو آ جاتی	تمہاری بات رہ جاتی مرے دل کا گلا جاتا
لگا تو لاکھہ منہ غیرون کو جو حق ہے وہ کہہ دیتے	بہت ہم ضبط کرتے پر نہ آئی پر رہا جاتا
ہماری قبر سے سامان غربت مین بھی ہو جاتے	جو شب کو چاندنی بچھتی تو دن کو ابر چھا جاتا
ملا تیر اب اشک چشم تر جب سے سیاہی مین	اگر مین نامہ بھی لکھتا تو خط کاغذ کو کہا جاتا
پتا اونکا کہین پایا نہ پائی پانو نے طاقت	تجسس عمر بھر کرتے اگر ہم سے چلا جاتا
بہت سمجھا کی مجکو دوست میرا اوٹھہ گئے رو کر	مری قسمت مین جو لکھا تھا کیا کوئی مٹا جاتا
فرشتے سے پری سے حور سے سب سے ہی تو خوش گل	زمین ہند مین خاک اور آنکھون مین سما جاتا
لٹا دیتے فقیرون کو اگر تم حسن کی دولت	ہر اک قارون بنکر دہر سے تحت ثری جاتا
نکر تو مدحت خط سے جو ہم تعریف بالون کی	حسد سے افعی گیسوی جانان سر کہا جاتا
رقیب رد رو کی ہاک کیون تمنے بٹھائی ہے	اکیلے مین جو ملتا شیر تھا کیا مجکو کہا جاتا
کیا سیدھا فلک کو مین نے آخر چار نالون مین	چڑہا آتا تھا سر پر اس سے مین کر تک دبا جاتا
گھروندا ادہر کا نقش و نگار رنگ سے بہتر ہے	کوئی ایسا نہ آیا جو گرا جاتا مٹا جاتا
سنا ہے جھوٹ شکوے عاشق صادق کے تو دیتے ہین	زبان سے کچھ نکل جاتا نہ جب ہم سے سنا جاتا
مری نالون سے کچھ تو کاروان کی بھیڑ بڑہ جاتی	لحد کو سوتی جونک اوٹھتے جہان شور درا جاتا
بدن سے سر اوتروا کر جو مل جاتے شہیدون مین	ہماری قبر پر جو کوئی آتا کچھ چڑہا جاتا
نہ تھا کچھ کام دنیا سے نہ کچھ حاصل تہا عقبے سے	یہان محو فنا آتا وہان محو لقا جاتا

دل مجنون مرا عاشق ہی کس لیلی شمائل کا
تجسس ہے اسی قرآن کی منزل مین محمل کا

نظر آیا جو عالم حسرت دیدار بسمل کا
دوبارہ قتل کرنے کو نہ اوٹھا ہاتھ قاتل کا

یہ وہ در ہی کہ لب ہلتی نہین دیکھا ہی سائل کا
شکستون پر صدا دیتا نہین کاسہ یہان دل کا

غلاف خنجر قاتل لپیٹا حال پر میرے
ہوا جو سر مین بیتابی سی نقشہ رقص بسمل کا

گذر چاہ زنخدان مین نہین میرے فرشتون کو
بھلا کیونکر کہون نقشا ہی آہین چاہ بابل کا

کہون کیونکر نہین دیکھا ہی تجھسا مین نے عالم مین
کہ ہی آئینہ دل مین حسین تیری مقابل کا

سنا ہی فرقت حوا سے برسون بو البشر روئے
ملا تھا جسم آدم مین مگر ریزہ مری گل کا

دکھایا چرخ نے بربادی بلبل کا یہ صدمہ
کہ غنچہ بن گیا سوکھی سے منقار عنادل کا

ہوا میری وفا کا بعد مردن اسقدر شہرہ
گلے مین پہنے ہین عشوق سب کنٹھا مری گل کا

وہ گریان ہون اگر خاک شفا مین خاک ملجائے
ابھی آنسو نہ تسبیح مین دانہ مری گل کا

لحد مین ہو گیا سوز درون سے خاک مین گریان
لگا دھبا فرشتون کی بھی دامن مین مری گل کا

عبث کاٹی ہین ضد سے باغبان پر اسکے گلچین نے
نہ دیکھا کوئی شاکی باغ مین شور عنادل کا

اگر سامع بھی ہوتی گوش گل کر آپ ہو جائے
کہ اوٹھنا نازکی سے بار کیا شور عنادل کا

اندھیرا گھر مین میرے قبر سے کچھ کم نہین رہتا
وطن مین بیٹھے بیٹھے کھل گیا سب حال منزل کا

ملا آرام مرقد مین تو غفلت ہو گئی دونی
چلا جو چار کے کاندھے تھکا وا کیا ہو منزل کا

عدم سے آئی والون مین جو تو ہوتا تو ہم سنتے
مجھے واعظ بتا دی حال کیا ہی پہلی منزل کا

غریبون کی ضعیفون کی وہان قبرین ہین لاکھون
ملا آرام تکیہ بن گیا ہے کوی قاتل کا

فقط دیکھی سے ناقے کے ہوا تھا قیس دیوانہ
حریم پردہ چشم پری تھا پردہ محمل کا

ہوئی پژمردہ گل جب سے ہوئی قید قفس بلبل
گئی یہ رونق چمن کی یہ ہوا صدمہ عنادل کا

خدا جانی کہ جل کر مر گئی فصل خزانی میں
نیا پایا باغ میں گلچین نے اک پر بھی عنادل کا

تصدق ہوتی ہیں جو لوگ اوسکی شمع قامت کے
نظر آتا ہی فانوس خیالی رنگ محفل کا

ہوئی برخاست اہل بزم سے حسن جو شب کو
شرابی بنکے گھر جانے لگا ہر شخص محفل کا

نہیں آنکھوں پہ ابرو میکدہ و منبر پہ کتابے ہے
عجب مضمون تازہ ہی لکھا ہی شعر کامل کا

یہی آنکھیں ہیں جس سے موج زن تھا نوح کا طوفان
وہ ایسی خشک ہیں دہوکا ہوا دریا پہ ساحل کا

تصور ہے جو بوسی کا زبان کچہ اینٹھی جاتی ہی
تمہارا خط ہی میری واسطے کالنبا ہلاہل کا

اوٹھائی داغ شوق قتل میں سینے پہ رخنے پہ
گریبان میں ہمارے رنگ ہی دامان قاتل کا

ہمیشہ زندگی میں تاکتے تھے خوب رویوں کو
ہوی جب خاک ہم تودہ بنی خود تیر قاتل کا

ہوا ہوں قیدی رشک کی میں تیری محفل میں
بنا ہی مجمع دیوانگان حلقہ سلاسل کا

اگر میں قید سے چھوٹتا بھی ہوں پھر قید ہوتا ہوں
سوا ہوتا ہی میری پیچ میں نالہ سلاسل کا

تن زخمی کو خوں ہی اشک کا پانی چورائی کی
بدل جائیگا فوارہ سے پھر رامری گل کا

یہی سمجھا بگولا خاک کا جب دشت میں دیکھا
مسافر کو نظر آنے لگا مینار منزل کا

ہوئی پیچکر زلف میں یہ دل نہ کیونکر ٹھوکریں کہاے
مسافر کو نہایت قہر ہے اندھیر منزل کا

عدم کے جانی والی قبر میں ٹہرے ہیں تاپک
بہت دلچسپ ہے شاید تماشا پہلی منزل کا

۵۴ دیگر ۲۳

عشق قد و عارض گلرنگ جانان چھٹ گیا
شمع سے پروانہ بلبل سے گلستان چھٹ گیا

لیچلی جب قید کو ربط تن و جان چھٹ گیا
کنج مرقد میں چھپے جسدن بیابان چھٹ گیا

مردہ دل ہون اوڑ گئی سر سے مرے ہوش و ہواس
طائرون سے گنبد گور غریبان چھٹ گیا

اشک حسرت سے گریبان کفن بھیگا نہین
قبر مین دامان دل سے داغ عصیان چھٹ گیا

ناتوانی سے مرا دست جنون بیکار ہے
ہاتھ سے سو مرتبہ تار گریبان چھٹ گیا

زلف اوس حور کی دشمن ہے دل پر داغ کی
ہو رہے سو وہ ربط مار باغ رضوان چھٹ گیا

بہ گیا بیداغ دل طوفان آب اشک مین
دیکھیے بیڑا ہمارا بے چراغان چھٹ گیا

دل نکل آیا گریبان کفن سے بعد مرگ
روح کی مانند یہ محبوس زندان چھٹ گیا

راہ نکلی میرے وہو کو سے جو روکا غیر کو
ہر طرف دربان تھے سارے نگہبان چھٹ گیا

ناتوانی سے قدم تکلیف گردش سے بچے
پھر جفائے دست وحشت سے گریبان چھٹ گیا

تیر تو دے پر لگا یا مین مکدر ہو گیا
رنگ سیر ہے دل مین آیا زنگ پیکان چھٹ گیا

مر کے نکلی خانۂ زنجیر سے ثابت قدم
کوہکن سے کوہ مجنون سے بیابان چھٹ گیا

پنجۂ رنگین کا مضمون فکر سے جاتا رہا
غوطہ زن کے ہاتھ سے یہ نخل مرجان چھٹ گیا

لیکے بوسہ کیا رقیب روسیہ رسوا ہوا
منہ مین کالک لگ گئی جب خال جانان چھٹ گیا

یاد آیا ہے لپٹ جانا گلے محبوب کے
نخل قد یار سے کیا عشق پیچان چھٹ گیا

خون کی قطرے ٹپکی سرخ آنکھین ہو گئین
لعل لب کے غم مین لعلون سے بدخشان چھٹ گیا

رخ سے جب پھسلی قدم پر یار کے پہونچی نگاہ
تشنۂ دیدار سے چاہ زنخدان چھٹ گیا

دم جو نکلا خانۂ تن سے مرا سودا گیا
اہرمن کی قید سے آخر سلیمان چھٹ گیا

دل جو توڑا آپ نے مجبور ہوا پھر جن سوار
لوگ سمجھے شیشۂ دست پری خوان چھٹ گیا

خط زیر لب کا جب سودا گیا ہم مر گئے
زہر کھائے بیٹھے ہیں جو خضر آب حیوان چھٹ گیا

گورا گورا جانا نہ سا رخسار جمکا یار کا
زلف جب کی گہن سی ماہ تابان چہٹ گیا

جب اوٹھایا دام گیسو ہاتہ نازک جہل گئے
طائر رنگ حنای دست جانان چہٹ گیا

۵۵

میری غربت دیکھکر عاشق کسی گہر یاد ہی
آہوون سی دشت شیرون سی نیستان چہٹ گیا

۱۷

آپ کا ظلم بہت صبر ذرا سا اپنا
آپ ہم بانٹ لین حصہ یو نہین اپنا اپنا

بیٹھ جاتی ہی مری قبر بنائین سو بار
کھوئے رہتا ہون مین آغوش تمنا اپنا

خنجر یار سی مقتل مین ہوی پہلی شہید
لڑ گیا یار کے ابرو سے نصیبا اپنا

شوق تنہائی کا ایسا ہی مری دلبر کو
کبھی آئینے مین دیکھا نہین چہرا اپنا

نہ رہی تن کی عناصر مین مری روح کبھی
نہ اوٹھا چار کے کاندھی پہ جنازا اپنا

ظلم کرتے ہین یہ بیخوف خدا کی قدرت
کیا خدائی کو یہ بت سمجھی ہین بندا اپنا

تیغ ابرو سی کیا قتل تو فرماتے ہین
اپنی تلوار پر ابتک نہین قبضا اپنا

عکس آئینی مین دیکھا تو ہوئی دل ہی مین نقش
آپ کی شکل سی ہو بچا یہ نتیجا اپنا

بیخطر کوچۂ قاتل کی طرف جاتا ہون
خوف سر کا ہی مجھے آج نہ دھڑ کا اپنا

منہ دم سرد کو کھولا تو گئے صبر و قرار
راہ پا کر لیا ہر ایک نے رستا اپنا

زلف کو ہاتہ سی بل دیکی یہ فرماتی ہین
طائر روح کے پڑ جاتا ہی پھندا اپنا

بیسبب تن پہ مرے داغ اوبھر آتی ہین
کسکا سودا ہی جو یون اوٹھتا ہی پہیا اپنا

حال کہتا ہون سواری مین تو فرماتی ہین
کہیے اب جاکے کہین ورنہ کڑکا اپنا

ملک وحشت ہوا آباد مرے سودے سی
ہی زر داغ پہ ان روزون مین سکا اپنا

ہاتہ تلوار کا جھمپر جو لگایا پہلے — ہاتہ پھر بڑھ گیا اسے جان کلیجا اپنا
پاؤن مین مل کے حنا پھرتی ہین کیون کوچے مین — آپ چورون کو دکھاتی ہین محلا اپنا

٥٦	نام عاشق کا جو سنتے ہین تو فرماتے ہین وہی عاشق وہی دالہ وہی شیدا اپنا	١٦

گلچین کے دست ظلم سے ہے گلستان خراب — صیاد نے کیے ہین ہزار آشیان خراب
گردش سے جس نگاہ کی ہو اک جہان خراب — میری طرف پھری ہو وہی خانمان خراب
ملک عدم سے دہر مین پھر دہر سے عدم — تیری لیے پھری ہین کہان سے کہان خراب
پلکون مین جوش گریہ سے رونق نہین رہی — برسات کی وفور سے ہے سائبان خراب
غسل و کفن مین کیجیے تکلیف آپ بھی — مردہ ہمارا ہو نہ کہین مہربان خراب
دعوا اسے ہمصفیری مرغان قدس ہے — بلبل سے کیجیے بحث کے اپنی زبان خراب
نالے کے ساتہ گرنے لگے اشک آنکہ سے — آواز سے جرس کی ہوا کاروان خراب
ابرو مین بل پڑا ہے مری اشک و آہ سے — برسات کی ہوا سے ہوئی ہے کمان خراب
بنت العنب کو کھینچ کے لایا ہے بزم مین — کرتا ہے کیا جوانون کو پیر مغان خراب
ہر وقت کس کی یاد مین تلاطم ہے شور مین — پھرتی ہے کس کے شوق مین ریگ روان خراب
ٹھوکر بھی کھائی شکر کی سجدے کو مین گرا — تو نے کیا ہے مجکو بے امتحان خراب
ہے چاٹ مجکو بوسہ حسن ملیح کی — افراط سے نمک کی ہوئی ہے زبان خراب
رزق ہما ہوے نہ سگ یار کو ملے — مٹی مین رل کے میری ہوے استخوان خراب
نام رقیب لیجیے نہ اسے شکرین دہن — لینی ہے مجکو منہ مین نہ کیجیے زبان خراب

بھلائی گور بھی شب سیلاب اشک نے — بعد از فنا بھی مجکو ملا ہی مکان خراب

٥٧	آہ رسا سے دل مین تمہارے کریگا گھر کب تک رہیگا عاشق بے خانمان خراب	١٠

ردیف پائے فارسی

ہی سیہ بالون سے اوس ابروئے خمدار کا روپ — راست تو یہ ہی کہ جوہر ہی یہ تلوار کا روپ
کیا ہی وہ آئینہ رو ہمسے مکدر دل مین — خط سبز اوسکا دکھاتا ہی جو زنگار کا روپ
چشم مخمور سے نرگس کا مشی رنگ نہ کیون — مست کا اور ہی کچھ اور ہی ہشیار کا روپ
موسم گل ہی گھٹا چھائی ہی سیکش ہین جمع — دیکھیے چل کے ذرا خانۂ خمار کا روپ
روپ بالی سے دوبالا ہے قد بالا کا — بجلی چمکاتی ہی اوس چاند سے رخسار کا روپ
بل ہین سو سو کمر یار مین زلفون کی طرح — بار کاکل نے دکھایا کمر یار کا روپ
روئے الماس سے دانتون کے تصور مین اگر — گہر اشک مٹا دین در شہوار کا روپ
رنگ ابرو کا مٹا دے نہ پسینا دم قتل — ڈر ہے ای ترک نہ کھو دے نہ تلوار کا روپ
نشۂ مے سے ہوا اور بھبھوکا رخ یار — رنگ لایا ہی غضب شوخ طرحدار کا روپ

٥٨	دیکھا دم توڑتے عاشق تو وہ پرفن بولا مکر کرتا ہی بدلتا ہے یہ عیار کا روپ	١٣

ردیف تائے فوقانی

ہو دہن غیب کی دیتی ہی خبر تیری بات — جفر کا حکم ہوا ای شعبدہ گر تیری بات
جوہر تیغ زبان صنعت زندان کھولے — ہو جو مفتاح در گنج ہنر تیری بات
منھ سے کٹ کٹ کے نکلتے ہین جگر کے ٹکڑے — موشہ جادو کی ہے او شعبدہ گر تیری بات
کچھ سخن کا نہ کھلا درج دہن سے مطلب — عقدہ بستہ ہوا ای شنک گہر تیری بات

حال دل سنکے مرا رحم سی بولا وہ صنم — دل مین پتھر کی بھی کرتی ہی گھر تیری بات
چشم جادو کی سخن گوئی سی آنکھین ہین بند — کیا نظربند ہی ای شعبدہ گر تیری بات
برق دندان کی چمک جاتی ہی چھٹ جاتی ہی جب — شب کو دکھلاتی ہی آثار سحر تیری بات
چھیدتا ہی مری دل کو سخن طعن آمیز — تیر سا کرتی ہی سینے سی گذر تیری بات
بے ثمر سرو گلستان ہی نہین تجھ مین یہ نقص — سرو قد کا تری گویا ہی ثمر تیری بات
گلشن خلد کی ہم سیر کرین کی مقبول — پائینگے حشر کو حورون مین اگر تیری بات
بات اولٹی ہی کہ تنگی سی دہن ہی معدوم — ایسی رنگین ہی آتی ہی نظر تیری بات
نور دندان سی دہن ہی یہ نخشب گویا — چاند بن جاتی ہی ای رشک قمر تیری بات

۵۹
لاکہ پوشیدہ ملاقات کسی سے ٹھہرے
چھپی عاشق سی رہیگی نہ مگر تیری بات
۱۴

پروانہ شمع رخ کا رہا دل تمام رات — پہلو مین تھا وہ رونق محفل تمام رات
ٹکڑے ہوا کتان کی طرح دل تمام رات — تھا سامنے جو وہ مہ کامل تمام رات
رشک ارم رہی مری محفل تمام رات — بیٹھا رہا وہ حور شمائل تمام رات
جیتے ہین صبح وصل کی ہم انتظار مین — ہو گی کبھی تو ہجر کی ای دل تمام رات
نیند اوس پری کی وحشیون کی عقل اڑ گئی — ہم پارہی یہ شور سلاسل تمام رات
حیرت ہوئی یہ تیزے رفتار دیکھ کر — کاٹی نہ مہ نے ایک بھی منزل تمام رات
خورشید منہ چھپای پھرا ہی تمام روز — آیا نہ ماہ اوسکے مقابل تمام رات
دیکھا نہ رخ بھی وصل مین کاکل کے پیچ سے — پاسے نظر مین تھی یہ سلاسل تمام رات

فرقت کی شب تصور نوکِ مژہ رہا / پھوڑے کیے ہین آبلۂ دل تمام رات

گردن مین میرے ہاتھ نہ پڑ جائین وصل مین / رکھتی ہو ڈر سے تیغ حمائل تمام رات

وہ بیخبر ہین نیند سے بھی چونکتے نہین / فریاد اتنی کرنے سے حاصل تمام رات

وہ خال رخ کا سرمۂ آواز ہوگیا / مین ہو سکا نہ بوسے کا سائل تمام رات

٦٠ عاشق خوشی سے نیند شب قتل اوڑ گئی / آنکھون مین تھا تصور قاتل تمام رات ١٨

بتون کے غم مین تن گھلکر ہوا زنار کی صورت / نہ دکھلا ناخدا اس طرح کی بیمار کی صورت

بنائی پھرتی ہین آنکھون نے خونخوار کی صورت / نہین تیغ کی بھی بگڑے ہوے دو چار کی صورت

رہی گو لاکھ صحبت فرق ہے ادنی و اعلی مین / نہ خارون مین ہے رنگ گل نہ گل مین خار کی صورت

دکھائی دو وہ میرے گھر مین غیرون کو بلائی مین / کھڑا ہون سامنے اندھا بنا دیوار کی صورت

لگایا تیر وہ کاری کہ ہونٹون کو نہین جنبش / کھلا منہ رہگیا مجروح کا سوفار کی صورت

لب شیرین کے دو بوسے جو مانگے بولی جھنجھلا کر / نکلتی ہے تمہاری بات سے تکرار کی صورت

علامت موت کی پہلی مرے چہرے سے ظاہر تھی / نہ دیکھی وصل کی شب صبح کے آثار کی صورت

لپٹ بیٹھے پھاڑکر تار گریبان سر مین جیسے / بنا ہے داغ سودا طرۂ دستار کی صورت

مسیحائی کا دعوی آج تجکو دیکھکر بھولے / وہ خود کہتے ہین بچنے کی نہین بیمار کی صورت

جوانی پر جو غرہ ہے نہین رہنے کی دو دن مین / نہ یہ دربار کی صورت نہ یہ سرکار کی صورت

دکھاؤن تمکو کیا درد دلِ مایوس کا نقشہ / مشکل ہو نہین سکتی کبھی آزار کی صورت

پر و بال ہما شوق لینگے دستگیری کو / اڑینگے توٹ بازو سے ہم پردار کی صورت

نظر تجھسے لڑی رہتی ہی گو مین گو دیکھتا ہون — نہین ہٹتا مرا یا ہی نگہ پر کار کی صورت
الٰہی میکدہ کی جس طرح رونق بگاڑی ہی — نہ گھر محتسب کا خانۂ خمار کی صورت
وہ زہرہ ہین کہ شکل مشتری سے بھی نہین واقف — وہ یوسف ہین کہ دیکھی تک نہین بازار کی صورت
تن لاغر سے وحشت مین ہمارا دل الجھتا ہے — پھنسے ہین اس صحرا مین نوک خار کی صورت
نہ بیٹھی تا سحر وہ غیر کی موشک دوانی سے — سفیدہ صبح کا بنجاے سم الفار کی صورت

٦١	ہزارون گل کھلائی روز عاشق داغ سودا نے مگر تحریر قسمت تھی خط گلزار کی صورت	١٤

کھا فقر مین نہ گردہ نان جوین اولٹ — دستار خوان نعمت دنیا و دین اولٹ
مسند کو لات مار بچھا بوریا ہی فقر — ای دل بساط فکر چنان و چنین اولٹ
کو حجاب کو بھی اوٹھا درمیان سے تو — ای بت ذرا نقاب رخ شرمگین اولٹ
مردم کی چشم بد کا جلے گا سپند خال — ای شعلہ رو نقاب رخ آتشین اولٹ
بنجاتا قیس ناقۂ لیلی کا ساربان — دیتی ہوا جو پردۂ محمل کہین اولٹ
مین نیم جان ہون کھینچ نہ تلوار میان سے — ساعد سے وقت قتل فقط آستین اولٹ
سر سے نکال اپنے ہوا چتر تاج کی — ٹھوکر سے اپنی مسند خاقان چین اولٹ
کھیچون اگر جریدۂ عالم مین مد آہ — دون یک قلم مین دفتر دنیا و دین اولٹ
مجہ سے اوٹھا تعلق دنیا کی تو حجاب — غفلت کا پردہ دل سے جہان آفرین اولٹ
اپنا یہ قصر تن نہ وبالا کیا تو کیا — ای جوش نالہ گنبد چرخ برین اولٹ
فرقت مین جوش گریہ سے بولا اولٹی سانس گر — جوش قلق سے جاے دل ہمنشین اولٹ

اقرار وصل تھا شب مین مگر نہ اب　　اندھیرے ہے زبان نہ اوی منہ جبین اولٹ
دیدار یار آہ سے ہوگا شب وصال　　دیکھی ہو نقاب رخ شرمگین اولٹ

۶۲　　عاشق کو کہہ نہ تو لب شیرین سے تلخ بات　　۱۶
یہ میٹھا زہر دے نہ کلیجا کہین اولٹ

ردیف ثای مثلثہ

قتل کرتا ہی نہ ہی جرم نہ تقصیر عبث　　نوجوانون کا ہی دشمن فلک پیر عبث
بیوفا ہی وہ خبر سُنکے نہین آنی کا　　میری میت کو اوٹھانی مین ہی تاخیر عبث
لکھتے ہین نیک عمل بھی ورق عالم پر　　ہم زمانی مین نہین صورت تصویر عبث
کہتے ہین عہدہ خلافی کی شکایت جو کرون　　کوئی سُنتا نہین تم کرتی ہو تقریر عبث
وصل مین مین نی کبھی کہین نہین ٹیڑھی باتین　　مجھسے بل کرتی ہی وہ زلف گرہ گیر عبث
یہی دو باتین ہین اقرار کرو یا انکار　　اسقدر کرتے ہو تم طول کی تقریر عبث
گردش چرخ کا شکوہ مری عادت ہی نہین　　مجھسے برعکس ہوا تھی مری تقدیر عبث
ناتوانی کا یہ ہی زور کہ خود مرتا ہون　　تیغ کی قتل کی تم کرتے ہو تدبیر عبث
چارون کے لیے دنیا مین تجھی ہی منعم　　طلب عزت و املاک و زر و جاگیر عبث
اوسکو سودا ہے جوانی کا جو دم بھرتا ہی　　ساتھ پھرتا ہی ہمارے فلک پیر عبث
نہین ملنے کی جگہ قبر مین دو گز سے زیاد　　چارون کے لیے کرتے ہین یہ تعمیر عبث
یہ نقاہت ہی کہ زانو سے نہین اوٹھتا سر　　مجھسے دیوانی کو پہناتی ہین زنجیر عبث
عمر بھر مین نہین قدمون سے جدا کرنیکا　　نالہ کرتی ہی مری پاؤن مین زنجیر عبث
چاند نے روشنی بخشی نہ سیہ خانی مین　　کام اپنے ہی نہ آئی تو ہی تنویر عبث

دیکھکر اور مری زیست کا بگڑا نقشا	
خاک ہو جائینگے عنصر بخدا ای عاشق	۶۳

نام سرور سنتی نہین ہم سوای رنج
طول شب فراق سی ہون مبتلای رنج
دیکھا نہ آنکھ بھر سکے کبھی روی زشت کو
تنہا شب فراق کا کٹنا محال ہے
بے التفاتیون سی تری ہم گذر گئے
شام فراق سی ہمین لائی ہین زیست کے
طول شب فراق کا شکوہ نہ کیجیے
راحت خلاف خواہش دل سی ہمین ملی
بے لطفیون مین عمر ہماری گذر گئی
سرکرچھٹا ہون کا کل پرخم کری پیچ سی
بحر فنا مین موج حوادث کا ڈر نہین
تشویش مجکو رہتی ہی انجام کار کی
رفع الم ہی حاصل لذات دنیوی
سالک ہین راہ عشق کی ہم کس سرور سے
شادی پیام وصل کی سننے سے ہوگئی

عاشق کشود کار کی امید وار ہین	۶۴

بھیجدی آپ نی میرے لیے تصویر عبث	
چار دن کے لیے ہی خواہش اکسیر عبث	۱۶

یارب چلی زمانے مین کیسی ہوای رنج
سودای زلف لایا ہے سر پر بلای رنج
پہونچی کبھی نہ کان مین اپنی صدای رنج
یارب بیان کس سی کرون ماجرای رنج
منصف ہوا یکدل یہ کہانتک اوٹھای رنج
آخر ہوئی جو عمر ہوئی ابتدا اسے رنج
دیکھین تو صبح حشر تک آب آزمای رنج
تسخیر دیو نفس سی بھاگی بلاے رنج
صدمی سی جگر کو جلایا اوٹھای رنج
دست قضا نی کھول دی عقدہای رنج
راحت طلب ہوی نہوی آشنای رنج
مین اپنی طول فکر سے ہون مبتلای رنج
ہی عیش کی طلب سی جہانمین بنای رنج
جس سمت منہ اوٹھای کو سونتی آی رنج
پیغام بر ہمارا ہی مشکل کشای رنج

حد سی زیادہ غم ہی ہوئی انتہای رنج	۱۹

ردیف جیم ہندی

ردیف حاے حطی

جھکا جو فکر مین سر نخل بارور کیطرح
تو شعر شاخ قلم سے گرے ثمر کی طرح

ہمارے شعر کا سکے سے بھی سوا ہے رواج
کہ دل سے پھر نہین مٹتا یہ نقش زر کی طرح

تمھارے رخ کو خم و پیچ زلف مین دیکھا
کبھی ہلال کی صورت کبھی قمر کی طرح

لیا نہ ضعف مین احسان غیر کا سر پر
کبھی جھکی نہین گردن مری کمر کی طرح

کبھی رقیب سیہ رو نہ بل کی لینے پائے
کہ بڑھ نجائے یہ سر چڑھ کے موے سر کی طرح

پھرا جو آئینہ سے عکس برق عارض کا
فرشتے کاندھون کے غش ہوگئے بشر کیطرح

ہزار ہے رخ محبوب غیرت خورشید
سواد زلف نہ روشن ہوا سحر کی طرح

تمھاری تیغ نگہ سے نگہ جو لڑنے لگی
اوٹھایا پنجۂ مژگان نے تل سپر کی طرح

یہ قرب و بعد مین اوس آفتاب کی گذری
گھٹا بڑھا کیا مین سایۂ شجر کی طرح

بط شراب مین رکھدی گزک جو وہ عیسی
کباب مرغ کا اوڑجائے سیخ پر کی طرح

ہمیشہ بعد ہلال و قمر سے حیرت ہے
یہ ایکجا نہین کیون تیغ اور سپر کی طرح

وہ کم سنی کہ سب اعضا بدل گئے لیکن
دہن دہن کی طرح ہے کمر کمر کی طرح

کہین ہما سے نہ خفت ہو مجکو مرنے پر
یہ استخوان نہ اوڑجائین مشت پر کیطرح

نشانہ اوس کا تاکا جو اے کمان ابرو
ہم اوڑ کے تیر کی آگے گئے نظر کی طرح

پری وشون کو بلا کر وہ گرم پہلو ہون
جلے رقیب کا دل بھی مرے جگر کی طرح

لباس عاریتی سے سفید پوش نہو
نہ سر پہ اور کا احسان لے قمر کی طرح

کرشمے جو یار کے پہنائے دست نازک مین
کلائیان بھی لچکنے لگین کمر کی طرح

ہمارے قتل سے یہ رنگ روے یار اوڑا
سفید خال ہوے دانۂ گہر کی طرح

۶۵	چلو جدھر سے اودھر گرم رو نہو عاشق پھرو نہ گھر کی طرف تم کبھی شرر کی طرح	۱۴

خون عاشق مین عبث کرتا ہے اوسفاک سرخ	عکس رنگ جسم سے ہوجائیگی پوشاک سرخ
خال چشم مست کی فرقت مین پیتا ہون لہو	کیون نہ پانی تو کرون مین گھولکر تریاک سرخ
سبز مینا مین ہے ساقی شراب لعل فام	فرش مخمل کا بچھایا ہمنے زیر تاک سرخ
پنجۂ مرجان کو خجلت سے کریگا کیا سفید	ملکے مہندی دست و پا کرتا ہے وہ بیباک سرخ
قتل سے مجھ بیگنہ کے شفق پھولی نہین	ہوگئی ہے شیشۂ گردونمین ساری خاک سرخ
صاف قندیل درمیخانہ کا دہوکا ہوا	کیف مے سے جب ہوا وہ روے آتشناک سرخ
سیل خون دل مری آنکھون سے یہ جاری ہے	دشت وحشت مین ہوگی خار و خس و خاشاک سرخ
بار تنہا کا کیونکر اوس نازک بدن سے اوٹھسکے	نیم کی تنکے سے ہوجاتی ہے جسکی ناک سرخ
خون مین عاشق کے ڈوبی رہتی ہین تیرک چشم	کیا غضب تر رہتی ہین آنکھین تری سفاک سرخ
حلق بسمل بنگئے حلقے رکاب یار کے	سیل خون یہ رنگ لائی ہوگئی پوشاک سرخ
خون مینا حسن ساقی پر فقط گرتا نہین	بیکسون کے خون سے ہے خاک زیر تاک سرخ
برگ گل ہی میل وش گل کی چھوڑا یا جاہے	کیسۂ مخمل سے نازک تن ہوا سے دلاک سرخ
ہین یہ سمجھا دانتون مین انگشت فندق بند ہے	خون سے نازک دہن کی جب ہوئی مسواک سرخ

۶۶	شعلۂ ہاے آہ آتش زا سے عاشق بن گیا ایک گنبد اور زیر گنبد افلاک سرخ	۱۰

دکھلاتا ہین وہ شوکت و شان ...

ہر نقش قدم پر ہو گمان مہ و خورشید
مستی مین ملا دیتے ہو شان مہ و خورشید

مہمان ہون کیا چرخ کہ مدت سی ہین بیکہو
اس غم ان مین دو گردہ نان مہ و خورشید

رخساروں پہ افشان جو پردہ اوٹھا دو
مٹ جای ابھی نام و نشان مہ و خورشید

تیرے رخ تابان کی تمنا کرتے فلک پر
ہوتی جو مری طرح زبان مہ و خورشید

دو نور رخ تابندہ ترے زلف سیہ مین
چھپتے ہین نکلتے ہین بسان مہ و خورشید

آئینہ مین وہ دیکھ کے رخسارہ روشن
کرتے ہین حقارت سی بیان مہ و خورشید

جب داغ مہ و مہر دہی بازار جنون سے
گردون پہ ہوئی گرم دکان مہ و خورشید

کس شان سے سیما کی فلک کرتا ہی دعوت
لاتا ہی شب و روز جو خوان مہ و خورشید

۱۴	نقش قدم یار کی تصویر سمجھ کر عاشق بہی ہوی مرتبہ دان مہ و خورشید	۶۷

رخسار سے نے مہر نے کین گریبان پسند
کرتا ہی کجروی کو تری آسمان پسند

ایذا ہی صاحبان تقرب کے واسطے
کرتا نہین کسیکو وہ بے امتحان پسند

رنگین ہو کیون انگرکھے کو خون شہید سے
پوشاک پہنو وہ کہ کرے اک جہان پسند

لذت ملیگی خاک سگ کوی یار کو
جب اپنی پوست نے نکیے استخوان پسند

مجنون نے سنگ صبر اوٹھایا نہ اوٹھ سکا
آیا ہی میرے ضعف کو بار گران پسند

حسرت ہی ... شوق کو دامان یار کی
پائی جنون کو ضعف مین ہین دہجیان پسند

شعرون کا میرے لطف اوٹھاتے ہین قدردان
کہانا وہی ہی کرتی ہے جسکو زبان پسند

افشان چہڑک دو مانگ مین ہے آسمان حسن
اوس کہکشان سی ہمکو ہی یہ کہکشان پسند

خود جام آفتاب مین عیسی شفق بھری
ہمکو جو ہو شراب خم آسمان پسند

یون اپنی اپنی وضع کی لاکھون چمن مین ہین
انداز آپکا ہی مجھے مہربان پسند

بھڑکانے سے رقیب کی کھلوائی گل مجھی
ہمکو نہ آئین آپ کی یہ گرمیان پسند

ضد ہی فلک کو ہمسی تو ہمکو فلک سی ہی
رفتار پیر کی نہ کرینگے جوان پسند

ہوتی ہین کیون مقیم جہان خراب مین
کرتا ہی اس مقام کو کیون کاروان پسند

۶۸

درد فراق کا ہے مزا کب وصال مین
عاشق بہار سے بھی سوا ہی خزان پسند

۱۲

ردیف ذال معجمہ

اوٹھا کے لکھے جو وہ غیرت چمن کاغذ
حروف گل ہون بنی برگ یاسمن کاغذ

ہوا ہون زار یہ مین انتظار مین خط کے
کہ استخوان ہین خط مسطر اور بدن کاغذ

ملے جو سر مے کو اوس بت کی خاک نقش قدم
لگائین پڑیون مین یو تھیکا برہمن کاغذ

خیال تھا کہ وہ لکھین گی ایکی خط کا جواب
اسی گمان ہی کیا صرف لاکہہ من کاغذ

حساب گو مین لکھنا پڑیگا تل تل کا
عدا دلب ہی قلم اونگلیان کفن کاغذ

خبر کسے ہی کہ دی جان دشت غربت مین
اودہر سے آیا نہ پہنچا مرا وطن کاغذ

شکن شکن ہوئی کاغذ کی رشک نافہ چین
لپیٹا بالون مین تمنے جو جان من کاغذ

رقیبون پر مری ہوتی ہی مشق تیغ زنی
تراشا سامنے قاصد کے لاکہہ من کاغذ

جواب ایک نہ لکھا ہزار نامے کا
بلا نہ آپ کو تھوڑا سا جان من کاغذ

فسون گری سی نہو گی جو وہ پری تسخیر
طلسم لکہ کے جلا دینگے لاکہہ من کاغذ

جو نامہ لکھا بہار یہ ایک گل رو کو
بنا وہین خط گلزار سے چمن کاغذ

۶۹	کسی سے کب ورق دل مین نقش الفت ہے عبث ہی لکھتے ہو عاشق پئے وطن کاغذ	۱۹

ردیف را مهمله

آئی فصل گل چمن پر چھائے ابر — میکشی کے پھر مزے دکھلائے ابر
لاکھ برسے لاکھ گھر گھر آئے ابر — لطف کیا جب غم کا دل پر چھائے ابر
ہجر مین مینہ بھی اگر برسائے ابر — چار دیوار عناصر ڈھائے ابر
پہلے باران کرے ہے اشکون کی جھڑی — آہ سوزان کا دھوان ہو جائے ابر
دیکھتے ہی بدلیان برسات کی — اور دل پر درد و غم سے چھائے ابر
پیاسے ہی مر جائین منت کش نہون — آب حیوان بھی اگر برسائے ابر
نالۂ سوزان سے بجلی منہ چھپائے — چشم گریان سے مری شرمائے ابر
آتش دل پر ہے روغن ہجر مین — زور سے گو مینہ بہت برسائے ابر
روکش طاؤس ہے داغون سے دل — چشم تر میری نہ کیون بن جائے ابر
سرد ہو بجلی بھی آہ سرد سے — گرم نالون سے مرے جل جائے ابر
اپنی چشم تر سے مین تشبیہ دون — زور سے جب خوب مینہ برسائے ابر
دیکھئے کیا کیا لطف اس برسات مین — کیسے کیسے برسے کیا کیا آئے ابر
مے ہے سبزہ ہے چمن ہے نہر ہے — میکشون پر اب کرم فرمائے ابر
خاک برسے اسکے مینہ برسات مین — دود دل نے گھیر لی ہے جائے ابر
چشم تر سے کیا کریگا سامنا — آبرو اپنی نہ کھونے آئے ابر
میکشون کا مزرع دل سبز ہو — بدلے مینہ کے مے اگر برسائے ابر

کشتی مے پر چڑھے ہین بادہ نوش
خوف کیا دریا اگر برسا سے ابر

اوٹھے سینے درپی جو دل سے دود آہ
آسمان تک ابر ہے بالا سے ابر

۷۰

عاشق اپنی گور پر سایہ کہان
ہان کبھی برسات مین جب آسے ابر

۲۴

زار سے اپنے ملا وہ شہ خوبان کیونکر
ہوگیا رابطۂ مور و سلیمان کیونکر

دیکھین ہو جاتی ہے صبح شب ہجران کیونکر
ہاتھ آتا ہے جنون مین یہ گریبان کیونکر

رگ اشاری سے تری ہوتی ہین بیجان کیونکر
پل مین سر کاٹتا ہے خنجر مژگان کیونکر

باد صرصر سے کہین آگے نکل جاتے ہین
دامن گرد مین اولجھین ہم جولان کیونکر

تربین سو دیکھ تو آنے دو مجھے دیکھون تو
سامنا کرتے ہین مرغان غزلخوان کیونکر

نالہ ہای شب ہجران کو کسی نے نہ سنا
یار کے ساتھ ہوے گوش عزیزان کیونکر

چشم روزن سے نکلجاتا ہون مانند نظر
روک رکھین گے دربار کے دربان کیونکر

بیوفائی کا گلہ سنکے یہ فرماتے ہین
چھوٹ جاتا ہے بھلا ربط تن و جان کیونکر

تشنۂ شربت دیدار جو لین بوسۂ لب
دیکھین پھر رہتی ہے آب رخ دندان کیونکر

یا خدا جانتا ہے یا مرا دل واقف ہے
کیا بیان کیجیے کاٹی شب ہجران کیونکر

دامن کوہ کے ٹکڑے ہین مرے نالون سے
دامن گرد سے ڈھانکون تن عریان کیونکر

ضعف سے ہل نہین سکتے مدد ای جوش جنون
دیکھین طے ہوتا ہے وحشت کا بیابان کیونکر

ساز آنکھون مین ابھی تک ہے مگر حیرت سے
پھر گئی ہمسے تمہاری صف مژگان کیونکر

جی شگفتہ نہوا ایک دن ای تیر فگن
ہوگیا دل صفت غنچۂ پیکان کیونکر

کثرت خوف گنہ سے مری آنسو سوکھے
دیکھکر شام شب وصل کو گھبرائی بہت
قتل کی بعد مکدر جو ہوے کیا حاصل
پاک دامن ہون رکون گا نہ مثال یوسف
وحشیون کو جو ملے زلف تماشا دیکھو
شرر نار جہنم بھی دکھائی دیگا
ثمر خام لگا ہے شجر قامت مین
کیونکر آہ شب فرقت مین اثر پیدا ہو
گوی چوگان صنم سر کو بنایا مین نے

تیرہ روزون کا مٹی نامہ عصیان کیون کر
غیر سے پوچھتے ہین کرتی ہین سامان کیون کر
خاک ڈالی سے چھپے خون شہیدان کیون کر
دیکھو کھل جاتا ہے قفل در زندان کیون کر
باتین کرتی ہین پریشان سے پریشان کیون کر
آتش عشق سے جل جاتی ہین انسان کیون کر
سرخ بوسون سے کرون سیب زنخدان کیون کر
ہاتھ آجاے کلید در جانان کیون کر
جان پر کھیل گیا مین سر میدان کیون کر

۱۷ — مصحف رخ نہ اگر بیچ مین ہوتا عاشق
ہندو زلف سے بچتے یہ مسلمان کیون کر — ۱۹

خون مین تو ہی شفق وہ سرخ انگیا دیکھکر
پاؤن پھیلا راہ مین اوس گل کا چہرہ دیکھکر
حلقہ کاکل نہ آئینے مین دیکھا اے شوخ چشم
کیا گل نظارہ ہوتے عارض گلنار کے
مردے زندہ ہون مگر بیمار عشق اچھے نہون
جوش وحشت مین طبیعت بسکہ ہو آئی ہے تنگ
کچھ ہمین کو سرکشی کی آج کل خواہش نہین

چرخ صدقے ہو گیا آبی دوپٹا دیکھکر
ہاتھ کھجلانے لگی کرتی مین کانٹا دیکھکر
یہ ہرن وحشی ہین رم کرتے ہین پہرا دیکھکر
بخت میرے جاگ اوٹھی اونکو سوتا دیکھکر
ڈالنا ہاتھ ان مریضون پر مسیحا دیکھکر
خار خار دل مٹے ہین خار صحرا دیکھکر
جام ہاتھون سے ڈھسل پڑتے ہین مینا دیکھکر

وصل کی شب بند محرم کی نہ ہمسی کھل سکی
تو تی ہاتھون کر اوڑھی انگیا کی چڑیا دیکھکر

تیری تلوی رشک گل ہی نازنین یاد آگئی
مجھکو سودا ہو گیا نقش کف پا دیکھکر

ساقیا مے سی چھکا دی باغ ہی اور ابر ہی
آج تو لانا کوئی اچھا سا شیشا دیکھکر

اور گرمی سی پڑی ہی رنگ طلائی کی بہار
سونے کو پانیکا دھوکا ہی پسینا دیکھکر

تنکا تیری ناک کا تنکے ہمین چنوائیگا
زہر ہم کھا جائین گی کانون کا سبزا دیکھکر

دیکھی جب انگیا کی چڑیا پھر گیا سر پیما
تخت شاہی ملگیا دانتونکا چوکا دیکھکر

بعد مردن بھی اگر پابند وحشت رہ گیا
طوق سمجھونگا در جنت کا حلقا دیکھکر

قد بھا بوٹا سا پڑی رہتی تھی بندی کان مین
اب فلک ہمکو نظر آتا ہے بالا دیکھکر

بیثباتی سنکے دنیا کی ادہر آنا نہ تہا
اس خرابی مین بنایا ہمنے گہر کیا دیکھکر

کان کی جھمکی کی فرقت نی جلایا رات کو
دل مین چھالی پڑگئی عقد ثریا دیکھکر

مل نہ ہاتھون مین حنا انگیا طلائی ہی اگر
پھر سب رہ جائینگی سونیکی چڑیا دیکھکر

۹	مدتون سے ربط شعر و شاعری جاتا رہا پھر غزل تحریر کی عاشق نی چرچا دیکھکر	۷۲

غافل جو گوش دل سی سنی تو صدا ہی گور
کہتی ہی خاک زیر قدم ہی یہ جا ہی گور

کیا جانین جس مقام کی مطلق خبر نہین
پھرتا کوئی تو پوچھتے ہم ماجرا ہی گور

ہر چیز کا ہی رزق معین جہان مین
ہوتا ہی ایک دن تن انسان غذا ہی گور

دیوانہ کر دیا ہی مجھے شوق مرگ نے
عریان ہون اسلیے کہ پہنون قبا ہی گور

پہنچا نہ خاکسار کوئی میری گرد کو
کیونکر نہ تنگ مجھپہ لگے سر نگا ہی گور

گھل جائی زندگی مین اگر لطف خواب گ	بدلی مکان کی چاہیی انسان بنای گور
جز شکر حرف شکوہ نہ آیا زبان پر	پیسا فلک نے زیست مین آپ آزمای گور
رہتی ہی مجکو ہجر کی سختی سی یاد مرگ	طول مرض سی کہتا ہی انسان کہ ہای گور

۷۳	مردونکا قرب بھی ہے جو وحشت مین ناگوار عاشق نہوگی خاک مین تجویز جای گور	۸

بیٹھے ہو پیٹ پھیر کے تم کس قصور پر	نقرا چلا رقیب کا کوئی حضور پر
محروم تیرے کوچے سے رکھا ہی ضعف نے	گلشن سی عندلیب کے کاٹے ہین دور پر
سمجھا مین خط مطرب داؤد لحن کو	لکھا ہے حاشیہ یہ کتاب زبور پر
سودای زلف یار کی بہتان بندہ گئے	کیا کیا نہ بندشین ہوئین مجہ بی قصور پر
تھو یا سر کا آپکے دیکھا جو ضعف مین	بجلی کا احتمال ہوا کوہ طور پر
بنت العنب کی عشق مین دینا رہی دین	پھر یون پر اپنی آئی طبیعت نہ حور پر
عرش آشیانہ طائر فکر رسا کا ہے	انسان کے لیے ہین یہ عقل وشعور پر

۷۴	بھڑکا ہے لاکھ آتش داغ جنون سی تن ہی سیل اشک چشم بھی عاشق وفور پر	۱۲

دریای اشک بعد فنا بھی ہی زور پر	چادر کے بدلی پانی کی چادر ہی گور پر
احسان بعد مرگ کیا ہی تہنے چور پر	رکھوا گئے کفن کو اوتروا کے گور پر
وہ آزمائین تیر اگر اہل زور پر	بیٹھے نکل کے خاک سی بہرام گور پر
رخسار یار کا جو مقابل ہی چاند سی	دھوکا ہوا ہے طائر دل کا چکور پر

بوسہ لیا ہے شعلۂ رخسار یار کا	تعزیر کوئی شمع کی ہوتی ہے چور پر
اونگلی جو تھا بنی قول کی چھالے کو دیکھکر	کیون حکم قتل کرتی ہو کٹری کی چور پر
تھی شمع رات بھر مین نہ پروانونکا ہجوم	اک مشت خاک صبح کو تھی اور کرور پر
دیکھو جو پشت خار کو میٹھی نگاہ سے	آنکھین ہون نیشکر کیطرح پور پور پر
دریا بہا یہ اشک کا مجھ تیرہ بخت کی	مستی سی جم گئی لب دریاے شور پر
قلزم مین اشک گرم جو ٹپکا ہے آنکھ سے	تبخالہ پڑ گیا لب دریاے شور پر
دل مین ہمارے چھید ہین تیز نگاہ سے	ابرو کمان کی مشق ستم ہے جو زور پر
۷۵ عاشق کو ایکدن ملاقات کی یاد ہے	افزون ہے شور اشک سمندر کے شور پر ۷۶
مردہ چھیدی لگائین جو وہ تیر گور پر	قربان اپنی غیرت بہرام گور پر
وحشت مین اتحاد یہ پہنچا کہ بعد مرگ	روشن چراغ وادی ایمن سے ہے گور پر
ہمسے جو زنگ آئینۂ دل نہ اوٹھ سکا	بیٹھے فقیر ہوکے سکندر کی گور پر
اسباب ظاہری سے نہین اشتہار نام	آئینہ کب لگا ہے سکندر کی گور پر
عادت کے بعد بیٹھے لگی ہے زمین کو	تکیہ لگا کے بیٹھے جو تم میری گور پر
نخوت رہا سکا نہ دنیا مین ای پری	کیا بیکسی ہے آج سلیمان کی گور پر
بعد فنا نجات تپ غم نہ کم ہوا	رہتا ہے ابر سایہ فگن میری گور پر
رحمت کو قطع کرتی ہے تر دامنی مری	پھٹتا ہے ابر بھی اگر آتا ہے گور پر
بے مایہ مر بھی جاے تو حاصل نہو فروغ	جلتا نہین چراغ بھی مفلس کی گور پر
میری چراغ داغ مین روغن بڑھا دیا	پانی کو بعد دفن چھڑکوا اسکے گور پر

ہر شب چراغ ماہ جلاتا ہے آسمان — لاتی ہے بوئے گل کو صبا میری گور پر
میت پر اپنی ابر نے آنسو بہائے ہین — باد صبا نے خاک اوڑائی ہے گور پر
افسردہ دل کو چرب زبانی سے کیا حصول — مُردے کو کیا جو شمع بھی روشن ہو گور پر
مرنے کے بعد قطع محبت نہ کیجیے — اے ماہ آئیے کسی تاریخ گور پر
میرا پری وش آئے اگر بہر فاتحہ — تاریخ ہو غریبت تسخیر گور پر
شمع مزار صاف ہون گو دری کلائیان — رکھو جو بہر فاتحہ تم ہاتھ گور پر
بیوجہ آج بوسے دیے ہین جو اس صنم — کیا آپ نے لات مار کے حاتم کی گور پر
ظاہر ہے میری قبر سے سوز دروں کا حال — سبزے کے بدلے آگ کا ہے ڈھیر گور پر
چادر چڑہا دو موتیون کی اشک چشم سے — بجلی جو تم نے ہنس کے گرائی ہے گور پر
سامان اپنا ہے مہ کامل کی مہر سے — چادر نہین تو چاندنی چھٹکی ہے گور پر
ہمدرد کو بھی ہے مری صحبت سے احتراز — پروانہ تک نہ آئے کبھی شمع گور پر

٦٦	کیا جبین آ گئی کہ اوتارا مزار مین دو پھول بھی چڑہا کے نہ عاشق کی گور پر	٣٠

بس جائے یون نہ حسن ملیح نگار پر — چھڑکون اگر نمک مین دل داغدار پر
دل لوٹتا ہے سینے مین رفتار یار پر — بلبل فدا ہے آمد فصل بہار پر
یارب نہ شیفتہ ہو کوئی قد یار پر — ہر وقت جان رہتی ہے بندی کی دار پر
مر کر بھی مرتبہ ہے یہ سودائے زلف کا — سنبل فدا ہے دود چراغ مزار پر
پرسش نہوگی ایک گنہ کی بھی دیکھنا — میری نظر ہے رحمت پروردگار پر

سودے مین یہ کھلا ہون کہ صورت بدل گئی
پنجہ ہے عنکبوت گریبان کے تار پر

اوڑ کر مکان یار کو ڈھونڈھونگا چار سو
امید و شوق و عشق و کشش ہین یہ چار پر

یہ لطف در گذر ہی یہ رحمت کی ہی صفت
دشمن پہ بھی نہ جبر کرے اختیار پر

نالہ ہمارا کان تک اوس بت کے گو نہ جاے
ہین لو لگائے قدرت پروردگار پر

دیتا ہی لطف کیا عرق شرم وصل مین
شبنم پڑی ہی سبزۂ رخسار یار پر

روکا ہے اپنی سر کی دلا کر مجھے قسم
کھاتا تھا زہر سبزۂ رخسار یار پر

کوٹھے پر آپ ہو کے مکدر چڑہے نہین
اک آسمان ٹوٹ پڑا خاکسار پر

زندہ رہی تو جائیگی گلشن مین لاکھ بار
صیاد عندلیب کے نوچے ہزار پر

ثابت کرین تو اپنے ہواخواہ کا قصور
آندہی کی طرح آئے وہ مجھ خاکسار پر

لذت کو ترک کرکے جو کھاتی ہین نان خشک
گھی کے چراغ جلتے ہین اونکے مزار پر

ملتا ہی رزق مومن و کافر کو شام تک
دشمن پہ التفات ہی جو دوستدار پر

اوس بت کی جستجو نی کیا اسقدر ضعیف
چڑھنا پہاڑ ہونے لگا کوہسار پر

ذاتی ہی ترش سے ابرو قاتل کی تیغ مین
رکھی گئی نہ باڑہ کبھی ذوالفقار پر

دنیا مین ضرب دست خدا کی تھی پناہ
کافر کٹے کتنے تھے تپش ذوالفقار پر

۱۴	عاشق امید عفو کی ہے انکسار سے مغرور ہو نہ طاعت پروردگار پر	۶۶

چشم قاتل نے کیا دیوانہ مایل دیکھکر
بھیجتے ہین مرد کو میدان مین دل دیکھکر

آئنہ چھوٹا نشان حسرت دل دیکھکر
میرے آنسو گرے چھوٹا کو زائل دیکھکر

جہانتک آیا قبر کو بیمار شوق وصل یار بڑھ گیا دل راہ رو کا آج منزل دیکھکر
قید کیون ہوتا اگر مین بہاگ جاتا دشت کو پانون بہاری ہو گئی میری سلاسل دیکھکر
کیجیے بلبل سے شرح گلشن داغ جگر درد پہلو کا بیان ہو صاحب دل دیکھکر
دل ہوا خوش جسم جب ہو بچا کنارے گور کی اہل کشتی ہوتے ہین مسرور ساحل دیکھکر
جب نکلدان سی ہٹا دی زلف وہ زہرہ جبین لنگین کاندہون کے فرشتی چاہ بابل دیکھکر
غیر کو خال وخط رخسار کی ہو کیا تمیز بڑہ نہین سکتا کبھی مصحف کو جاہل دیکھکر
اپنے دل ہی چیخ نے آخر گرایا برق کو تیری ہنسنے سے اوسی کرکے مقابل دیکھکر
غنچہ غم سے کیا ہی چاک پہلو اس لیے ناوک مژگان سی قاتل تاک لی دل دیکھکر
کہو کو دنیا مین دل سوزان کو ڈہونڈہا حشر مین اخگر دوزخ اوٹھایا صورت دل دیکھکر
عکس وہی صاف دلبر کچہ نظر آتا نہین آئنہ حیران ہی آئینہ مقابل دیکھکر
خاک مجہ کا ہیدہ کی پہرتی ہی کوسے یار مین خوش ہی وہ سفاک دیوارون کو گہایل دیکھکر

٧٨ گو ہر مضمون عاشق کی جگہ ہو گا نہین لیجیے موتی کوئی بندہ ہی کی قابل دیکھکر ١٩

وصف تیرا خلد مین موقوف ہی کب حور پر بن گیا شکل زبان ہر برگ نخل طور پر
یو چہپے مو سے سے نور جلوہ رخسار یار ہو گیا خورشید شمع روز کوہ طور پر
مدتون یکسان رہے جو چیز او سمین لطف کیا زال دنیا ناز کرتی ہے شباب حور پر
پیروی مجنون کی کرتے آئی عاشق آج تک اب قیامت تک چلین گے سب ہی دستور پر
کیون نہ ای سفاک مائل ہون صفین عشاق کی کیا جہکی پڑتی ہین پلکین دیدہ مخمور پر
بہ گیا مرہم پگہل کر زخم سی اللہ رے سوز جل گیا پہاہا اگر رکہا مرے ناسور پر

فوق ہے عمر خضر پر طول ہین اوس زلف کو ‏ مشک پر بو ہین سیاہی ہین شب دیجور پر
بام پہ ہے یار جان بازونکا ہو کیونکر گذر ‏ دخل پروانون کا کب ہوتا ہی شمع طور پر
اس سے ڈہارس عاجزونکو ہے تمہاری لطف کی ‏ رحم آیا تہا ذرا سا لنگی تیمور پر
ظرف عالی جنکے تہی اونکا نہین باقی نشان ‏ لوح چینی کی نہ دیکھی مدفن فغفور پر
زخم دل جلتا ہے یاد شعلۂ رخسار سے ‏ عشق نے رکہا ہی پہاہا داغ کا ناسور پر
پہر جراحت دلکی بگڑ گئی ہجوم حرص سے ‏ بیٹھتی ہین مکہیان پہر زخم کی انگور پر
عطر نے چمکا دیا بالون کو گورے گال سی ‏ نکہت مشک ختن کیا چرب ہی کافور پر
شہد لب سی شمع رخ کو ہو گیا ایسا فروغ ‏ مثل پروانہ جلاتی ہین بہان زنبور پر
پردۂ راز محبت گو انا الحق سے کہلا ‏ قطع ہے جامہ فنا فی اللہ کا منصور پر
سختیان لاکہون اوٹہائین ایک بوسے کی لیے ‏ مزد دیکر آپ منت رکہتے ہین مزدور پر
روز روشن منہ چہپاتا ہی سواد زلف مین ‏ نور عارض سے لگاتی ہے شب دیجور پر
جنس دل جو کہوت اوٹہاکر یار تک پہونچائینگی ‏ گو حفاظت مال کی واجب نہین مزدور پر

۸۹	عاشق اونکو چشم حسرت سے نہ دیکھیگا کرم	چشم پوشی کرتی ہین ساحل ہی جو بیتمدار پر	۲۴

عکس لب پڑتا ہی تیغ ابرو خمدار پر ‏ رہتی ہے ہر وقت میٹھی بارڑہ الماس پر
صاف ظاہر ہے نشان بوسہ چشم یار پر ‏ مہر کرنے کی ہے جام شربت دیدار پر
المدد ای شوق دیدار پریرو المدد ‏ دست و پا میرے نہ ٹوٹی اکدم ہین چار پر
نشۂ مے سی ہماری عقل زائل کب ہوئی ‏ پاؤن کی لغزش ہین رکہا ہاتہ دوش یار پر
اپنی انگیا دیکہو دنیا نہین وہ رشک حور ‏ بیٹھنے پاتا نہین مرغ نظر دیوار پر

جھوٹے وعدون مین تمہین کا تماشا منظور ہے
ای مسیحا رات کٹنے کی نہین بیمار پر

جام بھرنے مین جو عکس لب وہی ساقی تمکا پڑا
شیشۂ مے نے گلے کو رکھدیا تلوار پر

اوس چاٹے سبزۂ رخسار جانان کی اگر
زہر سے چھالے پڑین لاکھون زبان مار پر

چور کی مانع صفائی خانۂ دلدار ہے
گر پڑا سایہ پھسل کر جب چڑھا دیوار پر

کب بھلا کوئی کسی کے دکھ مین ہوتا ہے شریک
گل ہنسا کرتے ہین حال نرگس بیمار پر

بزم عشرت مین جو آیا وہ مسیح شمع رو
جتنی تصویرین تہین وہ پہرنے لگین دیوار پر

گفتگو کرتی ہے کیا بلبل کی زبان حال سے
تیری زلف پر شکن آتی ہے مہرہ مار پر

چشمۂ حیوان دہن ہے ہو نہ کیونکر زندہ نام
بعد مردن ذکر ہے میرا زبان یار پر

تم وہ کافر ہو تماشے کا جو تمکو شوق ہو
بھیس مین پتلی کے ناچے آکے کالی تار پر

تیغ ابرو تیز ہوتی ہے نموے یار سے
جسقدر ہے باڑہ پر قد باڑہ ہے تلوار پر

خالق حور و پری گاہک ہے ایسی جنس کا
ختم یوسف کی خریداری نہین بازار پر

اس برس جو فصل گل مین چہچہے بلبل اوڑاے
پر نمو کر آئین بازو کی طرح منقار پر

مجکو سولی پر چڑھاؤ جو عوض منصور کے
سر اوترنے پر بھی حق رہتا زبان دار پر

قتل سے کیون تیغ ابرو رکگئی بل پڑ گئے
نقد جان ہم دیتے ہین کستی ہوئی تلوار پر

سخت جانی سنکے میری اونکو غصہ آگیا
کہتے ہین منہ کھول کر کیا باڑہ ہے تلوار پر

کچھ فقط وہ تیغ میری خون کی پیاسی نہین
جمع پشتے بھی لہو پینے کو ہین تلوار پر

عکس محرم پر دُرِ دندان کا ہنسنے مین پڑا
موتیون کا آج چونا پھر گیا دیوار پر

سر بھی چھوڑیگا اگر معمار سے ٹھنے کا نہین
رنگیا ہے خون ناحق ریختہ دیوار پر

٧٨	پل مین ظاہر ہوگئی عاشق پر اودل کی بات دیکھکر مجکو نظر اونکی پڑی تلوار پر	١٥

ہی صدمۂ فراق بہت میری جان پر — اک آسمان ٹوٹ پڑا ناتوان پر

حوا کی شکل پہ ہین نہ آدم کی شان پر — یہ بت پڑے ہین اور کسی خاندان پر

پتھر کی طرح آگ جھڑی جسم زار سے — جب میری استخوان سے لگے استخوان پر

حسرت سے لوگ میری جنازے کو کہتے ہین — پیر فلک بھی روئیگا ایسے جوان پر

تیری مریض سے جو اوٹھائین ال منتین — جاکر مسیح بیٹھ رہے آسمان پر

مین نے کہا کہ وعدہ خلافی سے کیا حصول — بولے کہ میرا صبر پڑے تیری جان پر

وعدے کی معتبر ہو نہ ثابت ہو قول کا — ہر وقت ہی زبان تمہاری زبان پر

خواہش ثبوت ہو جو سگ کوی یار کی — ای شوق ابھی نکالین مری استخوان پر

ملک عدم مین رہتی ہی کس جنس کی تلاش — ہر روز کاروان گیا کاروان پر

بوسے جو ہارے غیر سے یار ہو قمار مین — دیکھوگے تم کہ کھیل گیا مین بھی جان پر

حال تپ فراق طبیبون سے کیا کہون — پھیکا نہ ذائقہ ہے نہ تلخی زبان پر

ای آہ تو نے پھونک کی جھگڑا مٹا دیا — رٹتے سگان کوی صنم استخوان پر

درد فراق یار کی ایذا نہ پوچھیے — ہوتی ہین جیسے نزع کی صدمے جوان پر

ابرو کا بل ہی آپکو غمزہ مژہ کا ہے — پیکان تیر مین سے نہ چلا کمان پر

٧٩	عاشق اب اپنی خاک ٹھکانے لگاؤ تم بیٹھو فقیر ہوکے کسی آستان پر	١٩

وہ دانت پیستے ہین باغ مین صنوبر پر | دباؤ ڈالے لیتے ہین سرو قد برابر پہ
پڑی ہی آنکھ دم ذبح اوسکے خنجر پر | لکیرین خون کی پلکین ہین چشم جوہر پر
زمین ہی فیض ہو کشت فلک کو شل سحاب | جو رکھون دامن دریا کو دیدۂ تر پر
تمہاری خندۂ دندان نما سی حیرت ہی | ہنسی کا شک ہی مجھی موج آب گوہر پر
غضب ہی دیکھکے قاصد کو ہنس پڑا وہ بت | خدا نی آگ کو گلشن کیا پیمبر پر
یہ بعد ذبح نکالین کدورتین دل کی | کہ خاک ڈالدی خون شہید خنجر پر
وہ ناتوان ہون کہ بسن جائین استخوان بدن | تمہاری تیغ کا سایہ پڑے جو پیکر پر
برش کا تیغ کو غرہ مجھے ہی صبر کا ناز | ہر اک کو دونون مین دعوا ہی اپنے جوہر پر
فلک ہوا ہی تری چشم مست پر مائل | شکست کھائیگا شیشہ گرا جو ساغر پر
رہے نہ قید ملاقات آئین جائین مدام | جو گھر سے آپ ہماری ہم آپکے گھر پر
قیامت آئے تو ہو دادخواہ کو شادی | نماز شکر ہو دامان روز محشر پر
یہ اور بات ہی ناحق صنم جو قتل کرین | ثبوت جرم و خطا کا نہین پیمبر پر
ڈرا خدا کی قسم مار زلف یار سی ہین | یہ خوف وہ ہی جو طاری ہوا پیمبر پر
وہ بادہ کش ہون صراحی گلی کا ہی تعویذ | عوض کلاہ کے ہی جام کاسۂ سر پر
مآل مال ہی فقر و فنا ہی صاحب مال | رہیگا پاس نہ دم بھر یہ نقش ہی زر پر
گلا ذرا سا کٹا باڑہ ہو گئی میٹھی | یہ دی لہو نے حلاوت زبان خنجر پر
مرا غبار رقیبون کو سد باب ہوا | اوڑی یہ گرد کہ دیوار بن گئی در پر
یہ معجزہ ہے کہ روشن ہی بو دی کے نام | بنا ہے زرید بیضا کف تونگر پر

۸۰ — نہین ہی غیر کا محتاج فقر مین عاشق / بنا ہے موج سے اشکون کی بوریا دریا — ۱۸

ردیف ڑ

قیمت لعل لب سے دلبر توڑ — دانت دکھلا کے نرخ گوہر توڑ

خاکساری سے کر صفا حاصل — اپنا آئینہ تو سکندر توڑ

آزماتا ہے کیا ہمین او ماہ — ہو جو مرضی تو لائین اختر توڑ

ہم نہ توڑینگے خاطر ساقی — زاہدا تو نہ طعن ہمپر توڑ

تیر مژگان کا ای کمان ابرو — آزماتے ہین آپ ہم پر توڑ

سخت گوئی نکر صنم ہم سے — شیشۂ دل کو دیگا پتھر توڑ

تیر مژگان ہزار آکے لگے — سب نے دل مین کیا برابر توڑ

جذب الفت کرے جو کچھ بھی مدد — غیر سے لائین اوسکو چل کر توڑ

دل کی قیمت اگر بنی نہ یہان — دیکھنا ہوگا روز محشر توڑ

ذبح باہر چمن سے کر صیاد — نہ یہان عندلیب سکے پر توڑ

نازنین ہاتھ مین نہ موچ آجاے — بیدھڑک یون نہ تو گل تر توڑ

جان تک دینگے بوسہ لینگے ہم — اسکی قیمت کا کر لے دلبر توڑ

حرص نے دربدر یہ دوڑایا — پاؤن ڈالے مرے تھکا کر توڑ

حشر مین دیگا کیا جواب ستم — زعم باطل کو اسے ستمگر توڑ

سرزنش موذیون کو ہو نہ مفید — نکلین افعی سکے دانت دین گر توڑ

ہوتا ہے جان نثار لاکھ مین ایک — ہے متاع وفا کا دلبر توڑ

عیش دنیا کے ہیچ ہے دنبال		جان سختی سے ناز پرور توڑ
۸۱	سینہ شق کر قلق سے اے عاشق لوح دل سے طلسم پیکر توڑ	۱۶

ردیف زاء معجمہ

ہین ہفتہ دوست آتی تھی یا ایکبار روز
ملتے نہین مکان پہ اب چار چار روز

کیونکر رہون نہ آٹھ پہر بیقرار روز
یکسان رہی نہ تمسے ملاقات چار روز

گردن مین ڈالے رہتے ہین لعلون کا ہار روز
رہتا ہی اب تو خون کسیکا سوار روز

رہتا ہے خط یار کا جو انتظار روز
کاغذ بہر اور گہٹتا ہی یہ جسم زار روز

برسا ہے ابر چار مہینے کبھی کبھی
آنکھین تمام سال رہین اشکبار روز

دونی ہوئی جو ابروؤن کی پیچون کی یاد
کٹ جائینگے یہ زیست کے جلدی ہی چار روز

دن کو ہمیشہ عارض روشن کی یاد ہے
شب کو بلا سے زلف ہی سر پر سوار روز

گہی کے چراغ اتنے جلاؤن اگر وہ آئین
بنجائے روشنی ہی شب وصل یار روز

دن گن رہے ہین زندگی مستعار کے
گذرے قرار وصل کو اب بیشمار روز

بوسون کی جیت ہار مین اپنا ہی فائدہ
کیون اوس قمر سے شب کو نہ کہیلین قمار روز

طفلی سے تیری در کی اڑاتا ہون خاک مین
بڑھتا ہی چشم پیر فلک مین غبار روز

اقرار وصل کا جو کیئے شب غلط ہوا
گھٹتا ہے آپکا بھی یہان اعتبار روز

قدغن ہوئی جو مے کی تو بڑھ جائینگے فساد
تاڑی پہ اب کے سال کھینچینگے کمار روز

شام شب فراق سے یون کانپتا ہون مین
لرزہ کا جیسے آئے کسیکو بخار روز

کہاتے ہین شب کو ترک ملاقات کی قسم
پھر دن کو گھر پہ آتے ہین کیون بار بار روز

۸۲	اونکے مزاج مین ہے تلون تو رشک کیا غیرون پر التفات ہے عاشق پہ چار روز	۲۵

لیتا ہون چشم مست کی بوسے تمام روز
دور شراب ناب ہے چلتا ہے جام روز

ہرجائی ہو نہین تمہین اکجا قیام روز
پھرتے ہو آفتاب کی صورت تمام روز

غیرون کا بار بار جو لو منہ سے نام روز
تکرار میرے آپ کی ہو لا کلام روز

دن بھر تمہارے گھر مین ہے شرب مدام روز
گردش مین آفتاب کی صورت ہے جام روز

صاحب کرو سوال کہا تا کہ غلام روز
کر دیجے بوسہ ہای لب سرخ فام روز

پیر فلک کی بادہ پرستی مین شک نہین
روشن ہے مہر و ماہ کی چلتے ہین جام روز

ہے چرخ جاری سے لب بام طعنہ زن
خورشید سے لڑاتے ہو آنکھین تمام روز

کھٹکا اذان صبح کا رہتا ہے وصل مین
زاہد ہمارے نیند نکر تو حرام روز

تو وہ عزیز مصر دل کا بنا ہے
یوسف سے لیکے چھوڑ دیے ہین غلام روز

ہم پھوڑتے ہین جاگ کر آنکھین تمام شب
وہ صبح تک پلاتے ہین غیرونکو جام روز

عاشق بنا جو مجکو کسی چشم مست کا
برسون پلا ہی ہفت ہین ساقی نے جام روز

قسمت مین فاقہ مست کی ہے خوشی کہان
برسون مین عید آتی ہے ماہ صیام روز

بوسے کے سائلون کو یہ کہتے ہین دیکھکر
خالی نہین غرض سے تمہارا سلام روز

خالق ہے مہربان نہ دو گالی بخت سے
سنتے تھے وہ بھیجتے ہین پیام روز

واعظ دیا جو حرمت بنت العنب کو طول
بڑھتا گیا نظر مین مری احترام روز

ہمنے ادب سے بات تو ان سے کبھی کی
ہوتی نہین کرین جو بندا سے کلام روز

ہین تیرہ بخت دن کو گیا جن مکان ہین | نکلا سمٹ کر روزن در سی تمام روز
زلفِ دراز و عارضِ نازک کو دیکھیے | کوتاہ نصف شب ہی کہین ہی تمام روز
کی روزِ وصل یہ مرے طالع نی کوتہی | پہنچی شبِ فراق رہا نا تمام روز
جانِ حزین نے ساتھ دیا روزِ وصل کا | ہم ہوگئے اخیر ہوا جب تمام روز
راہ دہن چھپی سے ہے خطِ سبزِ یار مین | بہکاتے ہین یہ خضر علیہ السلام روز
پیری مین اپنے سوے سیہ جب ہوے سفید | ثابت ہوا کہ شب کا ہی قائم مقام روز
سودا سے زلفِ یار مین اولٹا سفر کیا | ہنگام سیرِ شب ہی تو وقتِ مقام روز
دم آئے بار زلف کی کشتے ہین ہے محال | پھونکا کرین مسیح علیہ السلام روز

۸۳ | عاشق پہاڑ ہین یہ شب و روز ہجر کے | ۱۵
کاٹی جو مرکے شب نہین ہوتا تمام روز

ردیف سین مہملہ

دخترِ رز کو لیکے نکلے بادہ خوار اکی برس | کیا لیا قاضی کو شیشے مین اوتار اکی برس
گھر سے کم نکلا ہو وہ رشکِ بہار اکی برس | مرگئے اوس گل کی فرقت مین ہزار اکی برس
قبر پر آتا نہین وہ شہسوار اکی برس | خاکسارون سی ہی کیا دل مین غبار اکی برس
جوش پر ہی ساقیا فصلِ بہار اکی برس | سیکڑون مین گس ٹپکیگی بادہ خوار اکی برس
ای جنون چاہت ضعف سے تماشہ سار اکی برس | پیرہن خود ہوگیا ہی تار تار اکی برس
لوٹیو ای ترک گلشن کی بہار اکی برس | طائرِ رنگ چمن ہیگے شکار اکی برس
وصل مین برسا ہی کیا ابرِ بہار اکی برس | ای صنم ہی مہربان پروردگار اکی برس
آگیا ہی یاد کسکا خندۂ دندان نما | برق آگر لیگی صبر و قرار اکی برس

باغ مین وس روز تک کہلا جو گنبد ایا رکی
ہی گل صد برگ پر مائل ہزار اںکی برس

قید سے کاکل ہون صدقہ نرگس بیمار کا
جسکے بدلے ہو رہا تقصیر وار انکی برس

سیل اشک چشم سی سو بار ڈوبی ہی زمین
گر پڑیگا گنبد نیلی حصار انکی برس

کار نشتر کرتی ہین پلکین ہماری ہجر مین
خون برسا دے رگ ابر بہار انکی برس

ٹالتا ہی وصل کا وعدہ وہ آنی کا نہین
ہو گئی برسون یہی کہتا ہو یار انکی برس

فصل گل مین ایکدن آجاؤ بہ بیکسی
ہے مہینون سے تمہارا انتظار انکی برس

۸۴	غیرت سرو چراغان رشک طاؤس چمن ہی تن پر داغ عاشق پر بہار انکی برس	۱۸

نہین تھی جنکے زبان و لب دہن خاموش
پڑی ہین قبر مین پہنے ہوی کفن خاموش

مثال شاعرون نے دیکھے کر دیا حیران
تمہاری چشم سخن گو سی ہین ہرن خاموش

شب وصال گذر جائیگی غضب ہوگا
خدا کے واسطے بیٹھو نہ جان من خاموش

رموز خالق عالم مین فکر بیجا ہے
نہو سکے گی کبھی تہ حجت دہن خاموش

جو معجزہ ہی قدم مین تو سحر بازو مین
صدا اچھیڑون سی نکلتی ہی نور تن خاموش

فروغ چرب زبانی سے غیر ہین ممتاز
مثال شمع جلاوینگے ہم بدن خاموش

سنو تو کیسی کھلی ہے زبان سوسن کی
کھڑے ہو باغ مین اے رشک یاسمن خاموش

تمہارے دم سی یہ سب چہچہی ہین جلسی مین
جو اوٹھو تم ابہی ہو جائے انجمن خاموش

بنین گے بت دم تقریر لاکہہ سخت کہو
سناکے نیگے ترے عاشق دہن خاموش

سنا جو ایک شکایت کا حرف عاشق سے
ہزار مرتبہ نکلا یہی سخن خاموش

رہ وہن میں ہے طرار زلف کا کھٹکا
کمین میں بیٹھے ہیں کر راہزن خاموش

شکستہ حال کی منہ سے نہیں نکلتی بات
ہمیشہ رہتی ہے وہ زلف پر شکن خاموش

وہ کم سخن ہوں کہ ہے میری پاؤں کی زنجیر
لبان سلسلۂ زلف پر شکن خاموش

خدا کے آگے گواہی قصور کی دیگا
رہیگا ایک نہ محشر میں عضو تن خاموش

زبان تیغ نہ گویا ہوئی کبھی افسوس
بغل میں رہتی ہے ہر وقت یہ دلہن خاموش

کبھی نہ کلمۂ حق سامنے بتوں کے کہا
مثال زلف ہے ناقوس برہمن خاموش

تمہارے آنے سے محفل ہے صفحۂ تصویر
یہ حیرتی ہے کہ ساری ہے انجمن خاموش

۸۵
کلام اور کا سننے میں لطف ہے عاشق
سنا چکے ہو بہت اپنا تم سخن خاموش
۱۷

ردیف صاد مہملہ

محتاج روشنی کی نہیں تم برای رقص
روشن کریگا شعلۂ آواز جای رقص

گانا ہو اسے مسیح سنو تم بہای رقص
زہرہ بھی آسکے چرخ سے گا کر بجای رقص

دل کو پکڑ کے بیٹھ گئے مبتلای رقص
گالی جو آپ باندھکے اوٹھی برای رقص

پہنچی قضا جو تمنے دکھائی ادای رقص
جو انتہای عمر ہے وہ ابتدای رقص

پھرتے ہیں اہل بزم اشارے میں آپکے
ہو ناخدا تو کشتی محفل اداسے رقص

مردونے کفن کو پھاڑکے نکلی زمین سے
ہر قطع تیری جامہ پہ اے گل قبای رقص

ایک ایک بات اوڑائی حسینوں نے آپکی
طاؤس کو عجب اور نہ آیا سواے رقص

دونا ہے لطف رقص اگر دل کو لاگ ہو
ہے نشۂ شراب محبت جلای رقص

جتنے شکستہ دل ہیں وہ دم توڑنے لگے
گھنگرو ہزاروں بولیں جو اوٹھو برای رقص

مرتے ہین بلبلین قفس مین الفت ہی رقص سی	اب ہاتھ اوٹھاو ایسی جفا سی برای رقص
جوڑا کھلا جو رقص مین کیا رنگ شب ہوگیا	تھے شاہ حسن دام مین آیا ہمای رقص
بسمل تری گلی مین دل داغدار ہو	طاؤس کو چمن مین مبارک ہو جای رقص
توڑے ہی ہزار رقص مین لیتے ہین سیم تن	ہم ناچ گھر کو کہتے ہین دولت سرای رقص
تیلی بھی رقص کرتی ہی تار نگاہ پر	جس روز سے کہ آنکھ ہوئی آشنای رقص
دامن بنت سی شعلہ جوالہ بن گیا	ایسا نہو کہ دور مین تیری جلای رقص
بیجا نہین بہار مین رندون کو واسطے	زاہد کے بھی دماغ مین ہوگی ہوای رقص

۸۶	عاشق بہ ابتدا ہی جو کرتے ہین لاکھ خون انجام کار دیکھیے کیا رنگ لای رقص	۲۳

ردیف ضاد

اپنے کوچے کا تماشا ہون آپ سرزن کی عوض	سر ہتیلی پہ لیے پھرتا ہون دشمن کی عوض
اوس صنم کا حسن ہی معجز نما نام خدا	آتے ہین بت پوجنے کو خود برہمن کی عوض
کوہکن کی بیکسی پر رحم آتا ہے مجھے	قہقہے کبک دری کرتا ہے شیون کی عوض
میری جرأت پر ملیگا رستم دستان سے ہاتھ	جامۂ تن ہے فقط مقتل مین جوشن کی عوض
سیلی ہی کا کوئی شیشہ توڑتا ہے محتسب	سو گلے کٹ جائینگے جب ایک گردن کی عوض
لو لگی تھی دل سے جو اوس شعلہ رو کی بزم کی	جل گیا میری کنول مین جان روغن کی عوض
صاف طینت دوسرا مجھسا نہتا آفاق مین	ہڈیان میری جلا کر لیجیے منجن کی عوض
روشنی میرے سیہ خانے مین تل بھر بھی نہین	حلقہ ہای چشم نابینا ہین روزن کی عوض
استخارہ قتل پر میرے اگر منظور ہے	دیکھیے مالا سمرنی کا ہی سمرن کی عوض

ایک شب بھی وصل کا وعدہ وفا ہوتا نہین
عمر بھر پچتاؤ گے دو دن کے جوبن کی عوض

ضعف سے سر جھک گیا وحشت مین جو ہین قدم
طوق میرے پاؤن مین پہناؤ گردن کی عوض

دل جو توڑا سیکڑون کا ہاتہ کیا آیا اسے
توڑ دیتے قاضی کا سر شیشے کی گردن کی عوض

بیٹھیے آکر جھروکون مین اوٹھا دیجیے حجاب
پردہ آنکھون کے لگا دونگا مین چلمن کی عوض

چاک سینے کو کیا جائے گریبان باغ مین
پہاڑ ادہر دشت کا صحرا مین دامنکی عوض

انتظار یار کب تک تیس دن جیتا ہے کون
سوت مجہ گریبان کی آتی کاش سانسونکی عوض

دل نہیت بہتا ہے قابو مین کسی کے درد سے
حال میرا کیسا ہے دوست دشمن کی عوض

جہانکنے دو روزن در سے بار کر تی ہو عبث
سیکڑون خنجر پڑینگے ایک روزنکی عوض

دشت و دریا کوہ عریانی مین وحشت نے دکھاے
کسقدر دامن ملے ہین ایک دامن کی عوض

جہانکنے کو مین نے جب روزن کیا دیوار مین
تیر باران کرتے ہین وہ ایک روزن کی عوض

حاسدون کو قتل کیجیے عاشقونکا کیا قصور
دوستون سے آپ کیون لیتے ہین دشمن کی عوض

سیکڑون ہین دیکہکر شیشے کو حیرت ہو گئی
قہقہہ کرتا ہے کیون وہ نہی شیشون کی عوض

خنجر قاتل کا بوسہ مانگتا تہا وقت قتل
اب زبان ہو واسطے کٹتی ہے گردن کی عوض

۸۷ | غور سے دیکھین اگر ٹکتے ہوے عاشق کے زخم
اونکی مژگان ٹوٹ کر رہجاے سوزن کی عوض | ۹

ردیف طا

کل بھی نہ آؤ گے نہین کہتے ہین ہم غلط
وعدے ہین جھوٹ آپکے قول و قسم غلط

تدبیر وصل یار سوا اور کچھ نہ کہ
ناصح وہ بات کہہ کہ ہمارا ہو غم غلط

صورت دکھا دیا ہے جو مصحف کو درمیان
آیا خدا سے عہد کیا ہے صنم غلط

ہو جان سے عزیز اگر سر بھی کاٹ لو
میں کھاؤنگا نہ آپ کے سر کی قسم غلط

کرتا ہوں روز صورتِ حال اوس سے میں بیان
تصویر ردی یار سے ہوتا ہے غم غلط

ہمت کے ہے خلاف جو دینا جواب کا
سائل سے وعدے کرتے ہیں اہلِ ہمم غلط

مانند صفر دہر میں خالی شکم رہا
قسمت میں میری رزق کی تھی سب رقم غلط

کیا قدرداں ہو سکے ذرا انصاف آپ سے
سچے ہیں غیر عرض کریں جو کہ ہم غلط

عاشق یہ بیخودی میں شبِ ہجر کاٹ دے
ساقی پلا شراب کہ ہو جائے غم غلط

١٨

ردیف ظائے معجمہ

سر جھکتے ہیں یہ اوسکی ہے شمشیر کا لحاظ
سینے ہدف بنے ہیں یہ ہے تیر کا لحاظ

بیت الصنم کا طوف پرستش صنم کی ہے
حکم خدا ہے کعبے کی تعمیر کا لحاظ

گو خاک میں یہ میری جوانی ملا چکا
مجکو ہے آج تک فلک پیر کا لحاظ

پل میں مٹاؤں دفتر عالم سرشک سے
پر اپنے ہے نوشتۂ تقدیر کا لحاظ

اقرار کل تھا وصل کا انکار آج ہے
کیجے ذرا تو پہلی بھی تقریر کا لحاظ

تم تک نہ آنچ آئیگی عالم اگر جلے
دیکھو ہماری آہ کی تاثیر کا لحاظ

سر پہ رہا نوشتۂ تقدیر کی طرح
ایسا تھا حکم قتل کی تحریر کا لحاظ

ہے روز و شب کا فرق جو خورشید و ماہ میں
ہر اک کو دوسری کی ہے تنویر کا لحاظ

بت ہم سے پھر گئے تو خدا مہربان ہے
بندے ہیں جسکے اوسکی ہے تقدیر کا لحاظ

بنتا ہے سرمہ غبار درِ یار پہ قدم
خاکِ شفا کا پاس ہے اکسیر کا لحاظ

صیاد منہ کو پھیرے ہے سر کو جھکائے صید
قاتل کا وہ لحاظ یہ نخچیر کا لحاظ

وحشت مین توڑ ڈالتی ہوتا جو دسترس	کرتے کبھی نہ عرش کی زنجیر کا لحاظ
لذت سوال یار کی پوچھو کلیم سے	رہتا نہین جواب مین تقریر کا لحاظ
مطلب ہی نقد داغ سی مجکو نہ دشت سی	وحشت مین ہی نہ مال نہ جاگیر کا لحاظ
سیدہی نگاہ یار نہ مانی سی کھنچ سکی	حیرت مین ہی وہ دیکھہ سکے تصویر کا لحاظ
پابند ہے یہ سلسلۂ حکم یار کا	دست جنون کو رہتا ہی زنجیر کا لحاظ
اظہار بھی گناہ کا کرنا گناہ ہے	اللہ کو ہے بندہ کی تقصیر کا لحاظ

٨٩	عاشق یہ لطف دوستی اہل بیت ہے دوزخ کرے گا صاحب تقصیر کا لحاظ	٩

ردیف مین شمع

یہ روئی کہ اشکون سی بہرا ہی لگن شمع	فریاد کرے کیا نہین گویا دہن شمع
پروانی یہ لپٹے تھے جلایا ہی تن شمع	شب کو سر پروانہ کا تھا پیرہن شمع
جل جاتی ہین پروانی جو عریان ہو تن شمع	ہی پردۂ فانوس او نہین پیرہن شمع
کیا جلتی ہی خاموش یہ پروانی کی غم مین	گویا ہی زبان شعلہ نہ نکلا سخن شمع
پروانون کی خونریزی ہی ہی بزم مین محبوس	ہی رشتۂ فتیلے کا بجائے رسن شمع
کل بزم مین ہر شمع سی پروانی جلا کہ	مقتل تہا شہیدون کا تھی انجمن شمع
یہ سنج بہو کا سا بدن اور کہان یہ	ہی چربی کا پتلا تری آگی بدن شمع
ہی سوز یہان اور وہان خانۂ شیرین	رلواتی ہی کیا شمع کو یاد وطن شمع

٩٠	سوز غم فرقت نے ہمین ایسا گھٹایا گھل جاتا ہے جس طرح کہ عاشق بدن شمع	١٠

عریان تنی مین رکہی ثابت وفای داغ
اوتری نہ گل کی بھی مری تن سی قبای داغ

سودا ہمارا جاے جو صبح وصال ہو
مرہم سفیدۂ سحری ہو برای داغ

بھرلایا زخم مرہم زنگار خط سبز
کافور نور رخ ہوا تیرا دوای داغ

مجہ دل جلے کی خاک سی بننے لگی چراغ
مرنے کی بعد دل سی نہ نکلی ہوای داغ

آماج گاہ تیر ستم ہی یہ دل فگار
ناسور بھی جگر مین کئی ہین ورای داغ

سینے مین گل کہلائیگا ان گلرخون کا عشق
سودا ہی زلف لائیگا سر پہ بلای داغ

ہون تاجدار ملک جنون ہی یہی دعا
سر سے مری جدا نہو ظل ہمای داغ

دکہلاؤ منہ جلے کو جلانے سو اور کیا
الفت مین کیا ملا ہمین تمسی ورای داغ

پہونکا چمن کو خرمن گل پر گرائی برق
گلشن مین جب بیان کیا ماجرای داغ

تہا جوش عشق ساتہ جوانی کی اب کہان
خواہش بدن کو گل کی نہ دل مین ہوای داغ

ساری ہی میری وحشت دل ناصحا سرک
سودائی ہو لگی جسے میری ہوای داغ

خورشید حشر کو ہو چکا چوند دیکہ کر
میری سیاہ خانی مین یہ ہی ضیای داغ

تن پہنکے ہا ہی قبر مین ورنہ کفن کہین
لیجائی آسکے ساتہ کفن کی قبای داغ

۹۱	سودا ہوا ضرور کسی مہ جمال کا عاشق جو تن پر آپ کی ہین چاند جای داغ	۱۵

کیا دل جلون کی سینے کا مرہم مٹای داغ
ناسور ہو جگر مین جو تن پہ سہو جای داغ

ایذا قبول غیر کا احسان ہے ناگوار
چہڑکون نمک جو منت مرہم اوٹہای داغ

دیوانہ تہا جو ایک فسون گر کی چشم کا
پریون نے میری آنکہون سی آکر لگای داغ

روز ازل سے ہمکو ہے سودائے گلرخان
لائے کی طرح ساتھ عدم سے ہین لائے داغ

جل جلکے جان جائیگی آخر کو ہجر مین
منصف ہو ایک دل یہ کہانتک اوٹھائے داغ

گل ہے چراغ زیست یہ روشن ہین بعد مرگ
تاریکی لحد مین مرے کام آئے داغ

ہم تم چلین جو ساتھ تو مٹ جائے رنگ باغ
گل سے رخ آپ لالہ سے بندہ لڑائے داغ

اوس گل بغیر آتش گل نے جلا دیا
بدلے گلون کے ہمنے چمن سے اوٹھائے داغ

تا صبح ہم چراغ کے مانند جل بجھے
فرقت کی شب یہ داغ کے اوپر اوٹھائے داغ

کام آئی ایسے شافع امت کہ یک قلم
عصیان کے میرے صفحۂ دل سے مٹائے داغ

گل ہاتھون پر دیے تری چھلون کی یاد مین
دل پر تمہاری چوڑیون کے غم مین کھائے داغ

مر مر کے روز ہجر کٹے پوچھتے ہو کیا
صدمے سے جگر کو جلایا اوٹھائے داغ

تیز اب رکھون زخم جو مرہم پذیر ہو
خود آگ سے جلاؤن جو خشکی پر آئے داغ

اوس شعلہ رو کی عشق مین پروا نہین مجھے
بھڑکے جگر کی آگ کلیجہ پکائے داغ

۹۲

ہمسے جنون عشق چھپاتے ہو کس لیے
بیوجہ عاشق آپ نے دل پر اوٹھائے داغ

۲۱

پھر جائیگی سخن مین بھرا ہے گزاف صاف
یا تون سے دم نظر سے کھلا انحراف صاف

چہرہ ہے بدر صاف تو زہرہ ہے ناف صاف
مژگان یار چرخ کی جھاڑو ہے صاف صاف

کرتے تھے تن کو کافرون کے ایک وار مین
تا ناف دو نبیرہ عبد مناف صاف

اک اک مژہ سے یار کی سینہ ہے چاک چاک
جیاتے جس طرح ہو قلم مین شگاف صاف

دھوکا ہے شاعرون کو جو اونکے دہان مین
کرتے نہین کلام بے اختلاف صاف

مجکو جو ایک آئینہ رو کا خیال تہا
مغلق تہی گو زمین کہی شعر صاف صاف

صاحب مری طرف سے تکدر نہ چاہیے
بندہ کرے گناہ کا جب اعتراف صاف

ثابت ہی ماہ نو سے تمہارا عروج حسن
ابرو کی تیغ کا ہی فلک پر غلاف صاف

وہ بت ہزار مرجع عالم نظر پڑا
اسلام و کفر کا ہوا اختلاف صاف

اعضای تن سے نور کا دریا ہی موج زن
گرداب بحر حسن و صفا ہی وہ ناف صاف

گر وصنم پہر اتو مکدر ہے شیخ کیون
حج کر لیے کیا ہی ابہی سے طواف صاف

کیا انقلاب ہی کہ مکدر ہوی ہین دوست
جنکو غبار تہا وہ ہوی برخلاف صاف

دل مین غبار ہو تو صفا تن کی ہی عبث
اندر بہری ہی خاک ہوا گو غلاف صاف

لیتا ہون اپنے ساقی مہوش سے صاف ہین کام
مانگون جو درد دیتا ہی وہ برخلاف صاف

کچہ بیسجیے تو سمجہون کہ دل مین نہین غبار
مدت کے بعد پہر ہو رہ اتحاف صاف

چہایا جہان کو یہ مرے دود آہ نے
خورشید حشر کا ہوا انکشاف صاف

کرتے جو ہو وضو گل رخسار پوچہ لو
پانی ہوا عرق کے سبب سے مضاف صاف

بہکا طریق عشق مین مین خاکسار کب
تمنے رہ وفا سے کیا انحراف صاف

منہ پیٹتا ہون یاد جو فرقت مین آتی ہین
وہ گوری گوری ہاتہ وہ رخسارے صاف صاف

تیغ علی سے کافرونکے دل مین تہی غبار
کردیتی تہی صفون کو وہ روز مصاف صاف

۹۳	عاشق بجز خدا یہ بتون مین صفت کہان دم بہر مین جو گناہ کرے سب معاف صاف	۱۷

وصال یار اگر حشر پر رہا موقوف
مریض ہجر نے کی پاس سے دوا موقوف

وفور گریہ مین نالی نکر ذرا موقوف
غضب ہی مینہ مین اگر ہوگئی ہوا موقوف

ہمارے وحشت خطرناک مین نہ آ مجنون
کہ مدتون سی ہوا ہی یہ راستا موقوف

عجب طرح کا لگا روگ سب کو ہوا ہی ین
بتون کی یاد کو دل سی کری خدا موقوف

مین کیا تمہاری صفائی کا اعتبار کرون
وہ کون بات بڑہائی وہ کیا کیا موقوف

وفور خلق سے دیوار قد آدم ہے
گلی مین یک نظر کا ہی راستا موقوف

یہ عہد ہم سے لیا جب کیا ہی وعدہ وصل
نہ آئی حرف شکایت رہی گلا موقوف

نقاب اوٹھائی تری رخ سی بادہ نوشی ف
وفور نشۂ مے سی ہوئی حیا موقوف

پہنچ گئے تھے ہمانے سی دادخواہون کے
ہمین جو دیکھا تو دربار کردیا موقوف

کیا ملاحظہ جب بند نوملازمون کا
ہمارے نام کو دیکھا تو لکھہ دیا موقوف

مریض عشق کی بچنے کی کون صورت ہے
غذا مہینون سے ہی ترک اور دوا موقوف

جو ہوگا لقمۂ ثعبان زلف سب عالم
دہان گور کی ہوجائیگی غذا موقوف

ہمیشہ دل مین مری داغ عشق جلتا ہے
نہوگی روشنی خانۂ خدا موقوف

الہی دور بخیلون کا جا ہی دنیا سے
کرین جو ایک ملازم ہزار ہا موقوف

اسی امید مین جیتے ہین دم فنا ہوجای
ابہی جو وصل کا ہوجای آسرا موقوف

بساط جسم مین اک مشت خاک رکھتے ہین
ہماری ہڈیون پہ رزق ہی ہما موقوف

۹۴	سنا جو آپ کو رہتا ہے خوف بدنامی بیان عشق بہی عاشق نی کردیا موقوف	۱۸

ردیف قاف

دلبر تمہاری نقش ہوا ہی بیان شوق
کار قلم دکہاتی ہی میری زبان شوق

وہ آپ دوڑے آئیں اگر جذبِ دل دکھاؤں
اوٹھنے لگوں کروں میں اگر امتحانِ شوق

سینے میں داغ نبض میں تپ پاؤں پر ورم
سر میں جنون ہے خانۂ دل ہے مکانِ شوق

قاصد زبانی کہیو بیان کام ہے تمام
تحریر سے تمام نہ ہوگا بیانِ شوق

نیند آئی تمکو نکلیں مرے دل کی حسرتیں
سن لو جو وقت خواب کبھی داستانِ شوق

ہے جستجوئے منزل مقصود کوئے یار
نالہ جرس ہے سینہ میں ہے کاروانِ شوق

قاصد کی شکل بنکے چاہیں لیکے خط کو آپ
پیغام بر سے ہو نہیں سکتا بیانِ شوق

سینے پر آج ہاتھ وہ رکھتے ہیں بار بار
پاتے ہیں میرے دل کی تڑپ سے نشانِ شوق

سب خود غرض ہیں بندۂ بیدام ہیں ہمیں
الفت کو آزماؤ کرو امتحانِ شوق

بہتا ہوں کوئی یار کو طوفان اشک میں
ہو ناخدائی کشتئ تن بادبانِ شوق

اس تیر کا نشانہ نہیں جز دل حبیب
سقف فلک کو توڑ نہ کیونکر فغانِ شوق

جلد آئیے تمام شب انتظار ہے
اب جان دیگا یاس ہے نیم جانِ شوق

نکلے کی جان میری نہ نکلے جو گھر سے تم
منظور ہو تو کر لو ابھی امتحانِ شوق

باتوں میں ہم رولائیں ہنسائیں لطیف سے
سینے ہمارا قصۂ غم داستانِ شوق

سلطان ملک عشق ہوں کہتا ہوں فصیح غم
دل درد کا خزانہ ہے سینہ ہے کانِ شوق

کچھ منہ سے گو حجاب کے مارے نہ کہہ سکے
بے چین ہو گئے وہ سنی جب فغانِ شوق

گستاخ ہو نہ ہاتھ اوٹھاؤ کھینچو نقاب
سو بار آپ کر چکے ہیں امتحانِ شوق

۹۵	عاشق بگڑ نہ جائے وہ نازک مزاج ہے لب پر نہ آئے آہ نہ نکلے فغانِ شوق	۲۰

ٹوٹ گئی سقف فلک ہمت مردانۂ عشق — توڑینگے عرش کی زنجیر کو دیوانۂ عشق
سخت پتھر سے سوا ہے دل بیگانۂ عشق — سنگ میں نشو و نما خاک کرے دانۂ عشق
ضعف میں سجدہ کرینگے مجھے دیوانۂ عشق — جھک گئی بھوؤں کا محراب در خانۂ عشق
جسکو دیکھا وہ ہے سرشار مئے الفت سے — دورۂ چرخ ہے دور خط پیمانۂ عشق
ساتھ الفت کے ترا خوف سمایا دل میں — دوسری اور بلا ہو گئی ہمخانۂ عشق
آج پوری ہے کرامات تو بے عقلوں میں — حال کہتے ہیں یہ پیروز کا دیوانۂ عشق
حسرت مملکت حسن میں سب جلتے ہیں — شمع لکھوا کے نہیں لائی ہے پروانۂ عشق
کیا ضرر ہو جو چمن سے نہ اوٹھا دے صیاد — بید مجنوں کے رہیں سائے میں دیوانۂ عشق
ہر گھڑی آتے ہیں زہاد نصیحت کرنے — مجکو اپنا سا بنا دینگے یہ بیگانۂ عشق
غم مرض یاس تڑپ موت لحد دشت عدم — کوئی بیخوف نہیں منزل ویرانۂ عشق
حال دل کہتا ہوں تو پہلو سے اوٹھ جاتے ہیں — بخت سو جاتا ہے سنکر مرا افسانۂ عشق
اپنی وسعت کا سمندر کو بڑا ہے غرّہ — حال کھل جائے چھلک جائے جو پیمانۂ عشق
جام سے دل کے کھلے حال جہاں تو ہے کمال — مدتوں جم کو پڑا یا خط پیمانۂ عشق
بعد مدت کے ہوئی الفت خال ابرو — آب شمشیر سے سرسبز ہوا دانۂ عشق
دیکھیں محشر میں وہ سرسبز کسے کرتا ہے — لوگ تو تخم عمل بوتے ہیں ہم دانۂ عشق
رقص طاؤس فلک کا جو تماشا دیکھو — دل پر داغ اڑے نعرۂ مستانۂ عشق
منزل گور میں اوتریں تو فراغت ہو جائے — دشت میں دم نہیں لیتے کہیں دیوانۂ عشق
لیں جو اوس شعلۂ عارض کی بلائیں شب وصل — بن گئی ہاتھ ہمارے پر پروانۂ عشق

	دل کی منزل مین نہوتا تو نہ ٹہرسکتی تقصیر	تجہسے ای مہر لقا ہی شرف خانۂ عشق	
٩٦	نخل الفت دل سوزان مین ہی عاشق سبز	آپ کی بہار مین جہونکا تہا عبث وا مۂ عشق	١٥
	جل جلکے تپ غم سی فلک کون ہوا خاک	ماتم ہی یہ کسکا جو اوڑاتی ہی صبا خاک	
	ہم ہوگئے آخر نہ طبیبون سی ہوا خاک	زہر غم فرقت پہ اثر کرتی دوا خاک	
	کیا پیر ہوے ضعف سے اک طفل کی غم مین	جینے تو اوٹہایا نہ جوانی کا مزا خاک	
	پروا ہے غم عشق نہ کچہ قدر وفا ہی	درد دل بیتاب سناؤ تمہین کیا خاک	
	کیونکر نہ جلاتا ہمین داغ غم احباب	کیا کیا نہ ہوی اپنے عزیز و رفقا خاک	
	افسانہ دم صور سرافیل سے مجہکو	تاثیر کریگی دم عیسے کی ہوا خاک	
	ہی گرد کدورت یہ بہری شیشۂ دل مین	نکلیگی مرے سینے سی بہی آہ کی جا خاک	
	وہ زار ہون گرپڑتا ہون جہونکے مین ہوا کی	دب جاؤن جو تہوڑی سی بہی لاے ہوا خاک	
	دل خاک کی تیلون سی لگانا نہین اچہا	ہو جائینگے اک روز یہ پہر بعد فنا خاک	
	مُردی کی طرح گرد کدورت مین اٹہا ہون	جینے کا مزا فرقت جانان مین ہی کیا خاک	
	ای دیدۂ تر چشم امید اور بہی ہوتی	جب کوچۂ دلبر سے اوڑاتی نہ ہوا خاک	
	ہشیار ہو مسکن ہی ترا ایکدن اس جا	ہر شخص کی یہ قبر کی دیتی ہی صدا خاک	
	وہ سوختہ طالع ہون کہ خرمن مین لگی آگ	دانہ مری قسمت کا کری نشو و نما خاک	
	بیماری فرقت سی یقین ہی نہ بچون گا	ملتی ہی در یار کی کب بہر دوا خاک	
٩٧	جا کر در آقا کو نہ آنا کبہی عاشق ہو جائیگی اک روز تری خاک شفا خاک		٢٣

بلبل کیطرح اوڑ کے نہ آ آئی چمن تک
پہنچا نہ کبھی ہاتھ ترے گل سے بدن تک

شیرینی لب تیری ملاحت نے مٹادی
آئینہ جو دیکھا تو ہوا شور دہن تک

دلچسپ ہے کیا ابکی برس رونق گلشن
پرواز کی خو بھول گئے مرغ چمن تک

بدنام کیا آپکو اب دل شکنی نے
محبوب رہے خوب رہے عہد شکن تک

نافونکو تری زلف کی بالون مین بساتے
یہ مشک پہنچتا جو کبھی ملک ختن تک

وہ آپکو کنعان کے کوئین مین نہ گرانا
یوسف کو رسائی نہوئی چاہ ذقن تک

ہو شمع کے شعلے مین اگر سوز ہمارا
پروانے کی صورت ابھی جل جاے لگن تک

جراح کوئی تازہ جراحت کو نہ ٹانکے
دیتے ہین لہو میرے ابھی زخم کہن تک

پھر جائینگے ہم غیر کی تقلید نکیجے
عاشق تھے تری چال کی بیساختہ پن تک

مجنون کو بیابان مین ہمارا ہے تجسس
آوارہ وطن جاتی ہین آوارہ وطن تک

گھیرے ہین بہت راہ مین غربت کی بلائین
مشکل ہے پہنچ جائین سلامت جو وطن تک

یہ وحشت گیسوے معنبر کی ہے تاثیر
آتے ہین مجھے سونگھنے صحرا کے ہرن تک

مرکر یہ مٹا زور مرے دست جنون کا
اس ہاتھ سے ٹوٹا نہ کبھی تار کفن تک

تقدیر نے وحشت مین بنایا وہ گھر اپنا
کانٹا ہو جسے دشت مین گرمی سے ہرن تک

وہ کون ہین کہتے ہین جو فرقت کی کہانی
نکلا نہ مرے منہ سے شب وصل سخن تک

کیا داغ جنون مٹتے مری جامۂ تن سے
بیداغ میسر نہوا مجھکو کفن تک

عالم مین کوئی تازہ جوان ایسا نہوگا
جھک جھک کے جسے تاکتا ہے چرخ کہن تک

شکوہ نہین غربت مین کسی نے جو نہ پوچھا
بیزار ہین صورت سے مری اہل وطن تک

دل توڑ دیا دوست نے مژگان نے ہمارا — قسمت نے پہونچنے نہ دیا تیر فگن تک
پیری نے یہاں تک چمن حسن کو لوٹا — باقی نہ حسینوں کی رہی صوت حسن تک
برپا ہوا اک عالم بالا مین تزلزل — فریاد نہ پہنچی تھی ابھی میرے دہن تک
چھریکو ترے غیر کے بوسون نے بگاڑا — داغی نظر آتا ہے مجھے سیب ذقن تک

۹۸
یہ پیچ نے زلفون کے ڈرایا مجھے عاشق
چھوٹتا نہین مین جان سے بازار رسن تک
۱۱

ردیف گاف

کہتے ہین جان سبزہ رنگ غیر رو و کلان سبزہ رنگ — فخر بتان سبزہ رنگ ہے وہ جوان سبزہ رنگ
کیسا لبون کا بوسہ تھا غم ہوا جی کو جانیکا — سم تھا ہمارے حق مین کیا آپ نے ہان سبزہ رنگ
عکس پڑا تھا کانونکا سبز ہوے نہال جو تھا — دیتا تھا دہن کا طوطی کا زاغ گمان سبزہ رنگ
ہوری چمن مین کھیلتے تھے پہر گئے یہ رنگو نسے — بہتا ہے بدلی پانی کے آج یہان سبزہ رنگ
چپ ہین ستم کو کرنے سے دیکھ لہو کو ڈرتے ہے — ہوگئی میرے مرنے سے لال زبان سبزہ رنگ
طالب بوسہ ہون مین جو اسینے مین خموش ہین غبار — زہر ہے مجکو خط یار مشک فشان سبزہ رنگ
غیرت گل ہین دونون گال قد ہے وہ طوبی کا نہال — تیغ کی رگ کی ہے مثال موے میان سبزہ رنگ
سنتے ہین سبزے کانون کو جھکے زیادہ گالون سے — سبزے ہین سب کو بڑھکے دیکھیو نہ بیان سبزہ رنگ
پان چبا کے ایک ابھی تیز ہے بات اونکی — فلفل سرخ اثر مین تھی منہ مین پان سبزہ رنگ
دیتا ہے موسمی بہار سبزے کی نشہ کا اوتار — سبزہ ہے یہ لب جو ہین ہوا سبز خطان سبزہ رنگ

۹۹
عاشق کیجے اونسے ڈر سایہ سے جنکے ہے حذر
زہرون کی ساری ہین شجر طفل و جوان سبزہ رنگ
۲۵

ردیف اللام

زلف مین تیرے نہ کیون ہو ہی زندان آج کل
خوف سی تہمتی نہین رو دن نگہبان آج کل

دامن صحرا گریبان تن عریان بنے
اہ جنون اتنی اوڑا خاک بیابان آج کل

عشق پہر تازہ ہوا اک غیرت بلقیس کا
پاس ہی اپنی بہی سامان سلیمان آج کل

پہاڑ کر کپڑی لگا دی دامن صحرا مین گوٹ
کار سوزن کرتی ہین خار مغیلان آج کل

گز بنایا ہی زمین کا جوش سودائی ہمین
ناپ ڈالی ہین بیابان سی بیابان آج کل

پاؤن سی سر اوٹھ نہین سکتا ہمارا ضعف تن
ہی گریبان دامن اور دامن گریبان آج کل

نغمہ پیرا ہی نہین اب کوئی باغ دہر مین
بلبلون سی ہو گیا خالی گلستان آج کل

غم گیا وحشت سی داغ اے دل علاج داغ ہی
داغ سودا سی مٹی داغ عزیزان آج کل

آتش تر تیز وہ اے ساقی گلرنگ لا
بادہ خواری ہین کٹی فصل زمستان آج کل

تیرا دیوانہ نظر بند اسی پری رو ہو گیا
دور پریون کا ہوا دیوار زندان آج کل

کاٹی ہین جل جلکی راتین انتظار یار کی
سر سی پا تک ہو گیا سرو چراغان آج کل

جسکو دیکہا ہی فلک کی رنج سی خالی نہین
خوش نہین پایا کوئی جز زخم خندان آج کل

قامت و ابروی جانان کی الف بی یاد ہی
جانتا ہون قیس کو طفل دبستان آج کل

شعر کیا موزون ہو کوئی قامت موزون بنا
مرغ گلشن تک نہین دیکہا غزلخوان آج کل

غم نہین پنہان نشان دست قاتل جان کر
مجکو خوش کرتی ہین میری زخم خندان آج کل

ہونٹ دانتون سی چباؤ کی اذیت کیا نہین
کان سوتی کی دکہاتا ہی بدخشان آج کل

دور ایسا ہی خدائی مین بتان ہند کا
ہی مکافات گنہ قتل مسلمان آج کل

نرم گوئی اختیار اپنا ہی دوران سی جو کی
سنتی ہین اپنی ہین بن دانستہ ندان آج کل

پنڈلیون تک آب خجلت مین پری و غرق ہین
آفتاب حشر ہی وہ روی تابان آج کل

ہی دوالی چشم سی لخت دل سوزان گرین
خانۂ زنجیر کو کیجے چراغان آج کل

روی روشن سی ذرا الٹو نقاب ای سرو مہر
گر میسون پر ہی بہت خورشید تابان آج کل

پیٹ پر سیلی کی بالون کی نمو ہونے لگی
ہوگی چشم جوہر آئینہ حیران آج کل

نرگس شہلا سی بھی وحشت ہی یاد چشم مین
ہمکو دکھلاتا ہی کیا آنکھین گلستان آج کل

دشت مین منزل مسافت ہی قدم کی ضعف سی
ہین مناری کوس کی خار مغیلان آج کل

۱۰۰ وصل عاشق سے تمہارا حسن پکا ہو گیا
سرخ بوسون سی ہوا سیب زنخدان آج کل ۱۸

ایسا ہزار بار کھلا کب چمن مین گل
غنچہ ہی خامشی مین دہن بہر سخن مین گل

ہین جسم کی چمک سی جواہر بدن مین گل
بازو پہ آکے مل گئی ہیت نورتن مین گل

لب پر جو عکس رخ ہی تو رخ پر ہی عکس لب
نکلے عقیق باغ مین پیوستہ یمن مین گل

اک گلبدن کی وصل مین شادی سی جان دی
سہرہ بناؤ گوندہ کی تار کفن مین گل

باتون مین پہول جھڑتی ہین آواز خوش کی سات
ٹنکے پروئے رشتۂ صوت حسن مین گل

گیسو مین آج ہار نہ لپٹے سبب ہی کیا
مشاطہ کی خطا سی نہ پہنچی شکن مین گل

اوس گل کی چال باد بہاری سی کم نہین
بنجاتی ہی بسنت کی کلی پیرہن مین گل

ہر صبح ہار کہول سے کنگہی اگر نہو
بنجائین مشک نافہ سے کی شان مین گل

دو گے جو ایک پہول مرے آگے غیر کو
ہووے گا آج کوئی نیا انجمن مین گل

بجھ جاتے ہین حسین ترے منہ کو دیکھکر
ہوجاتی ہین چراغ تری انجمن مین گل

گلچین کی یاد خشک کرے آہ عندلیب
اہکو برس تھی پہولین خوشی سی چمن مین گل

سینے کی داغ دل کو نہ کیون کر عزیز ہون
مشہور ہے کہ خار ہین اپنے وطن مین گل

اسد رجہ مدحت گل رخسار سی ہی خوش
ہی پہولکر زبان ہمارے دہن مین گل

خوشبو جو بوسۂ گل رخسار سی ہی مست
دانتون کی جا بہری ہین ہمارے دہن مین گل

دنیا کی نیک و بد سے رہا مجکو احتراز
غربت مین دیکہی خار نہ سونگہی وطن مین گل

کنٹھی کے دانے پہوٹی ہین جوش بہار سی
ناقوس ہو گیا ہی کف برہمن مین گل

دکہلایا رنگ یہ لب لعلین کی عکس نے
خال سیہ کا داغ ہی سیب ذقن مین گل

۱۰۱

عاشق بہار پہول کے ہارون کی مٹ گئی
اوس گلبدن کی ملگئے رنگ بدن مین گل

۲۶

فصل منیخواری ہی دیکہو رنگ گلشن آج کل
ٹپکا پڑتا ہی رخ ہر گل سی جوبن آج کل

عکس افگن ہی کسیکا روی روشن آج کل
لو گل خورشید سی پہولا ہی گلشن آج کل

سوز ہی رونق فزاے خانۂ تن آج کل
سب تن کی استخوان مین شمع روشن آج کل

آہین کرتا ہون جو تیرے ہجر مین اے ماہرو
مثل انجم پڑ گئے ہین چہت مین روزن آج کل

خود ستائی سی بتون کا عرش پر پہنچا دماغ
ہین گردون بنگئے طفل برہمن آج کل

رخصت فصل بہاری ہی قیامت آگئی
صور اسرافیل ہی بلبل کا شیون آج کل

سینے کو دلکو لو لگی ہی اک چراغ طور سے
خون تن مین جل رہا ہی مثل روغن آج کل

سیل خون مین تیرتی پہرتی ہین سر عشاق کے
موج زن ہی آب ہن تا بگردن آج کل

بے حجابی ہین ہوا دارون کی وہ سنتی نہیں
روی روشن ہی چراغ زیر دامن آج کل

شعلہ رو ہے دل جلون کو قتل سے قاتل کی تیغ
شمع روغن جل رہا ہے آب آہن آج کل

پرتو گلہاے رنگین کی ہوا پر نقش ہین
بن گئے زاغ و زغن طاؤس گلشن آج کل

جھومتی ہین موج نکہت سے در و دیوار باغ
لڑکھڑاتے چلتے ہین مرغان گلشن آج کل

گل کھلے ہین دانہ تسبیح زاہد پھوٹ کر
غنچہ ہاے گل ہین ناقوس برہمن آج کل

رہزنی کرتی ہین زلفین اوس مسیح وقت کی
لٹتی ہے راہ سواد شہر لندن آج کل

زاہدان خشک بھی پھسلے تری تقریر پر
چکنی باتون سے ملا وہ تو فرو روغن آج کل

ماہتابی آپکی بے چاندنی دیکھی نہین
چادر سہ ہے نقاب روے روشن آج کل

آستینون دار کرتی تھی کوئی محرم نہ تھا
چھپ نہین سکتا ہے نامحرم سے جوبن آج کل

بعد بربادی ہوا ہم خاکسارون کا ملال
کچھ مکدر ہو گیا ہے روے روشن آج کل

بے حفاظت کے کر وہ قتل پرستی نہین
حلقہ ہاے زلف کا پرتو ہے جوشن آج کل

اندنون سو بار چھوٹی ہین نہین اس راہ سے
کیچلی جھاڑے ہوے ہے مار رہزن آج کل

مژدہ اے دل عشق بازی اب بہت آسان ہے
ہنسنے کم دیکھے حسین پاکدامن آج کل

گھر مرا جلتا ہے سوز نالہ ہاے گرم سے
روزن منقل ہین مری دیوار کے روزن آج کل

دل نکلتا ہے قابو سے فراق یار مین
اپنے اعضا ہوگئے ہین اپنے دشمن آج کل

ہین مکافات گنہ جو حادثات دہر ہین
مین بھی راضی ہون جو خوش ہے مرا دشمن آج کل

بت کی الفت مین خدائی سے عداوت ہوگئی
سب زمین و آسمان ہین میرے دشمن آج کل

۲۶	قبر مین رونے سے پلکون کو نمو ایسی ہوئی چھپ گیا کانٹون سے عاشق اپنا مدفن آج کل	۱۰۲

ہم ای فلک نہ رہے وصل یار کے قابل — وہ جبر کرکہ جو ہو اختیار کے قابل
مثال شمع ہوئی جل کے خاک فرقت مین — رہا نہ جسم کفن کے مزار کے قابل
دکھادی گرمی خورشید حشر ای گردون — یہی چراغ ہے میرے مزار کے قابل
تمہین تو دیکھہ کے معشوق ہوگئی عاشق — وہ پیار کرنے لگی جو تھے پیار کے قابل
خدا کو بھول گئے حد کی یہ محبت ہے — بتون کی عشق مین ہین سنگسار کے قابل
رہی نشان تن داغدار گور مین بھی — چمن کا تختہ ہے میری مزار کے قابل
عبث ہے کثرت انجم پر ای فلک نازان — ہمارے داغ کہان ہین شمار کے قابل
نماز چھوڑ کے زاہد بتون کو سجدے کر — یہ بندگی نہین پروردگار کے قابل
فلک دکھایا نہ عہد شباب جانان کو — مٹا یا ہمکو ہوے جب وہ پیار کے قابل
کبھی تو سبزۂ گور شہید کو روندو — حنا نہین کف پائے نگار کے قابل
برا ہو ضعف کا ثابت نہ نکلی آہ کبھی — شکست گنبد نیلی حصار کے قابل
مرے جو آرزوی وصل یار مین گھل کر — زمین نے بھی نہ سمجھا فشار کے قابل
گرا دیا تن لاغر نے مجکو نظرون سے — وہ ترک چشم ہوئی جب شکار کے قابل
بنا کے غصے کا چہرہ رولا رقیبون کو — نہین یہ چھینٹا ترا خاکسار کے قابل
کرو نہ صبح کا وعدہ کہ شب نہ گذریگی — مریض عشق نہین انتظار کے قابل
جو مانگتا ہون اجازت مین گھر مین آنیکی — تو آپ کہتے ہین اب تم ہو دار کے قابل
پہن کے غیر کا جامہ کرو نہ ہمسے کلام — رہو گے یار نہ بوس و کنار کے قابل
سنین وہ ۔ ون جو ابر بہار کی صورت — نہین یہ جہالی ابھی گوش یار کے قابل

تسلی دل مضطر کی کچھ کرو تدبیر
تمہارا قول نہیں اعتبار کے قابل

یہ جسم زار کہاں بار کلاہ ہے کہاں
سزا ابھی ہوئی ہے تشہیر کے قابل

ہزار ہے سگ اصحاب کہف کی عظمت
نہین مثال سگ کوے یار کے قابل

وہ بے نشان ہون کہ گنتا ہے کون ایسی کو
نہین ہین پرسش روز شمار کے قابل

کسیطرح نکٹےگی شب دراز فراق
مگر ہے عمر خضر مستعار کے قابل

خوشی سی پہول کی ہون وصل مین جو شادی مرگ
ملے نہ دہر مین وسعت مزار کے قابل

چراغ داغ سی لون کام کیون نہ فرقت مین
یہ ہے اسی شب تاریک و تار کے قابل

١٠٣	غبار خاطر افسردہ ہو گیا عاشق صفاے آئینہ روے یار کے قابل	٢٠

بٹھلائین نقش دل مین تمہاری فغان سی ہم
کار قلم دکھائین زبان بیان سی ہم

کیا آپ کے مزاج مین نخوت سما گئی
رکھتے ہین خود دماغ بلند آسمان سی ہم

بوسہ جو خط کا دو تو ابہی جذب دل کہائین
نقطہ اوٹھالین خال کا نوک زبان سی ہم

طوفان چشم نے تن لاغر بہا دیا
عاجز ہوے ہین کشتی بے بادبان سی ہم

ہم اونکی بات کاٹتی ہین شوق قتل مین
قاتل کو ایڑ دیتی ہین تیغ زبان سی ہم

احوال حشر کہلکے پہرا سر نہ زاہدا
غفلت مین اور آ گئے اس داستان سی ہم

محفل تمام صورت تصویر ہو گئی
مانند روح جاتے رہے درمیان سی ہم

دی جان آہ کر کے فراق بہار مین
لٹپے گئے جرس کیطرح کاروان سی ہم

پیری نے لطف زیست ملایا ہے خاک مین
وہ ولولے جوانی کے لائین کہان سی ہم

بلبل وہین کہ رونق گلزار و سبر ہین
بکھر کا رہے ہین آتش گل کو فغان سی ہم

پردہ اوٹھا کبھی نہ در جلوہ گاہ کا
آتے ہین اشتیاق مین پیاری کہان سی ہم

پلا دکہائین کیون نہ تمہین تیر آہ کا
یہ ضعف سی جھکی کہ ہوی ہین کمان سی ہم

صیّاد باغ دہر مین کیا مزے کرین
بچھٹین گے کبھی تو بلبل باغ جنان سی ہم

جب رو دے دوستون کو ہوا چشم مین غبار
اندہے ہوے ہین گرد رہ کاروان سی ہم

افشان چہرہ کی جو اجازت ہمین ملی
تارون کو توڑ لائین ابہی آسمان سی ہم

فصل بہار جاتی ہی مٹی مین مل گئے
تہے نقش پا کہ چھوٹ گئے کاروان سی ہم

پیاسی لہو کی خاک ہی جلّاد چرخ ہے
عاجز ہین اس زمین سی تنگ آسمان سی ہم

سیر چمن سی ہاتہ اوٹھایا بہار مین
بلبل کی طرح بحث کرین باغبان سی ہم

شام فراق دیکھتے ہی موت آگئی
زیر زمین چھپے ستم آسمان سی ہم

١٠٤	عاشق عدم سے یہ دل پرداغ ساتہ ہے گلدستہ باندہ لائے ہین باغ جنان سی ہم	٢١

پربیضہ زمین

تمنے جگنو جو باندہے آنچل مین
برق چہپتی پہرے گی بادل مین

پہول ہین اونکا فرش پا انداز
عطر جلتا ہے ساتہ مشعل مین

ستیچ ایسی تند کھینچو شراب
کاگ ٹھہرے کبھی نہ بوتل مین

پاؤن پہ سبز نہفت سے اپنا
وہ اکڑتے ہین حسن کے بل مین

سخت جانی سے میری گل یہ کہلا
پہول آتے ہین تیغ کے پہل مین

قتل ہوا چار دن مین جو آیا
چار قل ہین تمہاری ہیکل مین

کیون یہ امروز اور فردا ہے　　ہمتو آخر ہین آج مین کل مین
ساقیا ہے شراب آتش تر　　دے دے شعلے کا کاگ بوتل مین
پتلیان بول اوٹھین آنکھون کی　　نسخہ ساحری ہے کاجل مین
زلزلہ ہے تمہاری چال نہین　　خفتگان لحد ہین ہل چل مین
روز رہتا ہے شغل آرایش　　صبح ہوتی ہے مسّی کاجل مین
گردنا ہے سیہ داغ جنون　　نقش حب ہے تمہاری ہیکل مین
جل بجھین گے بدن مین خون نہین　　تیل اب ہو چکا ہے مشعل مین
دل جلا ہون جو دون بغل مین شراب　　چھالے پڑ جائین لاکھون بوتل مین
مے کشی مین ہماری عمر کٹی　　نہ دیا ہمنے کاگ بوتل مین
شرم سے وہ عرق عرق جو ہوے　　پانی گھنگرو کی آیا چھاگل مین
بادہ خواری کا نقش بیٹھ گیا　　کام آئین شراب کی قلمین
سوزش سینہ کم ہے پیری مین　　آگ بجھتی چلی ہے منقل مین
رخ رنگین تک آ گئین زلفین　　خوب پھولین گلاب کے قلمین
ہے یہی زہد خشک کی دارو　　آتش تر بھری ہے بوتل مین

١٠٥	لب شیرین کی گالیان عاشق تا وہ شیرین ہین شہد حنظل مین	١٧

زاہد و خلد مین سیر شب مہتاب کہان　　دور ساغر یہ کہان صحبت احباب کہان
یہ اوڑا جاتا ہے بے آگ سے تاب کہان　　دل مضطر سے مری نسبت سیماب کہان

تیری دانتون کی تصویر نے ڈبو یا ہمکو — اسقدر گوہر یکتا ہین بھلا آب کہان

برہمن دیر مین جاتی ہین تو سجدی کرتے — مسجدین نام کو ہین یہ ادب آداب کہان

جھوٹ تہمت جو لگاتی ہین تو جی جلتا ہی — مین کہان آہ کہان خرمن مہتاب کہان

او ٹھہ گیا باغ سی افسوس نہ مانا کہنا — مین نے ہر چند کہا او گل شاداب کہان

شدت درد جگر سے نہین بولا جاتا — بند ہین آنکھین تصور مین مجھی خواب کہان

ایک افسردہ دلی نے یہ مٹا دی رونق — گل ہین سب داغ بدن پر گل شاداب کہان

رات دن یاد مین اس گل کی لہو روتا ہون — نسبت ہجر بشر فرقت سرخاب کہان

دیدۂ دل کو تصور مین کرونگا روشن — طاقت دید رخ مہر جہانتاب کہان

پیاس بجھتی ہی تری تیغ سی قاتل پل مین — ہی چمک آئنۂ مہر مین یہ آب کہان

نیند اوڑ جاتی ہی وہ پیٹ جو یاد آتا ہی — ہی تصور مجھے مخمل کا مگر خواب کہان

کشش دل کی سہارے سی چلا جاتا ہون — دیکھون لیجاتا ہی مجکو دل بیتاب کہان

نبض کو کہلا نہین سکتا دل بیتاب کی ہاتہ — صورت نبض ٹھہرنے کی مجھی تاب کہان

اسلیے ہی ترے ابرو کا تصور دل مین — یہ نہ کہنے کو ہو کعبہ تو ہو محراب کہان

چین ماتھے کی دکھا دیجیو ابرو کی قریب — لوگ کہتے ہین کہ تلوار تو ہی ناب کہان

١٠٦	کرو فرقت کو او ٹھا کر یہ ہوسے ستم عاشق ورنہ ہم زار کہان اور یہ القاب کہان	١٨

خنجر دل ہیر اسیو رکتی ہو سب غم ہاتہ مین — انگلیان دست مین ہین چراغ ای ماہ روشن ہاتہ مین

طائر رنگ حنا کیا مرغ دست آموز ہے — شاخ گل کی ٹہنے کرتا ہے نشیمن ہاتہ مین

سنگ دل بت ہین کبھی فریاد کو سنتے نہین
کیون لیے پھرتا ہے ناقوس اے برہمن ہاتہ مین

کاکل پیچ سلجھانی کا مجکو حکم ہے
آج باری آگیا یہ مار رہزن ہاتہ مین

آئنہ ہین ہاتہ کے پرتو جو دانتونکا پڑا
بنگئی کان صفا ہیرے کی معدن ہاتہ مین

سرخ ہو جاتی ہین گل توڑے سے دست نازنین
کیون نہین مہندی اوڑا یا رنگ گلشن ہاتہ مین

آتش رنگ حنا سے ساقیا بھڑکی شراب
ہے گلابی کیا کنول کی طرح روشن ہاتہ مین

ہاتہ منہ پر رکھکے جب مین نے کیا ضبط فغان
پڑگئے غربال کی صورت کے روزن ہاتہ مین

طائر دل ہاتہ اوٹھاکر قفس مین کرتا ہے صید
دام خط دست رکھتا ہے وہ پرفن ہاتہ مین

پاون مین مہندی ملو تم ابر ہے برسات ہے
چوڑیان منگوا کے پہنو آیا ساون ہاتہ مین

پنجۂ خورشید سے پنجہ نہین اوس مہ کا کم
کیا شعاع مہر ہین سونیکے کنگن ہاتہ مین

کام گو ناقص ہے نکلو غیر ممکن ہے کمال
ناطقہ پیدا کرے کس طرح الکن ہاتہ مین

اب گلابی بھر کے دو تم ہاتہ قابو مین نہین
اے پری تہمتی نہین شیشی کی گردن ہاتہ مین

شعلہ ور کیا آتش رنگ حنائے یار ہے
بن گئی ہر ایک انگلی شمع روشن ہاتہ مین

پاس الفت ہے فقیر او سیر جو اکثر ہو گئے
اس سے بیراگی لیے پھرتی ہے جوگن ہاتہ مین

جان شیرین اپنی دے مرنیکی ہین سامان سب
زہر ہے ہر شخص کے ناخن کا دشمن ہاتہ مین

غیر حسرت مال دنیا سے کبھی حاصل نہین
کب سکندر لیگیا زر زیر مدفن ہاتہ مین

۱۰۷	کشت جان عاشق کی پھونکی ہاتھ کی مہندی یار نے شعلۂ رنگ حنا تھا برق خرمن ہاتہ مین	۱۱

پھرے جو نامہ بر ہمسے وہ یہ تقریر کرتی ہین
نہ وہ تقریر کرتے ہین نہ وہ تحریر کرتے ہین

وہ فرط ضعف سے بیہوش ہوئے جبین اعضا | ہماری کاتب اعمال کیا تحریر کرتے ہین
پری پیکر ہونیکا ایسا نقش بیٹھا صفحۂ ہستی پر | سلیمان کو طلسم حسن سے تسخیر کرتے ہین
مشبک کر دیا سقف و در و دیوار زندان کو | فغان و آہ و نالہ اپنی کار تیر کرتے ہین
گریبان ہاتھ مین آتا نہین جب جوش وحشت مین | گلے کے طوق کو ہم موڑ کر زنجیر کرتے ہین
سمجھ انکا رسکے آتے نہین یہ حرف مطلب کے | یہی تقریر کرتے ہین یہی تحریر کرتے ہین
بہار آتی ہے مے بھرتی ہین ساقی خم سے بوتلین | عجب عامل ہین شیشے مین پری تسخیر کرتے ہین
تمہارا میرا مطلب ایک ہے فرق تلفظ ہے | جو تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تفسیر کرتے ہین
وہ فرد جرم سے لکھنے کی جب مہلت نہین پاتی | ہماری کاتب اعمال بھی تقصیر کرتے ہین
لگایا ہاتھ باتون باتون مین اوس مار کاکل کو | ہمارے حرف منتر کی طرح تاثیر کرتے ہین

۱۰۸ | گلہ جب بیوفائی کا سنا کہتے ہین وہ عاشق
ہمارے سامنے آپ آنکے تقصیر کرتے ہین | ۱۶

فلک ظاہر ہوئے میرے جو کم آنسو نکلتے ہین | گھٹا ہے اسقدر رویا کہ اب ٹاپو نکلتے ہین
رولاتی ہین مجھے دکھلا کے جب گیسو نکالتے ہین | رہوان گفتنی سے آنکھون مین مری آنسو نکلتے ہین
جھپکتی ہین جو مجھ بیخواب سے آنکھین ستارونکی | شب فرقت ہین انجم کے عوض جگنو نکلتے ہین
گمان ہے کہ شام وصل کو وعدے کو ٹالینگے | جو وہ شانون کو پیچھے ڈال کر گیسو نکلتے ہین
سیئے جاتی ہین میرے زخم وہ سفاک ہنستا ہے | لہو کے چشمۂ سوزن سے مگر آنسو نکلتے ہین
یہ طفل اشک سمجھے ہین تماشا چرخ پیچ کا | تری پتلی کی گردش سے مرے آنسو نکلتے ہین
وہ فرط غصہ و غم ہے سبب شامت سے رونیکا | لہو اپنا پیا ہے جسقدر آنسو نکلتے ہین

تبو نہیں ہو جیسے عاشق کلیجا ہو جو پتھر کا
نہ ہو نورو ہی زنگین پر کہ موسم خط کا آپہنچا
غم و شادی بہی یکجا ہو زمانیکی دورنگی سے
کرین یون مختصر مضمون طول زلف کیا لکھین
اوترواتا ہو وہ گل وصل کی شب پیرہن میرا
گڑا رہتا ہی نقشا خال زلف یار کا دل مین
دکہائی شعبدہ اوس چشم نے سیر چراغان مین
زبان پر زلف کی مضمون دلمین طاق ابرو کے

اگر چاہین پریزادون کو آتش خو نکلتی ہین
چمن مین حسن کی بہی خار اگل رو نکلتی ہین
ہنسی شدت سے جب آتی ہی تب آنسو نکلتی ہین
درازی مین شب فرقت سے بہی گیسو نکلتی ہین
یہ پہلو آستینون سے نہین بازو نکلتی ہین
کسی صورت نہین کعبے سے یہ ہندو نکلتی ہین
دوالی مین جگا نے کی لیے جادو نکلتی ہین
مسلمان آتی ہین کعبے مین اور ہندو نکلتی ہین

۱۰۹	ترے ابرو جو دیکھے ہین تو اب عاشق کی نظرون پر ہمیشہ دو ہلال اے ماہ ہم پہلو نکلتے ہین	۱۳

مُردے جی اوٹھتے ہین یہ تاثیر ہے آواز مین
ایک ہو جاتا ہے ستارونکا جیسے ساز مین
لب جو ایسی ہین صفت مہم کی ہے انداز مین
خالی خالی دو قدم ٹہلے روش پر باغ کی
بات کا کرنا تعجب ہے دہن معدوم ہے
سبز نامے سے کبوتر کے لیے حسرت ہوئی
توسن عمر رواں کاٹے جو عرصہ زیست کا
شعلۂ آواز پر ہم سینک لینگے آنکہ کو

آپکی آواز کا اولٹا اثر ہے ناز مین
مل گئی آواز میری آپکی آواز مین
سبزۂ خط خضر ہے داؤد ہین آواز مین
پاے نازک بہر گئے مشق خرام ناز مین
ڈہنگ ہاتف کی صدا کا ہے تری آواز مین
ضعف کا مضمون تھا صف ہو گئی پرواز مین
گور کے تعویذ کی ہیکل لگا دون ساز مین
دیکہین کیونکر چھپتے ہو تم پردہ ہاے ساز مین

پھر کا ہنگامہ کبوتر ہی پر ہے اوس صیاد کی
آگئی انگلیا کی چڑیا چنگل شہباز مین

ورد گانی مین بھرا ہے درد سے واقف نہین
آپکے دل مین نہین جو کچھ کہ ہے آواز مین

کیا سنین گا نارسائی طائر دل کی نہین
اوس نہال حسن کی کھٹکا جو ہے آواز مین

گر میان گانے کے پردے مین تم کہا مین یار نے
شعلۂ آواز بھڑکا پردہ ہائے ساز مین

۱۱۰

سامری کا چشم کے جادو سے بس چلتا نہین
لب کو عیسے پر بھی عاشق فوق ہے اعجاز مین

۲۰

برگ گل تر سبزۂ گلشن مین پڑی ہین
یاقوت کے نگ کسنے زمرد مین جڑے ہین

یا پوش مین عکس آپکے ناخن کے پڑے ہین
ہیرے کے نگینے ہین کہ پتے مین جڑے ہین

خورشید سے سو بار مری داغ لڑے ہین
مقدار مین چھوٹے ہین حرارت مین بڑے ہین

کہاں اے کمر کون سفر پر وہ اڑے ہین
دو ہاتھ مین رکھتا ہون وہ گردن مین پڑے ہین

آتا ہے جواب اسنے دیکھیے کب تک
سو سال سے بہت طالب دیدار پڑے ہین

تار رگ جان چاہیے اون نرم ہوون گے
بالے بھی ترے کان مین سونے کی کڑی ہین

میرے تن پر داغ کو گلزار بنا یا
گل کھانے سے کیا آپ سے پھول جھڑی ہین

چو رنگ کی سب ہے چار عناصر مین جدائی
کیا نیمچہ ابرو سفاک پڑی ہین

تکیے مین ہوا جوش جنون سے مرا مسکن
بستر کے عوض یاد نہین قبر کی کڑی ہین

سر پر شب فرقت کی بلا روز کھڑی ہے
زلفون مین اوسکے نہ سمجھے پہیر مین پڑے ہین

اکسیر کی بوٹی ہے گل داغ جنون کیا
ہتکڑیان نہیت ہاتھون مین سونے کی کڑی ہین

کچھ صرف بھی لازم ہے اگر جمع کرے مال
زر لیکے گل آتے ہین خزانے جو گڑی ہین

پہنا ہی اگر تمنے وہان طوق جڑاؤ
بیڑی ہین یہان رو کی لہو لعل جڑی ہین

حیرت ہی مجھے مردمک چشم صنم سے
تصویر پہ نیکے کاتب اعمال کھڑے ہین

طول شب فرقت کی کرین کس سے شکایت
شب ہجر وہی ایّام مصیبت کی گھڑی ہین

سمجھا ہین دم قتل گل گفش جو دیکھے
ابرو کی سپر وہی سے یہ دو پہول جڑی ہین

دم ہونٹون پر اپنا ہی جو ہوتی ہین ترش آب
جلتے ہین نہ مرتی ہین کہٹائی ہین پڑی ہین

تلخی گئی ساقی تری شیرین سخنی سے
میخانے ہین جتنے ہین سبو سبکی گھڑی ہین

گویائی جو فوّارون ہین ہوتی تو یہ کہتی
سرکش ہین خزانے کی حفاظت کو کھڑی ہین

۱۱۱

ہمراہ جنازے کے وہ گو آئے بھی عاشق
ہے دیر جو گڑنے ہین تو غیرت سے گڑی ہین

۱۰

دبلاپے ہین کبھی قدم انسی ٹر ہی نہین
چیونٹی کے پاؤن ہین مگر موزی چڑہی نہین

مجنون سے نام عشق ہین اُس سے بڑے نہین
ہم ضعف سے کسیکی نظر پر چڑہے نہین

مصراع قد کو سمجھے نہ ابرو کی بیت کو
جاہل بھی ایسے ہین کہ الف بی پڑہی نہین

لیجاتی ہین یہ چاہنے والون کو کھینچکر
سیماب کی کوئین ہین زنخ کی گڑہی نہین

اکثر بلند طبعون کو بہاتی ہے سادگی
اطلس ہین آسمان کی بوٹے کڑہی نہین

غافل نہین تو دیکھلے سختی کو قبر کی
مردون کے استخوان ہی خالی گڑہی نہین

پندار اپنی حد سے سوا کیا ضرور ہے
گرنے کا ڈر نہین کہ ہم اتنا چڑہی نہین

غربت ہین جان دی نہوی بار دوش غیر
اوٹھے سبک کہ چار کی کاندہی چڑہی نہین

بہت کر جگر زمین کا دریا اوتر گئے
کب بام عرش پر مرے نالے چڑہے نہین

۲۳	عاشق کی بات کاٹ کے کہتے ہین بات سے کہتا ہون کوئی تیغ زبان پر چڑھے نہین	۱۱۳

بدلے ہین رنگ وصل کی شب بات بات مین
بہتیرے سانگ لائے وہ تھوڑی سی رات مین

ابرو مین بل ہنسی مین کنایہ نگہ مین کج
کاکل مین پیچ بات نکلتی ہے بات مین

مہتاب لاؤن چرخ سے جو تم بنو عروس
چھڑواؤن آسمان کی چرخی برات مین

مُردے جلائے اوسنے اشارے سے آنکھ کے
ایسے کہان حباب ہین عین الحیات مین

بوسے متاع حسن سے دیجے نہ غیر کو
کچھ غیر مستحق کا نہین اس زکات مین

خیمے سے بات کر نہین سکتے جو خوف سے
شقے مین حال لکھ کے لگا دو قنات مین

میری ہوا بندھے جو وہ بلقیس ہو عروس
لیکر جلوس آئین سلیمان برات مین

صحت کا نقش عشق کا بیمار کیا لکھے
خانہ ممات کا ہے دہان دوات مین

دو دن پہ آپ وعدۂ فردا نہ ٹالیے
ہوتی ہے صبح حشر یہان ایک رات مین

بنتا ہے قتل نامہ جو لکھو کسیکو خط
پانی پڑا ہے تیغ نگہ کا دوات مین

قاصد کے ہاتھ مین نہ دیا خط کو رشک سے
کرتی کا اونکی صوف پڑا تھا دوات مین

بوسے لیے جو وصل کی شب خط سبز کے
لطف حیات خضر ملا ایک رات مین

ہے رشک خضر خط تو زبان غیرت کلیم
عیسی خجل ہین لب سے جلاتے ہین بات مین

اوس سحر و مہر کے لب و دندان ہین بے یقین
سہی ذبح جمائی ہے آب حیات مین

سمجھا مین زیر لب نکل آیا جو خط سبز
رہتے ہین خضر چشمۂ آب حیات مین

لذت جدید مین ہے کہ حادث جہان ہوا
ہمنے تو رنگ قدر نہ پایا ثبات مین

آئینہ بدن کو نہانے سے ہے جلا
سیّارگان ہفت کے دور ہو گذر گئے
ہوتے ہو بوسہ لب شیرین سے تلخ کیون
تیلی برنگ قبلہ نما پہر نہین پہری
اندہا ہی خود دکہلائے اگر جو ہر آئینہ
ڈورے کو نور تن کے نہ دانتون سے کہولیے

گالی جو بانٹی حسن ہوا اور گات ہین
دیکہا اثر نہ ایک کا بہی سینے سات ہین
کہاتے ہو کوئی زہر ہلا یا نبات ہین
ایسا جو آنکہ پر سپختر ہا کائنات ہین
ثابت ہے نقص فرات ظہور صفات ہین
بازو کی مچہلی جا ہو نہ آب حیات ہین

۱۱۳ — جب مر گئے کسی کو کوئی پوچہتا نہین
عاشق سے چہٹے نہ گوشۂ غرلت حیات ہین — ۱۶

گردش مین شعلۂ آواز کو دو تانون ہین
جان آدم جو بہری ساقی نے پیمانون ہین
ورد تسبیح پر ایسا کیا اوس ماہ کا نام
مائۂ علم و ہنر بادیہ گردون ہین ملا
کس تڑپ سے جن کا ہے سایہ تری دیوانی پہ
تمکو غرہ ہی عبث آئینہ زانو کا
کان رکہکر جو سنو تم تو یہ بہولی آواز
متفاوت ہین حسینون کی جو خال و خط رخ
اوس نہال چمن حسن نے پہنی محرم
گاؤ دیبک تو فقط آگ کا عنصر ہو جاے

بجلیان ڈالدو زہرہ کے ذرا کانون ہین
روح قالب ہین گئی جان پڑی جانون ہین
رنگ سیارون کا گردش سے ہوا دانون ہین
گنج بہی ہاتہ اگر آیا تو ویرانون ہین
پہر گئے آکے سلیمان بہی پریخانون ہین
آئنہ خانہ سے بیٹہو جو حیرانون ہین
میری فریاد کرن پہول بنے کانون ہین
رسم خط ایکسا ہوتا نہین قرآنون ہین
کہتے ہین رکہتے ہین نارنگیون کو پانون ہین
روح پڑ جاے بنی جان کی نہانون ہین

نالۂ کش سینہ پر داغ مین ہین طائر دل
بلبلین چہچہے کرتی ہین گلستانون مین

لب جان بخش سے گا کر کبھی مردون کو جلاؤ
کھینچ لو روح کو قالب سے کبھی تانون مین

تیر اس درجہ ہوے میرے لہو کے پیاسے
آب اے ترک ذرا بھی نہین پیکانون مین

طور پر ہے جو چراغ ایک یہان چوبک ہے
چھپوا محرم کا نظر آتا نہین شانون مین

ہنسلیان پہنی ہین بنت کی حسینون نے عبث
ہنسلیان ڈہانک کی خلعت کی گریبانون مین

۱۱۴	قتل عاشق ہوا عکس مژۂ ساقی سے موج مے خنجر بران ہوئی پیمانون مین	۱۷

یہ فائدہ ہے جو کسب کمال کرتے ہین
غنی فقیر سے آ کر سوال کرتے ہین

کوئی سبب ہے جو دل پایمال کرتے ہین
یقین ہے کہ وہ کچھ مجھسے چال کرتے ہین

لہو رولاتے ہین دکھلا کے تیغ ابرو کو
یہ شوخ مرغ نظر کو حلال کرتے ہین

ہمارے ہاتھ سے کرتے ہین آپ نقل مکان
قدم کو روکیے ہم انتقال کرتے ہین

اونہین پسند نہین طاعت ریا آمیز
کھلے گا کل جو وہ صوفی کا حال کرتے ہین

وہ خاکسارون سے اپنی شراب خواری ہین
عبث کلام کلال وملال کرتے ہین

حریر پردۂ چشم پری پسند آیا
نقاب چہرۂ حور اجمال کرتے ہین

زبان تیغ سے پھر دیجیے جواب انکو
دہان زخم دوبارہ سوال کرتے ہین

طلب نے اہل غرض کی کیا تھا زیست تنگ
فرشتے قبر مین آ کر سوال کرتے ہین

عوض مین ہاتھ کی لازم ہے پاؤن پھیلانا
نہ اونسے مانگ جو رد سوال کرتے ہین

چبا چبا کے گلوری خموش بیٹھے ہین
زبان اس سے یہ گلفام لال کرتے ہین

فقیر ہو گئے یکتا تھے جو زمانے مین
جواب جنکا نہتا وہ سوال کرتے ہین

جواب دیتے ہین اعضا عجب طرح پالی ہین
شباب کا تو نہین ہم سوال کرتے ہین

دکھا کے دانت نکالی ہی روح قالب سے
ہمارے رشتۂ جان سی خلال کرتے ہین

گھٹایا بدر کو نقص زوال ٹھہرا کر
تمہین بڑہاتے ہین کیا ہم کمال کرتے ہین

خیال وصل کا اب دل مین خون ہوتا ہی
وہ طائران حرم کو حلال کرتے ہین

۱۱۵	بہت سا کہیل چکے اپنی جان پر عاشق پہر آپ عشق بت خردسال کرتے ہین	۲۴

رشک پری ہو غیرت حورا ہو شان ہین
ایسا حسین کون ہی دونون جہان ہین

کہدون تصور طبع سے کرسی کی شان ہین
یا چرخ پر ہے یا سے تمہارے مکان ہین

عیسیٰ وہ ہین جلائین ہزارون کو آن ہین
سوتی وہ ہین ذرا انہین لکنت زبان ہین

رشک پری ہو بدر سے بالا ہو شان ہین
تسا نہین ہی کوئی زمین آسمان ہین

رخسار پر ہے عکس کہ تارے ہین چاند ہین
تجلی جو پہنچی آپ نے ہیرے کی کان ہین

مٹی اوڑائی ہمنے ترے در کی اسقدر
نعمت کی بدلی خاک ہے گردون کے خوان ہین

کیون تم گلوریون کو بساتی ہو عطر ہین
انگیا کے پان رکھدو ذرا پاندان ہین

پھیکون جو تیر آہ ترازو ہو چرخ ہین
پلا بہت نہین ہے زمین آسمان ہین

رحمت ہی دود آہ دل دردناک کو
چھت بندہ گئی ہے ابر کی سارے مکان ہین

تیوری چڑہی ہے تیر نگہ کیا لگاؤگے
بل پڑ گئے ہین لاکھون ابھی سے کمان ہین

آبی دوپٹا اوڑھ کے سوتی ہین صبح کو
لو آفتاب آج چھپا آسمان ہین

سینے پر آج زلف کو بکھرا کے کہتے ہین
ہمنے رگین بنائین ہین انگیا کی پان مین

مجھ زار نے جو ہاتھ شب وصل کہدیا
دہوکا او نہین رگونکا ہے انگیا کی پان مین

مٹی ملی ہے رزق جو مانگا زمین سے
نعمت کے بدلے زہر ہے گردونکے خوان مین

جلتا ہون دل ہی دل مین تکدر سے یار کے
گودی کی جا ہے خاک مری استخوان مین

ثابت قدم رہے تری الفت مین اک ہمین
تھا کون جو نکل نہ گیا امتحان مین

مژگان وہ گھور نے مین جو ابرو سے مل گئی
ثابت ہوا کہ تیر کو جوڑا کمان مین

چھوڑو نہ مار زلف شب ماہتاب مین
کاسہ بھرا ہے دودہ کا گردونکے خوان مین

مطلب ہو شعر مین تو فصاحت ہے کام کی
معنی بیان سے آئین نہ معنی بیان مین

پوشاک کو جو موجۂ آب روان کہون
جھنتے پڑین چنے ہوی کرتی کی شان مین

سوز غم فراق سے منہ زہر ہو گیا
جسطرح تپ سے ہوتی ہے تلخی زبان مین

تجھے اوس مژہ کے تشنۂ دیدار ہفار
ساہی کی طرح پڑ گئے کانٹے زبان مین

پلکون پہ اشک ہین در دندان کی یاد مین
جہالر لگی ہے موتیون کی سائبان مین

۱۱۶

تعریف کم ہو شعر کی عاشق تو کیا عجب
اف رے لطف کی نہین آتی بیان مین

۱۶

او جان بخشی ہو کیسی قاتل بی پہ بین
سو رہا اک دم مین چینونٹی نہ لگیا شمشیر مین

جب نقاہت سے جھکا سر شکر کا سجدہ کیا
ضعف نے مسجد بنا دی خانۂ زنجیر مین

وحشت گردی کی اذیت مٹ گئی ثابت ہے
بعد مدت پاؤن پہیلے خانۂ زنجیر مین

پاون میرے پاو نپر رکہتی ہوا گر قید مین
شمع روشن کرتی ہو تم خانۂ زنجیر مین

بیڑیان ہین تنگ میرے پاون سوجے ہین بہت
راہ مشکل ہے ملیگی خانۂ زنجیر مین

اے پری رونق سکانکی یہ مکین ہوتی نہین
کوئی دیوانہ بسادو خانۂ زنجیر مین

باڑہ پر قد ہے دکھادو تیغ ابرو کا بھی گھاٹ
غرق عالم کو کرو آب دم شمشیر مین

ماہ نو کی پیٹ مین دیکھی جو تارے کی جھلک
مین یہ سمجھا پڑ گیا چھالا تری شمشیر مین

ایک تلوار اور اسے قاتل لگا مجروح ہے
اب فقط اٹکا ہے دم میرا دم شمشیر مین

تیغ ابرو تک اگر ہو دسترس تو چھین لین
ہاتھ ڈالین کسطرح قبضہ نہین شمشیر مین

سلسلہ اونکی سخن کا مختصر ہوتا نہین
زلف کی مانند بل ہین پیچ ہین تقریر مین

نقش ہے سطح ہوا پر جسم کا ہیولا میرا
بستر غم مل گیا ہے کاغذ تصویر مین

ہجر مین دیکھا اگر ملے ہے بھی تیر شہاب
تیر میری آہ کا ہوگا ترازو تیر مین

اعتبار اب آپکی لکھی تحریر کا اوٹھ گیا
کرتے ہو انکار جو اقرار تھا تحریر مین

بعد مر نکلے اگر آہین کرین جنت مین ہم
خلد دوزخ ہو وبال آجاوے تاثیر مین

ہوشون سے خنجر کے قبضے کو جو پایا بعد قتل
جڑ دیے یاقوت کیا رنگین تھی شمشیر مین

١١٧	بے زبانی کا پتنگون کی پڑا عاشق پہ صبر رہ گئی کٹ کر زبان شمع بھی گلگیر مین	٥١

خامشی میری ادا ہوتی نہین تقریر مین
میری حیرت کھنچ نہین سکتی مری تصویر مین

ناتوانی سے ہے کثرت نالۂ شبگیر مین
کہتے ہین بڑھ جاتی ہے قوت زبان پیر مین

قید خانے سے کبھی نکلی نہین آواز بھی
کیا کڑے پن ہے اسیری کی خانۂ زنجیر مین

ٹنگ گئے پتھر کے وہ کڑیان اوٹھائین میری
ہے نشان سیر قدم کا خانۂ زنجیر مین

عمر گذری گنتے گنتے سلکہ داغِ جنون
کسقدر دولت گڑی ہے خانۂ زنجیر مین

مر گیا کل قید مین جو تھا ہوادار آپکا
آج سناٹا پڑا ہے خانۂ زنجیر مین

دھجیان عریان تنی ہین جیب میری ہاتھ مین
پوست پنڈلی کا لپٹا حلقۂ زنجیر مین

پاس ابرو کے دلِ سوزان پھنسا ہے زلف مین
لٹکی ہے قندیل محرابِ حرم زنجیر مین

جوشِ وحشت سے ہمارے دلکو ہوتا ہے سرور
شیرۂ انگور ہے کیا دانۂ زنجیر مین

مجکو وحشت کی یہ شادی ہے کہ نیند آتی نہین
رت جگا رہتا ہے شب کو خانۂ زنجیر مین

اپنی مژگان کی یہانتک تیز کی اور شوخ نے
پڑگئے کانٹے زبانِ شعلۂ تقریر مین

ناتوانی نے مجھے مُردے کی صورت کر دیا
بند آنکھین ہین زبان ہلتی نہین تقریر مین

کاش دیتے ہین ہماری بات کو وہ بات سے
صورتِ مقراض چلتی ہے زبان تقریر مین

شمع کو نسبت نہین کچھ قامتِ دلدار سے
جل گئے لاکھون پتنگے شعلۂ تقریر مین

کوئے قاتل مین عجب حسرت سے کاٹا زیست کو
سایۂ دیوار مین یا سایۂ شمشیر مین

ہمنے پائی ہی نہ کبھی تیغِ ابرو کی پناہ
ہے سند اس بات پر قبضہ نہین شمشیر مین

تیغِ ابرو سے دہرا ہین بہت مریخ کو
آنکھ تارے دیکھتی ہے سایۂ شمشیر مین

کٹ سکا جب نہ میرا صاف تیوری چڑھ گئی
سخت جانی سے مری بل پڑگئے شمشیر مین

دشت گردی مین جو آیا تیغِ قاتل کا خیال
آگئی دم لینے کو وحشی سایۂ شمشیر مین

اشتعال آگ کا فتنۂ سوزِ درون محتاج تھا
رال ٹپکا اوڑ گیا شعلۂ شمشیر مین

غیر ممکن ہے چھٹے دہبا تمہاری تیغ کا
ملگیا سیرا لہو آبِ دمِ شمشیر مین

تیغِ قاتل کھنچتے ہی کیا آنکھ اوجھل ہوگئی
دو نظر آتا ہون مین آئینۂ شمشیر مین

دانت وہ تلوار سی لیتی ہین مین حیرت مین ہون
موتیون کی کان ہی آب دم شمشیر مین

جسم لاغر ہی بہت تلوار کاٹیگی کسے
غرق مین ہوجاونگا آب دم شمشیر مین

سیر دیکھو کاٹ کر بازو مرے تلوار سے
مچھلیان چڑہ جائینگی آب دم شمشیر مین

پہلے ہی ناسور تھا دلکو لب معشوق کا
اوس کمان ابرو سے تنگ آیا ہون تلاش تیر مین

زلف کے حلقے سے جہانکا جسکو زخمی کر دیا
ہوگیا اس پیچ سے پیدا بلا کا تیر مین

قتل ابرو سے کرو بدلے نگاہ تیز کے
نسبت شمشیر ابی قاتل خطا ہی تیر مین

مر گئے پر خاک کو کر دینگے تودی مین شریک
جا ہی پیکان دل لگا دینگے کسی کے تیر مین

کٹ گیا حسرت سے وہ جسکو سری ہی چہو گئی
بچ گیا پیکان سے تو ہی کاٹ چوب تیر مین

کانپتا ہی دور مین کسدرجہ جام آفتاب
ہی مرض رعشے کا دست آسمان پیر مین

کیا گرفتار کمند موت ہوتے ہین جوان
آسمان کرتا ہی عیاری لباس پیر مین

جب سنی فریاد میری ہونٹہ چابی یار نے
کیا مزا ملتا ہے دل کو آہ پر تاثیر مین

زہر غم کہا کر تبونکا اس سے مین مرتا نہین
طالب حکم خدا ہے ہر دوا تاثیر مین

دیکھ کر ہمکو جو اونے ہاتہ منہ پر رکہ لیا
سمجھے آئینہ لگا ہی یار کی تصویر مین

کیا نزاکت ہی کہ بار رنگ اوٹہ سکتا نہین
جنبش لب دیکھتے ہین یار کی تصویر مین

بڑہ کے کہینچا ہی کسی نے اوسے بھی بال کو
ہی تپا موے کمر کا یار کی تصویر مین

اپنے جامے سے ہین باہر جب سے دیکھی ہی شبیہ
جان پریون کی لگی ہی یار کی تصویر مین

صاف عارض پر نشان بوسہ اغیار ہی
آپ نے دہبا لگایا چاند سی تصویر مین

دیکھے حسن رخ جانان مرے اشعار مین
صنعت اعجاز مصحف کہلتی ہی تفسیر مین

ہے سفید ایسا ہو دنیا کا یہ کوہ کن
روز اول سے اگر انسان ہے فکر معاش
خط رخ دلدار پہ دیکھا تو حیرت ہو گئی
پھیری رونے گرایا قہقہا دیوار کو
بدر کو نسبت چہارم کی نہیں اوس ماہ سے
وصل کی کیا رات کاٹی ہیں یہی آخر ہو گیا
بچپنے ہیں وہ طبیعت تھی سبق کا ذکر کیا
حال لکھتا تھا جو مجھ رنجور کی فریاد کا
ناتوانی کا مری احوال لکھکر رہ گیا
پھیر دی تلوار اوسنے حلق پر منہ پھیر کے

آہ شیرین سے اوبال آیا نہ جوئے شیرین
چوستا ہے طفل انگوٹھے کو خیال شیر مین
متن قرآن سے بہت ایجاز ہے تفسیر مین
آہ پر غم کی تو سوکھی زعفران کشمیر مین
حسن صورت مین صفا مین ننگ ہے تیغ پر مین
ذبح کر ڈالا موذن پہلی ہی تکبیر مین
صاف پڑھ لیتے تھے وہ لکھا ہے جو تقدیر مین
درد پیدا ہے صریر خامۂ تقدیر مین
اب روانی بھی نہو گی خامۂ تقدیر مین
وقت آخر اتنی گردش تھی مری تقدیر مین

۱۱۸	کس سے عاشق درد فرقت کا بھلا شکوہ کرون ہر طرح پہنچے گی وہ ایذا جو ہے تقدیر مین	۹

زلفین قاتل کی نہین زنجیر ہے نخچیر مین
چاند سے ماتھے کو چمکایا بہت افشان نے
آنکھ کی پتلی جو آئینے مین دیکھی یار نے
اوڑھکر رومال کرتا ہے وہ سیر چار باغ
پیچ مین لڑون کو دیکھے سپر کا تیغ و تاب
[illegible] تو لٹے ہین تیغ

عکس ابرو تیغ مین شمشیر ہے شمشیر مین
بند آنکھین ہو گئین تنویر ہے تنویر مین
ہوگیا حیران خود تصویر ہے تصویر مین
لو چمن مین ہے چمن کشمیر ہے کشمیر مین
سلسلے مین سلسلہ زنجیر ہے زنجیر مین
قتل نامہ کسکا یہ تحریر ہے تحریر مین

آہ سوزان نی کیا ہی خاک کوئے یار مین — اب مرا سیماب دل اکسیر ہے اکسیر مین
میری تیری ہو شبیہ اکجا تو یون ہو جای وصل — یہ بھی کہنی کو نہو تصویر ہے تصویر مین

۱۱۹ سینۂ زخمی ہین عاشق کے دلِ مجروح ہے
کہتا ہی وہ ترک یہ نخچیر ہے نخچیر مین ۲۷

جو لطف وصل نہین تو غم زوال نہین — شب فراق سی بہتر شب وصال نہین
وہ بدر ہی کہ کسیوقت مین ہلال نہین — وہ آفتاب ہی جسکو کبھی زوال نہین
خرام کبک نہین یہ رم غزال نہین — کسی مین تیری سی اٹکھیلیونکی چال نہین
سوال وصل ہی جاگیر کا سوال نہین — علاقہ ہمسے جو رکھو تو کچہ محال نہین
عطا کو ہانتہ بنے ہین طلب جلال نہین — مکان شکر دہن ہی در سوال نہین
تم اپنی شغل غنا مین ہو کچہ خیال نہین — ہر ایک صوفی کا ہی قول ہم مین حال نہین
ہماری رنگ ہٹانی تو کھیل سمجھے ہو — اوٹھا دو بزم سے ہمکو وہ کوئی چال نہین
ہمین رولانی کو ہنستی ہین آپ کو سمجھے ہیں — عروج ماہ نہین فصل برشکال نہین
عجیب بات ہی سیتے ہین بی زبانونکی ہونٹھ — وہان زخم تو کچہ قابل سوال نہین
مری کریم ہر اک وقت بندہ عاجز ہے — غنی جو دل کو بنایا تو پاس مال نہین
مزا دوام کا سرکار عشق مین پایا — جسے عروج ہوا پھر اوسی زوال نہین
بنا و شوق سے گہر میری خانہ دل مین — عسس کو دخل نہین اسمین کو توال نہین
ہزارون دوڑتی ہین آپکی سواری مین — مجھی سی کہتے ہو چہرہ ترا بحال نہین
نگاہ سے کہنی سے میری نہ رنگ اوٹھی — یقین سب کو ہوا اس سی بول چال نہین

فروز زندگے مستعار بیجا ہے / جو اسکے سال تھی زندہ وہ اسکے سال نہین
کہرے ہین سبسے ہمین گو کہ زر نہین رکھتے / سیاہ قلب ہین کہوٹی ہین غیر مال نہین
چرائے سی بھی یہ مضمون کم نہین ہوتے / کنوز فکر مین پیدا ہے جمع مال نہین
چلین ہین غیر کی گہر پوچھتی ہین لطف خرام / بہت سے آپ ہین گمراہ خوب چال نہین
ہمین نہ آئینگے کیا آپ ہمسے اوڑتی ہین / کچھ آپ حور شمائل پری خصال نہین
شراب چھوڑ کے خون جگر پیون زاہد / جو وہ حرام ہے یہ بھی کہین حلال نہین
جو خط مین یار کو لکہا ہے شوق بوسۂ خال / جواب لایا کبوتر تو وہ بھی خال نہین
تمہاری حسن مین یوسف کے حسن مین ہے یہ فرق / عزیز جان ہے یہ سوداگری کا مال نہین
زمین شعر سے پایا خزانۂ مضمون / کسیکی ملک نہین یہ کسیکا مال نہین
بسا ہے اس دل ویران مین عشق سیمین تن / خراب ہے وہ خرابہ کہ جسمین مال نہین
وہ سیمتن کبھی حمام مین نہین آتا / عجب طرح کا خزانہ ہے جسمین مال نہین
دیا نہ اوسنے دوشالہ اوتار کے سر سے / مرے نصیب مین عنبر سری بھی شال نہین

۱۲۰ پسند طبع خلائق اگر نہو عاشق
یہ فن شعر ہمارے لیے کمال نہین ۱۵

نہ آتے ہین نہ بلواتے ہین ہم جی سے گذرتے ہین / ابھی نادان ہین کم سن ہین شرماتی ہین ڈرتی ہین
سما جاتی ہے کیسی خود نمائی جب سنورتی ہین / کھڑی ہو کر اکڑتے ہین جب آگے پاؤن دھرتی ہین
او نہین وسواس آتا ہے جو ہم کہتی ہین مرتے ہین / سراپا کا تماشا ہون مین ہان صدقے اوترتی ہین
چرائی ہین وہ ہمسے آنکہ ہم جی سے گذرتے ہین / جلا سکتی نہین ہمکو مسیحائی پہ مرتی ہین

لگاتے ہین اگر سرمہ کبھی تک سے نیند اوڑتی ہے
جو بل دیتے ہین زلفون کو تو خود سوتے مین ڈرتی ہین

چلے جاتی ہو کیا پروا ہے کسکی جان جاتی ہے
سسکتے ہین کبھی غش مین کبھی جی سے گذرتی ہین

نہین آتا مقابل شرم سے اوس روی روشن کے
فلک پر چاند چڑہتا ہے وہ کوٹھے سے اوترتی ہین

وہان تک لوگ کیونکر نامہ و پیغام لیجاتے
تری نازک مزاجی سے عذر کرتی ہین ڈرتی ہین

زبان سے جو نہین کہتی ہین وہ کچھ کر ہی گذرینگی
کسی دن آزمایش اونکی ہو تم پہ جو مرتی ہین

برا ہو سخت جانی کا کہ وہ سنکر یہ کہتی ہین
غلط ہے جھوٹ ہے مدت سے ہم سنتی ہین مرتی ہین

سر رہ منتظر بیٹھے ہین آمد ہے سواری کی
ادہر سے وہ نہ گذرینگی تو ہم جی سے گذرتی ہین

لبون پر جان اٹکی ہے تمہاری ترش روئی سے
کہٹائی ہین پڑی رہتی ہین جیتے ہین نہ مرتی ہین

ہزارون آنکھاری ہین ہمارے گہر کو آتی ہے
وہ گہبراتی ہین کیا کیا وسوسے دلمین گذرتی ہین

زبان پر حرف رخصت ہے کسیکی جان لیجیگا
ابہی مر جائینگے کچھ کہا کی ہم کیا آپ کرتی ہین

١٢١

پریشان حال ہے عاشق مگر اونکی بلا جانے
وہان چوٹی ہین کنگہی ہے کبہی ٹیڑہے سنورتے ہین

١٦

صورت ہی نہین دیکھی جانان کسے کہتے ہین
آئینہ رخ ہے کیا حیران کسے کہتے ہین

کب کشت امید اپنی سرسبز ہوئی اے دل
اک آگ برستی ہے باران کسے کہتے ہین

کیا دیدہ انجم سے تم آنکہین لڑاتے ہو
پتلی پہ نہین رکہتی مژگان کسے کہتے ہین

سو جون کی زبانون سے آنسو مرا تبلا یا
پوچہا جو سمندر سے طوفان کسے کہتے ہین

خبر رو ہے کتابی ہم ایمان نہین لاتے
صورت ہی نہین وہ تو قرآن کسے کہتے ہین

دیکھی رخ سے ظلمت زاہد مری نظرون سے
اندہے کو خبر کیا ہے تابان کسے کہتے ہین

دوزخ سی بچا لینا جنت کا پتا دینا
مالک ہو وہان کے تم رضوان کسی کہتے ہین

رندی جسے کہتی ہین بی قید ہی یہ مذہب
دیوانے نہین واقف زندان کسی کہتے ہین

اب ناوک مژگان سی غربال ہو دل جسمین
کانٹا بھی نہ کھٹکا تھا پیکان کسی کہتے ہین

ہین شوق شہادت مین قاتل سی یہ کہتا ہون
خنجر تو ترا دیکھا تبران کسی کہتے ہین

کوچہ نہ ترا جانا دربان کو نہ پہچانا
جنت سی نہین واقف رضوان کسی کہتے ہین

زلفون کی محبت ہی زنجیر کی کیا حاجت
جب گھر سی نہ نکلے پھر زندان کسی کہتے ہین

جب کھل گئے جی پر پایا خم گیسو کو
گو تمنے نہ بتلایا چوگان کسی کہتے ہین

کہتا ہی مسی ملکر وہ آئینہ رو ہمسے
بتلا دون سر مجلس حیران کسی کہتے ہین

جز زلف و خط جانان واقف نہین دنیا مین
سنبل کسی کہتی ہین ریحان کسی کہتے ہین

۱۲۲
یہ بندہ نوازی کے اوصاف نہین دیکھے
جز شیر خدا عاشق سلطان کسی کہتے ہین
۳۸

گل مین ہی رنگ تن دلدار لیکن دل نہین
بے نمک ہی چہرۂ خورشید اوسپر تل نہین

کیون نہ مجنون ہون کہ پہلو مین ہمارے دل نہین
سینۂ خالی ہی محمل صاحب محمل نہین

دھوپ سے تپنیا گیا ہی رنگ لیکن تل نہین
کون کہتا ہی کہ دنیا مین سلاطل نہین

جانتا ہون سحر چشم یار کو باطل نہین
عیسی لب کا ہون عاشق موت کا قائل نہین

جان دینا رشک سی آسان ہی مشکل نہین
تن سی میرا سر جدا کر یہ کسی سے مل نہین

کونسا دن ہی نہین آفت کا مجھکو سامنا
کونسی شب کو بلا سر پہ مرے نازل نہین

سحر گو جا مین فرشتے پر رسائی ہی محال
یار کا چاہ زنخدان سے چہ بابل نہین

سالک شہر خموشاں ہوں ملی کیونکہ پتا — رنگ اپنے قافلے میں ہی پر اوسمیں دل نہیں
دست وحشت سی اگر چاہوں لٹا دوں کوہ کو — سنگ تعوید لحد کچھ ایسی بھاری سل نہیں
پر خطر ہی قبر تک دنیا سے کیا راہ عدم — دم نہیں لیتے کہیں ٹھیکا نہیں منزل نہیں
نیک نامی سے ہے لٹا دو دولت دیدار کو — مثل قارون فائدہ کیا مال سی حاصل نہیں
آفتاب داغ سودا کا عجب اشراق ہے — کوہ و صحرا کوئی مجھ میں یار میں حائل نہیں
اپنے دل کی ہاتھ سی میں جان سی بیزار ہوں — دیکھ لینا ایکدن یا میں نہیں یا دل نہیں
سخت جانی سی نزاکت سی نہایت بیر ہے — لاکھ مجھپر تیغ وہ کھینچے مرا قاتل نہیں
آب تیغ تیز دکھلاتے ہیں مجکو دیکھکر — تشنۂ دیدار ہوں پانی کا میں سائل نہیں
آمد شام شب ہجران بھی ہمنے دیکھ لی — جسقدر دہشت تھی اوتنا اضطراب دل نہیں
ہاتھ قابو میں نہیں اللہ ری رعب حسن یار — یار سوتا ہی مجھے شک ہی کہ وہ غافل نہیں
مرغ دل کو کیا نشانہ کیجیے گا دور سے — دیکھیے محرم کی چڑیا پاس ہی بسمل نہیں
روز ہمسے روٹھیے غیروں سے ہو پیغام وصل — مفت میں ہیں جان کو لیسا ہی بنیاد دل نہیں
جب نگاہ گرم سی دیکھا دہک اوٹھی زمین — آفتاب صبح محشر آنکھ میں ہی تل نہیں
میری وحشت کی فسانی سی ہوئی بدنام آپ — میں تو دیوانہ ہوں لیکن آپ بھی عاقل نہیں
قد خم گشتہ سی میرے کیوں چرایا آنکھ کو — آپ کا ابرو ہی کج کیا چشم بھی مائل نہیں
قدر ممسک کو سوا ہی جان سی بھی مال کی — باغ میں دیکھو گا دن کی پاس ہی وہ دل نہیں
ہی محیط آسمان کی شکل یکساں ہر طرف — میری بحر اشک سے طوفان خیز ہیں ساحل نہیں
عشق بازی کی ہوس باہر ہیں باقی رہ گئی — وہ جوانی اب نہیں وہ حوصلہ وہ دل نہیں

دل جلا ہے اونکی حرف تیز طعن آمیز سے
جی مین ہے دامن پکڑ کر یار کا مر جایئے

یہ کباب ایسا ہے جسکو حاجت فلفل نہین
اڑیان گہر مین رگڑنی سے تو کچہ حاصل نہین

۱۲۳	کب کسی شاعر کا قبضہ ہے زمین شعر پر عاشق اسکا کوئی محتاج نہین عامل نہین	۲۲

خواہش گلشن نہین حوروں سے ہی نفرت نہین
شام سے آج او کل تک کی نہین مہلت نہین
کہوئیگی نخوت تمہین بخشائیگی وحشت نہین
سجدے کرتی ہین انہین جب تک کہ ہے غیبت نہین
ابر آئی ہے نہ تھی تاب غم فرقت نہین +
کیسے تم پچتاؤ گے ہو گی اگر نفرت نہین
لوٹتی کیون سانپ لیکر یاد زلف یار ہین
موت کی چکی لگی پیتے ہی یہ ساقی شراب
کوہ قاتل کا پتا لگ جائیگا کچہ ڈر نہین
عشق تیرے نام کی تہی بہول جاتی تہی سبق
درد و رنج و یاس و حرمان سے ذرا وقفہ نہین
پاؤن پہیلا کر نہین سوتے کبہی آرام سے
مے پرستی سے ہماری جیسا زاہد ہے کباب
وہ غمین ہین پی لین قہقہہ عیش کب پیتا نہین

زاہدا حاصل جو ملجائے تری جنت نہین
صبح تک بجہنی نہ بیگا یہ غم فرقت نہین
زاہد دوزخ مبارک ہو تمہین جنت نہین
بت بہی بندہ سمجہے ہین اللہ کی قدرت نہین
مینہ برستے ہین سنگ کے گہر یار کو رحمت نہین
حسن بخشا ہے تمہین اللہ نے دولت نہین
اژدہا بنکر نگل جاتی شب فرقت نہین
قلقل مے ہوگئی کوس دم رحلت نہین
شوق ہوگا راہ پر لیجائیگی ہمت نہین
تختیان پڑتی تہین طفلی مین اسی بابت نہین
ایک لمحہ اک گہڑی اک آن اک ساعت نہین
ہاتہ صحت نے ہی کہینچا پا کرنا طاقت نہین
کیا جلے دل مین وہان بہی جو ملی جنت نہین
بہول جاتی ہے نماز عید کی نیت نہین

زاہدون کو اوسنی بہر بہر کر دی جام شراب
دیکھنی ہی آج کم ظرفون کی کیفیت ہمین

اوس مسیحا کو اگر منظور ہو سیر چمن
نرگس بیمار بھی کہدی کہ ہی صحت ہمین

ہاتھ رکہا اوس پہ کانپا اگر مستی مین پاؤن
بوجھ ڈالا غیر پر تمنے ہوئی خفت ہمین

عدل کی میزان مین کم ٹھہری جو عقبی کی عذاب
باعث بخشش ہوئی عصیان کی کثرت ہمین

اسقدر روشن ہی دل پر داغ غم اک ماہ کا
دشت امین تنگیا ہی وادی غربت ہمین

صبح پیری ہو گئی نکلا نہ اب تک آفتاب
سوم کا شاید سمجھتی ہی شب فرقت ہمین

ضعف نی بی حس کیا تصویر قالین کی مثال
ٹھوکرین کہلواتی ہی کیا کیا تری الفت ہمین

۱۲۴
ایک دن اس خانۂ تن کو بھی ہی عاشق شکست
جو مکان ٹوٹا ہوا دیکھا ہوئی عبرت ہمین
۲۴

مشغول تین دن سی وہ سیر چمن کی ہین
کہدو کہ بھول جائے غریب الوطن کے ہین

پوچھو کہ ہی کہڑی تن پر داغ کا جو حال
سمجھون کہ آپ سرو ہماری چمن کے ہین

شادی ہی بعد مرگ جو وحشت رہی ہمین
سہرہ ہی تار تار جو اپنی کفن کے ہین

سوسی نہین جو خوف سی ہم کانپنی لگین
زلفون کی مار سہرہ پہ ٹکڑی رسن کے ہین

سر کٹ گیا یہ آج سرافراز ہم ہوے
خلعت اونہین ملا ہی جو قابل کفن کی ہین

سودای خط یار ملاتا ہے خاک مین
اس سے غبار خاطر اہل وطن کے ہین

محتاج وقت مرگ غنی ہین جہان مین
خلعت جو بخشتی تھی وہ سائل کفن کے ہین

کیونکر نہ استخوان بدن مین شکست ہو
صدمے فراق زلف شکن در شکن کے ہین

کرتا ہون تہک کے مین ملک الموت سی خطاب
پرسان حال آج غریب الوطن کے ہین

نالے کی طرح کوچہ سے نہین نکلی روح
کشتے ہین ہم اک حسین کی صوت سخن کی ہین

پاتے ہین مرتبے ترے کشتے شہید کے
محتاج غسل کے ہین نہ طالب کفن کے ہین

غربت مین دشت دامن مادر سے کم نہین
راحت رسان جو خاطر اہل وطن کے ہین

کعبے مین ہے ٹھکانا ہمارا نہ دیر مین
مردود شیخ راندی ہوی برہمن کے ہین

سودے نے گل کھلائے ہین جسم زار پہ
سب داغ بیوفائی اہل وطن کے ہین

کعبے کو غور کر تو بنائے جبہ یاسے
زاہد مقیم سب اسی دیر کہن کے ہین

ہے چاک جیب گل ترے کشتے کے سوگ مین
لالے کو داغ غم اسی غنچہ دہن کے ہین

رنگین ہین طبیعت رنگین کے شعر بھی
سرسبز پھول آج ہمارے چمن کے ہین

دشت جنون ہوا مری وحشت سے سرفراز
دستار خار تار مرے پیرہن کے ہین

راحت طلب جو ہو وہ کرے شکوہ سپہر
خوکردہ ہم مصیبت و رنج و محن کے ہین

پیری مین عشق ساقی مہوش کا ہے عروج
نشے ابھی جوان شراب کہن کے ہین

کیا گل کھلا دیا شب تار فراق نے
شاید نصیب داغ یہ اعضا بدن کے ہین

دیکھی ہوا سے خاک نہ مجھ خاکسار کی
پیارے بہت زمین کو اجزا بدن کے ہین

کبر کے تھے جو قوت بازو کمان سے گئے
باقی نشان تک بھی نہین نور تن کے ہین

۱۲۵	عاشق بہار گلشن ایجاد دیکھ لی ناپایدار پھول بہت اس چمن کے ہین	۱۸

کوئی مریض عشق صنم کی دوا نہین
کیا ہو سکے مسیح سے بھی کچھ خدا نہین

اے دل جفاے یار مین شکوے کی جا نہین
منظور امتحان ہے وہ بیوفا نہین

دریا بھی کوئی دیدۂ تر سے سوا نہین | چشمے تو کیا ہین ابر بھی یہ گھٹا نہین

نقصان طول زلف ز رخ کا کیا نہین | اندھیر ہے کہ رات بڑھی دن گھٹا نہین

ستون کو رابطے کا سبب کچھ چھپا نہین | یہ رند ہین تو دختر رز پارسا نہین

مصحف جو رخ ہے غیر کو صورت دکھا نہ یار | ایمان بھی نہین جسے مطلق حیا نہین

اچھے بھی ہون تو بخیۂ مژگان یار سے | زخم جگر ہین سوزن عیسی کی جا نہین

دکھلاؤن زور دست جنون خاک ہی پری | افسوس ہے کہ گور کی تن پر قبا نہین

ظاہر مین ہے صفائی تو باطن مین ہے غبار | آئینہ رخ ہے آپکا دل مین صفا نہین

حیرت مین ہین یہ تیغ تغافل سے دادخواہ | دم بھر مین لا کے قتل ہوے خون بہا نہین

شاکر زبان تیغ نہ زخمون سے ہوسکا | کس کام کے دہن ہین کہ جنمین صدا نہین

انسان ہے جو اوس گل خوبی کو ہے گریز | سب کچھ ہے اوسکے باغ مین مردم گیا نہین

دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است | فضل خدا سے خوف ہمینکا ذرا نہین

منظور ہے جو وصل تو کچھ منہ سے بولیے | دونون مین ایک بات ہے یا ہان ہے یا نہین

جب ہاتھ باندھتا ہون کہ جنبش نہ کر سکین | فرماتے ہین یہ قبضۂ مشکل کشا نہین

کٹتے سے ہین دانت تہ دندان کو لا کے یار | حاضر جواب ہین کہین چپ کتا نہین

بیکس وہ ہین جو ہی رہیگا فنا کے بعد | مونس نہین رفیق نہین آشنا نہین

۱۲۶ قدرت خدا کی کل سے وہ بت رام ہوگیا
عاشق غنی ہون آج مرے پاس کیا نہین ۱۵

سب بے حجابی ہے نہین حجاب نہین | عکس زلفون کا ہے نقاب نہین

میکشی کا مزا نہین گھر مین — محتسب کا جگر کباب نہین

زلزلہ ہے مرے تڑپنے سے — اک قیامت ہے اضطراب نہین

تیغ کی کیا زبان چلتی ہے — دہن زخم مین جواب نہین

حال پر میرے اسے یم خوبی — موج کی شکل پیچ وتاب نہین

ڈر کے کہتے ہین مجھسے وہ شب وصل — خوب ابھی نشۂ شراب نہین

ناز و انداز حد سے گذرا ہے — اور ابھی آمد شباب نہین

جا کے کھنچ کر جو گھر مین قاضی کے — ایسی بنت العنب خراب نہین

بام پر اپنے یار بیٹھا ہے — چرخ چارم پہ آفتاب نہین

پرتو حسن یار پھیلا ہے — در و دیوار کچھ حجاب نہین

شب کو زیور بڑھا کے کہتے ہین — اب تو وہ جان کا عذاب نہین

شب فرقت ہے بام پر اندھیر — ماہتابی ہے ماہتاب نہین

غم سے خالی نہو گا رونے مین — دل ہے کچھ شیشۂ شراب نہین

بوسے ہمنے لیے ہین گن گن کے — گالیون کا تری حساب نہین

۱۲۷	ہوس اکسیر کی نکر عاشق خاک نعلین بوتراب نہین	۱۷

دونون گیسو جو رخ یار سے اٹھنے کے نہین — ابر بھی دامن کہسار سے اٹھنے کے نہین

بیٹھ کر ہم در دلدار سے اٹھنے کے نہین — گر کے ہم سایۂ دیوار سے اٹھنے کے نہین

ہما شبق رخ کو نہ کھلائیے بل زلفون کا — پیچ کفار کے دیندار سے اٹھنے کے نہین

قطع رونا نہوا بیٹھ گئین گو آنکھین
پتلیان کہتی ہین آنسو تار سے اوٹھنے کے نہین

روح رہجائیگی اوٹہ جائیگا مردا تو کیا
آپکے در سے یہ دو چار سے اوٹھنے کے نہین

مدعی خون کے عشاق نہین محشر مین
قتل ہوکر تری تلوار سے اوٹھنے کے نہین

گنبدے کہیلو تو نقاہت کا ذرا دہیان رہے
پہول یہ نرگس بیمار سے اوٹھنے کے نہین

مین بہی راضی ہون جو تکرار رہے بوسونمین
لطف بیفائدہ تکرار سے اوٹھنے کے نہین

طلب بوسہ کی مہلت نہ ملیگی شب وصل
ہاتہ اونکے لب اظہار سے اوٹھنے کے نہین

طائر دل سے نہ ٹوٹی کبہی زنجیر جنون
سخت دانے ہین یہ منقار سے اوٹھنے کے نہین

حسرت بوسۂ رخسار رہی اب دل مین
ہونٹ کہتی ہین لب یار سے اوٹھنے کے نہین

کاوش نوک مژہ کا جو مزا ملتا ہے
پاؤن کہتے ہین سر خار سے اوٹھنے کے نہین

گردش دیدۂ مخمور سے چکر مین ہے دل
ناز مدہوش کے ہشیار سے اوٹھنے کے نہین

شکل مہروی کی بنایا ہمین حیرانی نے
بے اوٹھائے ترے دربار سے اوٹھنے کے نہین

ناتوان دل ہے نکلنے کا نہین دو دو جگہ
اب دہہ مین خانۂ نادار سے اوٹھنے کے نہین

لب معشوق ترا تیر جو ہو تو دے مین
ہونٹ میرے لب سوفار سے اوٹھنے کے نہین

۱۲۸

دردِ دل کہنے مین پرہیز کہان تک عاشق
اب یہ صدمے دل بیمار سے اوٹھنے کے نہین

۳۳

مصحف رخ کا خیال آج جو آیا دل مین
صورت نجم چمکتا ہے سویدا دل مین

کوے قاتل کو چلے خوف نہ آیا دل مین
کثرت شوق سے باقی نہ رہی جا دل مین

شوق سے آئی شب ہجر شب وصل کے بعد
آرزو جی مین ہے باقی نہ تمنا دل مین

رشک فردوس گل داغ سے ہی تن میرا
غم ہے تیرا نقطۂ سرو تمنا دل مین

بت پرستی تہی فقط سب کے دکہانی کو لیے
کلمہ پڑہتی تہی یوسف کا زلیخا دل مین

مار کاکل کی جو عاشق تہے وہ سب ڈسے بے امر
لہرائی ترے دیوانون کے یہ کیا دل مین

تیری نوک مژہ کو مری دل سے پوچھو
دیکہا اس کا نتیجہ تو آنکہون سی تو کہٹکا دل مین

بات وہ کر کہ جو دشمن بہی رضا مند رہے
منہ پہ ابتا نہ کہے گا تو کہیگا دل مین

جی بہرا اسقدر اے گل تری بیقدری سے
آبلے ہین صفت آبلۂ پا دل مین

اے بت انصاف کریگا تو بہت ہین گو ترے
ہم نے فرمایا ہے کیا کیا صفت لالا دل مین

صبر ایسں ہو تو نکلنے ہی نہ دون پردے سے
یا تو آنکہون مین چہپا رکہون کبہی یا دل مین

یار در خانہ و ما گرد جہان میگردم
عرش و کرسی مین نہ پایا اوسے پایا دل مین

ایک پل بہولا نہین تیری تجلی آنکہین
پہر رہی ہین صفت ساغر صہبا دل مین

منہ پہ اک بات نہین آئی چہپایا سب کچھ
ان اشارون کا مزا ہم نی اوٹہایا دل مین

ایک ہی سے نہین ہوتی نکرو ظلم و ستم
کوئی کیا دل مین کہو کوئی کہے کیا دل مین

قتل ہو جاؤن تو بہتر ہے نہ الزام اوٹہاؤن
سر بہی کٹ جائے جو میرا نہین کٹتا دل مین

نیند مین ہوتی ہے حلاوت جو ملی زخمون کی
ہم سرو ہی کا جبا کرتے ہین مالا دل مین

پہر نکلتا ہے جو بچیاون کی بہلا کیسے سے
رکہتے ہین داغ بنا کر ہی پپیا دل مین

بت کا ہی گہر ہی پرکیا جی خدا کا بہی یہی
نہ کلیسا ہے نہ شیشہ ہے نہ کعبا دل مین

قتل کرتے ہین نگاہون سے مگر دل مین ہے رحم
ترک سفاک ہین آنکہون مین مسیحا دل مین

صاحب فکر رسا میرے ہین مستغنی
شہر دل مین ہے چمن دل مین ہے صحرا دل مین

جن کا سایہ تلے اونکا ہے سودا اس کو
جو نہو حشر تلک اونکی ہی تمنا دل میں

کبھی دشمن ہو کبھی میرے لیے روتی ہو
خاک اوڑتی ہی کبھی بہتا ہی دریا دل میں

نہ نظر بھر کے کبھی دیکھا نہ دل صاف ہوا
آنکھوں پہ چلمنیں پڑی ہیں تو پردا دل میں

ایک پل ضبط کیا اشک تو جی بیٹھ گیا
آج ساعت کے کٹوریکا ہی نقشا دل میں

خاک سر ہی میں کروں اور جلی کفن کی ہوا ہوس
آج تک داغ جوانی کا ہے دھبا دل میں

آئیے روٹھ کے چلے رات ہی کم سو رہیے
آپ کچھ دل میں نہ اب کبھی نہ بندا دل میں

تیغ بیداد سے وہ ترک کرے سو ٹکڑے
سر کے کٹنے کا ذرا غم ہی نہ دھڑکا دل میں

سختیاں ترک سوں پتھر صنموں کا ہی یہ چال
نہیں مٹتا وہ کبھی نقش جو بیٹھا دل میں

عشق چمکا تری جھلکے کا تو یہ رنگ اوڑا
خون کے قطرے سے بنے عقد ثریا دل میں

جسقدر غم ہو مجھے اونکو خوشی ہوتی ہے
دوست کے واسطے دشمن کو ہے پالا دل میں

سو بتوں سے در زندان کو اڑایا نہ اگر
لوگ سچا کہینگے سامنے جھوٹا دل میں

۱۲۹ — ۱۶

خوف آتا ہے مجھے سامنے جاتے عاشق
بیٹھوں پہلو میں نہیں حوصلہ اتنا دل میں

ہزار ہم مژہ اشک بار رکھتے ہیں
وہ خار کھاتے ہیں دل میں عجب جگر رکھتے ہیں

ضعیف ہو گئی ہیں داغدار رکھتے ہیں
خزاں میں بھی تری عاشق بہار رکھتے ہیں

یہ ضد ہی کان کی بجلی کی جب کروں تعریف
مری جلانے کو وہ بھی اوتار رکھتے ہیں

جہاں میں کوئی زخمی ہے کوئی قیدی ہے
بچا نگہ سے تو زلفوں سو مار رکھتے ہیں

ہوا پہ آئے ہو کس طرح ہم نہوں سر باد
لیا وہ جسم میں مشت غبار رکھتے ہیں

نہ طمع مال ہی ہمکو نہ خواہش جاگیر — ہم آپ زندگی مستعار رکھتے ہین
ہم اپنے دل کو سناتے ہین آپ فکر غم — کوئی رفیق نہ مونس نہ یار رکھتے ہین
کفن بنانے کو اک پیرہن سے مالک ہین — زمین ملک ہین ہم قبر وار رکھتے ہین
جو عمر کھوتے ہین تعمیر قصر عالی مین — بناے خانۂ تن پائدار رکھتے ہین
مقابل آئین غزال حرم تو موت آجای — یہ ترک چشم بھی آہو شکار رکھتے ہین
جلا کے خاک کرینگے فلک کو دم بھر مین — غبار اس سی تری خاکسار رکھتے ہین
ہم اپنے صدمے سی غیرون کو بھی جلاتے ہین — مثال سنگ کے دل مین شرار رکھتے ہین
تصور اونکا ہے آنکھون مین کس حفاظت سے — چھپا کے پردون مین تصویر یار رکھتے ہین
ہم آکے گلشن ہستی مین کیا پہلین پہولین — دل حزین و تن داغدار رکھتے ہین
بخیل روح تھی چھوڑا ہے جامۂ تن کو — دنی لباس بھی ہین کہ او تار رکھتے ہین

۱۴۰	زمین اشک ندامت سے بہ گئی عاشق وہ آج تک وہی دل مین غبار رکھتے ہین	۱۴

مصور پھر گیا نقشے سی گو انداز آنکھون مین — نہ ہے وہ معجزہ لب مین نہ ہے وہ ناز آنکھون مین
اشارہ مین کبھی بخشش کبھی ہے ساز آنکھون مین — بھری ہین صانع قدرت نے سارے ناز آنکھون مین
سنا ایسا سخن دیکھا نہ ایسا ناز آنکھون مین — کرامت ہے لبون مین آپکی اعجاز آنکھون مین
تمہین گاتے نہ دیکھا اپنی میں آنکھون سے جلتا ہون — سما جاتا ہے کیسا شعلۂ آواز آنکھون مین
کھلا اسطرح نشانون کو نشتون پر بھی مخفل مین — ہوئی جب بے حجابی اونسے گفتگو ہی راز آنکھون مین
مری آنکھون کو چوما اوسنے دیتے اونکی آنکھونکو — بصارت ہو نٹون مین پیدا ہوے آواز آنکھون مین

اشارا وصل کا آخر ہوا گالی کی پردے مین
ابہی مضطرب پر سیر ہو گیا ہی ساز آنکھون مین

مگر آئینے مین دیکھی ہی صورت اوس پریرو نی
خوشی سی پتلیان کرتی ہین لاکھون ناز آنکھون مین

غرورِ حسن تہا جنکو وہ سب پانی سی پتلے ہین
پیے لیتا ہی سب محفل کو وہ دم باز آنکھون مین

بلا چاہِ ذقن ہین زہر خط ہین سحر باتون مین
صفا رخسار مین اعجاز لب مین ناز آنکھون مین

اشارے ناز سی کرتی نہین سو ہین ہین جادو کی
نہین وہ پتلیان بیٹھے ہین فتنون ساز آنکھون مین

١٤٣١	نہین کچہ سوجہتا جز دخت رز مستی مین عاشق کو کہان باقی رہا زاہد کا اب اعزاز آنکھون مین	١٦

چشم غزال چین نہین تن گلِ یاسمین نہین
دانت دُرِ ثمین نہین شکل ترا کہین نہین

ابر ہی آفتاب ہی حسن ہی اور نقاب ہے
شمع ہی اور حجاب ہی ساعد و آستین نہین

چال مین بانکپن نہین پائل زیب تن نہین
زلف مین بہی شکن نہین چشم بہی سرمگین نہین

قابل سیر یار ہون داغون سی لالہ زار ہون
رشکِ صد بہار ہون نخلِ خزان ہمین نہین

شمع جہان فروز ہی برق زمانہ سوز ہے
ناوک سینہ دوز ہی آہ دلِ حزین نہین

جسکا کہین پتا نہو راہ اودہر ہو یا نہو
میرا قدم پڑا نہو کوئی وہ سرزمین نہین

بار جو ہی نقاب ہی دید کی کسکو تاب ہے
غیرت آفتاب ہی عارض مہ جبین نہین

یار نہ بانکپن دکھا بل نہ دم سخن دکھا
تو کمر و دہن دکہا کہتا ہی کیون نہین نہین

غم سی ہرا ایاغ ہی روکش خانہ باغ ہے
گہر کا مری چراغ ہی داغ دل حزین نہین

کہدو یہ قیس زار سی او سو ذرا فراز سے
وحشت بہری ہین خار سی آبلہ پا کہین نہین

سینہ جو داغدار ہی دل ہمہ تن فگار ہے
سیر گلون کی خار ہی مجہسا کوئی حزین نہین

غیروں سے ہی شغل مین یار مجھکو کیا دخل مین یار
بیٹھے مری بغل مین یار بات یہ دل نشین نہین

پیچھے مین شب اب تا کبھو نہ مین چالاکی ہو کیا ب
مجھکو بلا ہی یہ جواب ڈر دہی یہ نقشین نہین

چشم جو اشک بار ہی غیرت آبشار ہے
داغوں کی وہ بہار ہی ایسا چمن کہین نہین

جو بنے جمع مال ہی اوسکو ہی خیال ہے
زیست ہزاروں سال ہی دم و پسین نہین

۱۳۲	عاشق امید کیا بھلا آئیگا روز وصل کا بہرے گا دور چرخ کا زیست کہان ہین نہین	۲۶

مسکنی وہ دن میسر ایک جا ہوتی نہین
دختر رز وہ بیسوا ہی آشنا ہوتی نہین

جب کدورت دلمین ہو حاصل صفا ہوتی نہین
ظرف گل پر شکل آئینہ جلا ہوتی نہین

جنکو سودا ہو چکا ہے اونکے دل سے پوچھیے
زلف پیچان سے سوا کوئی بلا ہوتی نہین

اب سنو نکو سائل وصل صنم اللہ سے
یہ دعا وہ ہے کہ مقبول خدا ہوتی نہین

منفعل ہون زلف کو مشک ختن مین نے کہا
ای پری پیرو آدمی سے کیا خطا ہوتی نہین

باندھ کر ہم ٹکٹکی کیونکر نہ دیکھین آپ کو
نیند جب سے دم آنکھ ہو جاتی ہے وا ہوتی نہین

نکہت زلف معنبر کا بہت مشتاق ہون
پیچ کیا ہے اس طرف کی جو ہوا ہوتی نہین

کب فقیروں کی سنیگا وہ سلیمان جہان
دل مین کچھ تاثیر نقش بوریا ہوتی نہین

زاہدا اس کے عبادت کو کیا مین نے سلام
بندگی جو چاہیے ویسی ادا ہوتی نہین

دختر رز کی آج اے ساقی نکہ ہے حضور
چار کے جو گھر گئی وہ پارسا ہوتی نہین

مجبوروں کی جب نظر پڑتی ہے تیری رحم پر
ایک تل بھر دہشت روز جزا ہوتی نہین

نخت حیا سے اگر تنے اٹھایا آنکھ کو
چشم نرگس مین صنم مطلق حیا ہوتی نہین

طالع وارونہ سے اور بی تک پہونچی خاک ہی
یا ہوا ہوتی ہے اولٹی یا ہوا ہوتی نہین

ای مسیحا حال یہ پہونچا مریض عشق کا
آپ بہی چاہین تو اب اسکو شفا ہوتی نہین

ای صنم حاصل جو تم ڈرتے ہو اولٹی گفتگو
بات کچھ برعکس تقدیر خدا ہوتی نہین

دو قدم چلنے سے جیسے پاون سو جاتے ہیں ہیچ
ایسی اینگل شوخی رنگ حنا ہوتی نہین

وصل کا پیغام دیتا ہون اوسی سو رنگ سے
گفتگو اپنی خلاف مدعا ہوتی نہین

نفع یہہ مجھے خاکساری مین کسی کو چاہیے
ہے تو اضع خوب پر حاجت روا ہوتی نہین

گوہر دندان کی مستی سے نہین بڑہتی صفا
لعل لب پر پان کہانے سے جلا ہوتی نہین

شور بختون سے نہ رکہ ای دل ترقی کی امید
آب شک چشم سے نشو و نما ہوتی نہین

اہل حاجت کو امیرون سے بہلا پہرہ ہو خاک
گوش زد منعم کے آواز گدا ہوتی نہین

صبح کی جب توپ چہوٹیگی نہ روکین گی تمہین
یہ سمجھ لینا کہ عاشق سے دغا ہوتی نہین

نیمجان چہوڑا ہے کیون گنج شہیدان مین مجھے
تیغ قاتل سے کبہو مشکل کشا ہوتی نہین

ہم غریبون کا بہی بیڑا پار کر دیگا خدا
گو کوئی کشتی روان بے ناخدا ہوتی نہین

حد بہتین کچھ نہین کیونکہ کمال عشق ہو
ابتدا ہوتی ہے اسکی انتہا ہوتی نہین

١٢٣	خامس آل عبا نے جیسے عاشق سر دیا اس سے بڑہ کر اور تسلیم و رضا ہوتی نہین	١٧

عاشق بیمار ہون مین جو بہی بیمار ہجر مین ہون
نرگس بیمار جانان کی پرستارون مین ہون

آہ کہتی ہے کہ تنہا ئیکہ مین یارون مین ہون
درد کہتا ہے شب فرقت کی غمخوارون مین ہون

بت پرستون مین ہون نہ مین ہون حق پرستون مین ہون
جو نہ بخشے جائینگے مین ان گنہگارون مین ہون

ہاتھ دل کی قسم وقف نہین اسلام سے
بان بان اپنا ہی مجرم اون گنہگار نہین ہون

ہم سبک وحون کو ملجا نا گلے مشکل نہین
بوکی صورت ای پری پیکر تری بار نہین ہون

سو سے بدتر ہی سپہر کے سامنے سامان عیش
وہ نہین ماتا ہی مین جسکے طلبگار نہین ہون

کیون نہین پھرتی ہی جانب نگاہِ التفات
ای مسیحا مین بھی آخر تیری بیمارون مین ہون

ہی بہت مشکل دلا اوس شاہ خوبان کا وصال
اسقدر مین زور کہتا ہون نہ زردار نہین ہون

خواب مین بھی کیون تمہین یہ بھی نصیبو نہین نہین
ایک مدت اسکو گذری ہی کہ بیدار نہین ہون

تم جو کہتی ہو کرونگا ظلم مین حد سے سوا
مین بھی راضی ہون تمہارے نازبردار نہین ہون

دل چراکر عاشقان خانمان برباد کے
کہتی ہے زلف سیاہ یار طرار نہین ہون

اوس مسیحا کی توجہ ہو مریضون پر اگر
حضرت عیسی کہین آکر کہ بیمار نہین ہون

بیٹھ کر کہتا ہی محفل مین حسینونکی وہ شوخ
چودہوین کی چاند کی مانند مین تار نہین ہون

رند وزاہد کیون نہ راضی ہون کہ ہون دل عزیز
مست ہون تو نہین مین ہشیار ہشیار نہین ہون

ضرب ابرو سے ہے ظاہر سحر چشم مست کا
پتلی آنکھون نہین یہ کہتی ہی کہ تلوارون مین ہون

خلد سے بہتر ہی مدفن ہو جو کوچے مین ترے
حور کی خواہش نہین تیری طلبگار نہین ہون

۱۳۴

لیلی و یوسف کو وہ کہتی ہین عاشق طنز سے
سچ مین بدنام ہون رسوا نہ بازارون مین ہون

۱۸

وفور شوق عدو ہی فروغ داغ نہین
ہوا ای تند سے گل ہو یہ وہ چراغ نہین

خیال زلف سے مٹتا فروغ داغ نہین
بجھے جو سامنے کالی کے وہ چراغ نہین

تمہارے خال نے دل کو نوید وصل نہ دی
مری کتاب مین حال شگون زاغ نہین

نہ مجھ تک آسکے کبھی وہ نہ مین گیا اون تک — او نہین فراغ نہین ہی مجھی دماغ نہین
ہمارے دل سی ہوا ہی فروغ بالون کا — سوا ای داغ شب زلف مین چراغ نہین
ملال ہوگا نہ دیکھو مرا تن پر داغ — شگفتہ جس سے طبیعت ہو یہ وہ باغ نہین
فلک نے تفرقہ ڈالا یہ بعد مرنے کے — لحد مین جسم ہے اور روح کا سراغ نہین
تنور سینۂ عاشق کا سوز سی ہی فروغ — بغیر آگ کے کچھ رونق اوجاغ نہین
ارم مین پیکے شراب طہور مین لی کہا — یہ وہ چمن یہ وہ شیشہ یہ وہ ایاغ نہین
لٹین گے جاکے مسافر سرای دنیا کی — سنا ہی ملک عدم مین کہین چراغ نہین
وہ کون گل ہی جو گلزار دہر مین نہ کھلا — جو اور کچھ ہے وہان تو بہشت باغ نہین
اوٹھاکے جبر سماجت کبھی نہ کی مین نے — کسی رقیب کا ایسا دل و دماغ نہین
وہان عرض کہ نکیرین پھر کے عرض کرین — زمین پر تو کہین قبر کا سراغ نہین
بہار داغ کو جی بھر کے دیکھ لے ای دل — کسیکی ملک نہین یہ کسیکا باغ نہین
عبث ہی پیر جو دعوی کری جوانی کا — وہ دل وہ حوصلہ وہ فکر وہ دماغ نہین
شب فراق مین آنکھون کو رو چکا سر شام — کچھ اور جسم سے پہلے غذای زاغ نہین
فراغ صحبت احباب و یار و عہد شباب — وہ کیا نہ تھا کہ مرے دل پہ جسکا داغ نہین

۱۳۵ — بہار داغ مین تاثیر کچھ نہین عاشق / کھلا کسیکا کبھی غنچۂ دماغ نہین — ۱۰

ہم ضعیفون کی دعا مین کچھ اثر ہوتا نہین — نخل جب کہنہ ہوا اچھا ثمر ہوتا نہین
نارپستان کوئی طفل سیم بر ہوتا نہین — نخل باغ خردسالی مین ثمر ہوتا نہین

اپنی نالی تیشۂ فرہاد سے کچھ کم نہین
سنگ مین گھر کرتے ہین دل مین اثر ہوتا نہین

عید غیرون کو ہو ہر روز دید یار سے
کیون ہلال ابروے جانان قمر ہوتا نہین

آبرو دارون کو پایا ہمنے ممسک دہر مین
آب گوہر سے دہان خشک تر ہوتا نہین

کس طرح پیش نظر رہتا تصور یار کا
قابل بندش کبھی تار نظر ہوتا نہین

جانے والون کو عدم کی کیون ہے توشے کی تلاش
پاس کچھ ہو تو وسکے زاد سفر ہوتا نہین

سخت جانون کے جگر مین گرمی الفت کہان
یہ وہ پتھر ہین کبھی پیدا شرر ہوتا نہین

دل شکستون کو شکستون پر ہے تسکین کیون نہین
داغ دل سنگ حوادث کی سپر ہوتا نہین

برق روی یار کیا پہونکی تن پر داغ کو
خرمن انجم کو بجلی سے ضرر ہوتا نہین

خشک مغزون سے حلاوت اہل صحبت کو ہو کیا
بانس کی پورون مین لطف نیشکر ہوتا نہین

یار سے آنکھون مین باتین خوب پوشیدہ ہوئین
تا رہی صورت تار نظر ہوتا نہین

چاندنی کی سیر کو گھر سے نکلتی وہ ضرور
ہجر کی شب داغ دل شکل قمر ہوتا نہین

زیور گوش سماعت دہر مین ہی نقص ہو
قلزم فکر بشر مین وہ گہر ہوتا نہین

بت کی طاعت کفر ایمان بندگی اللہ کی
رند مشرب کو خیال خیر و شر ہوتا نہین

جوہر ذاتی سے ہے قائم گرم و سرد دہر مین
یخ کے بن جانے سے کچھ قطرہ گہر ہوتا نہین

بس ہم سہاتا ہی حسینون کو مرا حسن کلام
طالب زر کوئی مجھسے سیم بر ہوتا نہین

۱۲۶	دل سے مین کرتا ہون باتین شب کو زلف یار کی صبح تک قصہ یہ عاشق مختصر ہوتا نہین	۳۲

دل کو عشق مژۂ و زلف گرہ گیر نہین
ہدف تیر نہین بستۂ زنجیر نہین

بے خطا مرگِ جوانی کوئی تعزیر نہین / رحم طینت مین تری اے فلکِ پیر نہین

آہ کا قصد ہے اب حشر مین تاخیر نہین / اس سے بڑھ کر کوئی دیدار کی تدبیر نہین

لاکھ چاہون پہ نقاہت سے نہین اوٹھتی مُہر / یار کی شرم سے کھلتی کبھی تحریر نہین

ضبطِ غم سے دل بیتاب ہے شق سینے مین / اشک پیتا ہون کچھ آبِ دمِ شمشیر نہین

خط کے چھو لینے کا لپکا نہین جاتا اوسکو / زہر دینے کے سوا کچھ مری تعزیر نہین

پانون مین اسکے جو قوت ہے تو سر مین اوسکی / ساکن اک دم قدمِ طفل و سرِ پیر نہین

راست بازون کو نہین دہر مین پروائے لباس / دامن قیس کا پابندِ سرِ تیر نہین

ایک ہی قتل ہوا ابرو سے تو عالم نہ بچے / خون کو چاٹ کے دم لے یہ وہ شمشیر نہین

کوچۂ یار مین گڑنے کی ہوس دل مین ہے / جسمین سونا نہ ملے خاک وہ اکسیر نہین

تم کو دروازے پہ آئی مین اگر دیر ہوئی / روح کو تن سے نکلتے ہوے تاخیر نہین

کیون ہے دیدار کی یہ ساری خدائی مشتاق / کون سی آنکھ ہے جسمین تری تصویر نہین

یار کو شوق سے سلاسل ہوا افسانۂ خواب / اور کچھ نالۂ زنجیر مین تاثیر نہین

بندے تقدیر سمجھتے ہین تو خط بھی پڑھتے / مثلِ مصحف کے جبین پر کوئی تحریر نہین

قتل ہی تمنی کیا لاش کو بھی کھنچوایا / میری شہرت ہوئی آفاق مین تشہیر نہین

بات کرتا کوئی بت قبلِ ظہورِ اعجاز / سنگریزون مین اگر ہاتہ کی تاثیر نہین

عشق بازی کا مزا خاک نہین پیری مین / زور نالے مین نہین آہ مین تاثیر نہین

جان کا بار بھی ہوتا ہے ضعیفون پہ گران / حامل روح بہت دن بدن پیر نہین

بوسہ ہونٹون نے لیا گھور کے دیکھا اے سفاک / لب شوق مری منہ مین کوئی تیر نہین

دام سبزے کا اگر باغ مین بچھا تو کیا — طائر رنگ پہنسے وہ کوئی تدبیر نہین
کہین اڑ جائین نہ یہ منہ مین زبان دیتے ہی — شمع روتی ہین جہان حاجت گلگیر نہین
جی کو بہلاؤ مری بعد کسی صورت سے — اب مرقع مین جہان کو مری تصویر نہین
دل زخمی نہ کرو قید سے توڑا سے ساقی — اسمین انگور ہین کچھ دانہ زنجیر نہین
یاد ساقی سے دم ذبح مسرت کیا ہے — حلق مین انکی وہ آب دم شمشیر نہین
سر ہی پہوڑے تو نہین لذت دنیا کو قیام — جو ہے فرہاد سے موجود مگر شیر نہین
اہل جوہر متواضع ہین نہین منت کش — دیکھو تو شکل کمر خم شمشیر نہین
نقش دیوار بنے دیکھ سکے جسکو نشان — ورق دہر مین ایسی کوئی تصویر نہین
جسمین لذت ہی وہ نعمت ہے دہن کے لیے خاص — ناف مولود مین ہرگز اثر شیر نہین
ہے تغیر جو زمانے کا تو ہو جائیگی صبح — شب غم حیرتیون کی شب تصویر نہین
بندگی بت کی رہی بندۂ اللہ رہے — اب کہین عفو کے قابل مری تقصیر نہین
پہر وہی سامنا آیا شب تنہائی کا — اے اجل آج مناسب تجہے تاخیر نہین

١٢٧	یاد آتے ہین مجہے آتش و ناسخ عاشق اونکو افسوس یہ تہا مصحفی و میر نہین	٢٢

پیری بہی آئی غرق ہین شغل شراب مین — ہمنے سفید بال کیے آفتاب مین
مستی کہ چہوٹ پڑتی ہے جام شراب مین — گردون کا عکس ہے قدح آفتاب مین
کیفیت غضب نظر آئی شراب مین — تیوری سے اونکی موج پڑی تلخ آب مین
ٹپکے جو اشک گرم ہمارا شراب مین — پڑ جائین آبلے جگر آفتاب مین

گھٹتی ہے عمر پیر و جوان انقلاب میں
مٹی ہے لطف زیست جہان خراب میں

دامان زین سے اوڑنے لگا آپکا فرس
حلقے سے لگے ہیں چشم پری کے رکاب میں

بوی شراب تند ہے آنسو ٹپک پڑے
نرگس کا عطر تمنے ملایا شراب میں

کی ہمنے مدح عارض روشن شب وصال
حب کا عمل پڑھا شرف آفتاب میں

بوسے کا ہے نشان رخ پر نور یار پر
اک داغ پڑ گیا جگر آفتاب میں

پستان یار پر دل ہشیار پس گیا
عیار پھنس گیا ہے طلسم حباب میں

تیر نگاہ ترک فلک سے نہ رک سکا
سوراخ پڑ گیا سپر آفتاب میں

اللہ رے میری دست جنون کی تعلیاں
باقی نہیں ہے تار شعاع آفتاب میں

اصلاح خط روی کتابی سے یہ کھلا
کاٹے ہوے حروف غلط ہیں کتاب میں

دیکھا جو ہمنے چہرۂ پر نور و خط سبز
سمجھے کہ بنگ ہے قدح آفتاب میں

یہ حال رخ کھلا دہن لاجواب سے
منطق کا کوئی حرف نہیں اس کتاب میں

سو وار ہا کبھی تو کبھی شغل مے کشی
سائے میں یا لب جو ہوئی یا آفتاب میں

دیکھا تو زیر چرخ حکومت کا ہے مزا
غیر از ہوا کچھ اور نہیں اس حباب میں

پہونچا ہے خشک و تر میں اثر آہ گرم کا
موتی میں ہے نہ آب نہ پانی سحاب میں

زلفوں سے اپنی رخ کے پسینے کو پوچھیے
کیا لطف ہو جو عود گرے ڈوبے گلاب میں

ابھی ہے تیغ یار کی ہیٹھہ ہے باڑھ کا
لچکہ لگا ہے برق کا جیب سحاب میں

دل کو یہ آرزو ہے کہ ہو عالم آشنا
سارے جہان کی ہے ہوا اس حباب میں

اندھوں کی طرح چاہ زنخدان میں گر پڑا
سچ ہے کہ سر جھکتا نہیں [illegible]

حاضر ہین گل جلو مین چلو سیر باغ کو
زر دار دوڑتے ہین تمہاری رکاب مین

۱۳۸ — **دیگر** — ۱۸

سرو مین قد سے ہے تیرا نازک بدن ہوتا نہین
غنچہ نازک تن سے ہے نازک پیرہن ہوتا نہین

وصف تیرا لکھہ رقم ای گلبدن ہوتا نہین
کاش تصویر مین رنگ چمن ہوتا نہین

اپنی جا دردیگا وہ حور اتو جی اوٹھونگا مین
حلۂ جنت سے میت کا کفن ہوتا نہین

داغ تن کیونکر ہری ہوتی ہین میرے اشک سے
شور پانی سے کبھی تازہ چمن ہوتا نہین

بیچ مین پلکون کے کیون رہتی ہے پتلی آنکہ کی
دہر مین مردم کا خارستان وطن ہوتا نہین

آبرو خالق نے جسکو دی ہے پہر جاتی نہین
خشک منہ مین ایکدم آب دہن ہوتا نہین

راہرو کیا چاہ سے گرتے ہین اطفال جسمین
گو کبھی خس پوش یہ چاہ ذقن ہوتا نہین

ہے بڑا مجکو تعجب الفت فرہاد سے
ناتوان بیمار فرقت کوہ کن ہوتا نہین

جنکی طینت پاک ہے دہبا نہین لگتا اونہین
خاک مین سوتی ہین پر میلا کفن ہوتا نہین

بات اولٹی ہے کہ خاموشی مین ہے جادو بھرا
سامری سے سامنے تیرے سخن ہوتا نہین

جسم نازک چھل گیا تار نگاہ حور سے
حلۂ فردوس تک زیب بدن ہوتا نہین

جامۂ نخوت مین سے لپٹے ہین اکثر خاکسار
ٹھیک میرے جسم پہ پیرہن ہوتا نہین

دام موج و جوشش چشم رہتا ہے مدام
تشنہ تیری آنکہ سے اس سی بہرن ہوتا نہین

ہجر مین پہولون سے ہے کیا خاک صلبت کا فروغ
یاسمن کا چاند سا ای گل بدن ہوتا نہین

چور مہندی کا نہین ہوتا گرفتار بلا
ہاتہ سے بل دیتی ہین گیسو رسن ہوتا نہین

آنکہ کو نفرت ہی بوسون سی تو کیا اس کا عجب　　رام کرنا چاہیے وحشی ہرن ہوتا نہین

قید کی تشویش سی نازک جو ہین بیخوف ہین　　صید ہرگز طائر رنگ چمن ہوتا نہین

۱۳۹	میوہ جنت مین عاشق کو نہین ملتا مزا باغ مین فردوس کے سیب ذقن ہوتا نہین	۲۷

بہر گیا زخم دل کی سخت جانی سی نغان برسون　　مثل مشہور ہی پتھر مین رہتا ہی نشان برسون

گلے سی طوق اوتر کر حلقۂ ماتم مین بیٹھا ہی　　قدم سی چھوٹ کر نالان ہی ہین بیڑیان برسون

چھپا اوس سیم تن کو تو مہینون ہاتہ کہجلایا　　ملا بوسہ اگر تو مونہہ چاٹا کی زبان برسون

رقیبون کو نشان کیونکر ملی گل سی کف پا کا　　یہان سونگھی ہی بوئی نقش پا ہی رہروان برسون

مہینا بہر شبہی تمسی اگر تو شکر کی جا ہی　　وہ رہتی ہین کلام آئی نہ تہی جو درمیان برسون

تلاش یار سی غافل رہی مر کر نہ دم بہر بھی　　وہ ہم ہین بعد بربادی رہی ریگ روان برسون

اشارہ میری جانب کو نہین ہوتا کسی صورت　　ترا ابرو ہی وہ جو رخ نہین کرتی کمان برسون

مصیبت ہجر کی جہیلی جو برسون وصل تب آیا　　نہ چھوڑون گا قدم رکھتی ہین پہنی بیڑیان برسون

تلون ہی مزاج پیر گردون مین عجب ڈہب کا　　کبہی کی قتل کے درپی کسی پر مہربان برسون

خبر پوچھی نہ یاران گذشتہ نے کبھی اپنی　　عدم کو تحفۂ دل بھیجا کیے ہم ارمغان برسون

نہائی سے ہوئی اوس ترک کی کثرت حیا بوکی　　مثال تیغ سر کاٹا کیا آب روان برسون

کہون احوال تیغ ظلم یا سنگ حوادث کا　　بدن قیمہ ہوا چورا ہوئی ہین استخوان برسون

تماشا دیکھنے آئے نہ اک دن میرے اشکون کا　　نہ پہونچا منزل مقصود تک یہ کاروان برسون

سہر وسا کیا ضعیفی مین ہمارے جسم لاغر کا　　تھما رہتا ہی جہک کر گرد گردی یہ مکان برسون

بتون کی وصل ہی گذری خدا ہی مر کے جا ملیے
کشش دم بہر وہان ہے اور کہنچتی ہین یہان برسون

جلایا زندگی مین اسقدر اسے شعلہ رو تونے
کہ بعد مرگ نکلا قبر سے میری دہوان برسون

غبار ناقہ لیلی نظر سے چہپ گیا شاید
بگولا بنکے سرگردان رہا ہی ساربان برسون

لڑکپن ہی سی تمہاری ظلم کا شہرہ ہے عالم مین
رہا جلاد پیر چرخ بہی آخر جوان برسون

مشبک خانہ زنبور کی صورت نہ کیونکر ہو
یہ وہ سینہ ہی میرا جس سے نکلی ہی فغان برسون

نہ سوکہی اشک میری مدتون تک تو تعجب کیا
بہا کرتا ہی کیسے زور سے آب روان برسون

ہمارا مرغ مضمون دام مین غیرون کی کیا آتا
رہا ہی سیرگاہ طائر دل لامکان برسون

تمہاری سرد مہری نی رولایا اسقدر مجکو
کہ مین اوڑہی رہا ہون چادر آب روان برسون

بسر کی دامن گل پر کبہی خار مغیلان پر
وہ بلبل ہون نہ دیکہا مینے روی آشیان برسون

وہ مسکین ہین نہ چہوڑا دانہ انکو عالم مین
ہماری تاک مین بیٹہی رہی ہین باغبان برسون

کہان گرد رہ سرگشتگان وادی وحشت
ابہی چکر کریگا اور ایسے آسمان برسون

جہان گہر مین گئی تیغ تغافل تیز ہوتی ہے
رہا ہے سنگ در اوس کا سنگ فسان برسون

۱۴۰	خدا کو رحم آجاتا ہے دو اک آزمایش پر یہ بت ہین سنگدل عاشق کرینگی امتحان برسون	۱۷

نرم دل جو ہی کبہی وہ سخت جان ہوتا نہین
گوشت تن مین خشک ہو کر استخوان ہوتا نہین

سیکڑون آہین بہرین نکلا نہ سب الکا غبار
گردباد اوٹہنے سے خالی خاکدان ہوتا نہین

بس نہین چلتا ذرا قاتل کا میری ضعف سے
رک گیا ہی حلق پہ خنجر روان ہوتا نہین

اتحاد عاشق و معشوق ہی دنیا مین جہوٹ
کسقدر ہے تن کو الفت مثل جان ہوتا نہین

ہے جو کم مایہ نہین پاتا وہ اسے اعلے کا فروغ — کچھ شہاب چرخ بڑھ کر کہکشان ہوتا نہین
آنسوون مین ہڈیان بہتی ہین جسم زار کی — بند تنکون سے کبھی آب روان ہوتا نہین
مجکو دم بھر بیٹھنے دیتا نہین شوق کمال — جسطرح ساکن گھڑی بھر آسمان ہوتا نہین
نشتر مژگان چھری ہو کیا کشش سے یار کی — تیر کا پیکان کھینچنے سے سنان ہوتا نہین
محفل دلدار جادو گھر کا رکھتی ہے اثر — دیکھتے ہین لوگ پہرون کچھ بیان ہوتا نہین
حاجت مشاطہ کیا ہے باغ حسن یار کو — گلشن خلد برین مین باغبان ہوتا نہین
پرورش ہو غم مین جسکی کیا ترقی ہو اوسے — طفل اشک چشم تر ہرگز جوان ہوتا نہین
تنگ دل ہے غیر کو راحت نہین ہوتی کبھی — غنچۂ گل بلبلون کا آشیان ہوتا نہین
سوز الفت کا اثر کیا ہو دل بیدرد مین — خانۂ نادار سے پیدا دھوان ہوتا نہین
لخت دل جاتی ہین اشکون مین کہان کیونکر کہلو — مینہ برستے مین غبار کاروان ہوتا نہین
ہے دغا دل مین تمہاری سخت گوئی سے کھلا — تجربہ ہے نیک طینت بد زبان ہوتا نہین
گوشہ گیرون کی یہی ہے نقص اظہار ہنر — مائل پرواز تک زاغ کمان ہوتا نہین

۱۴۱	عاشق اوس دست حنائی تک نہ پہونچا مرغ دل طائرون کا نخل مرجان آشیان ہوتا نہین	۱۱

ہمنشین سوز درون اپنا عیان ہوتا نہین — جل رہے ہین استخوان لیکن دھوان ہوتا نہین
دل مرا کیون مائل آہ و فغان ہوتا نہین — خانۂ اللہ مین شور اذان ہوتا نہین
دیکھکر میری وفا کیون سر جھکایا آپنے — بار احسان محبت کا گران ہوتا نہین
کاٹ کر سر کیون رکھدیتا ہے تیرے پانون پر — سرفروشون کا کسی دن امتحان ہوتا نہین

حال مجنون سنتی ہین کہتے ہین میر اسکے حال
ہیچ بیان کرنے ہین لطف داستان ہوتا نہین

بام پر صحبت ہی ہم بیٹھے ہین نیچے خاک پر
کیون تلے اوپر زمین و آسمان ہوتا نہین

ذبح جب کرتے ہین ہاتھون سے ٹپکتا ہی لہو
نیچہ مژگان کبھی بن خون چکان ہوتا نہین

یار سے گھر مین لہو روتا ہوا جاتا ہون مین
لخت دل سی کوئی بیڑہ کرار مغان ہوتا نہین

اپنے دل سی درد کی باتین ہین کیا سنتے ہو تم
داستان کہتے نہین قصہ بیان ہوتا نہین

ٹھوکرین کہاتا ہوا جاتا ہون کوچۂ یار کو
پاؤن نا طاقت ہوی دل ناتوان ہوتا نہین

١٤٢

ناتوانی کی یہ ہے تاثیر عاشق بعد مرگ
ہون سبک تابوت پر جلدی روان ہوتا نہین

٤٤

ردیف واو

جب آنکہ ہو سیاہ نہو سرمہ گین نہو
افشان وہ چنے کہ جو خود مہ جبین نہو

چلیے وہان سراغ جہان کا کہین نہو
جس جا یہ آسمان نہو یہ زمین نہو

بے نور عرش ہے جو وہ کرسی نشین نہو
کرسی مکان یار کی عرش برین نہو

وہ چال کیا کہ جس سے نہ برپا ہون زلزلے
قامت وہ کیا جو آفت جان حزین نہو

حیرت سے ہے اپنے خانۂ تاریک و تار سے
ہو نور مہر و ماہ ہر اک جا یہین نہو

غصہ ہے کیون وصال مین اتنا نہ روٹھیے
آب روان نقاب رخ آتشین نہو

بے یار بام پر سے مزا میکشی کا خاک
ہو آفتاب عیسی گردون نشین نہو

گھبرا گئے جو زلف مین کنگھی الجھ گئی
شرما کے کہتے ہین دل عاشق یہین نہو

ڈوبے جو بحر عشق مین کیا آبرو رہی
ہوتا ہے وہ سبک جو یہان تہ نشین نہو

کسکو امید صبح شب انتظار ہے
اقرار کل کا وعدۂ روز پسین نہو

ہو جائے جسم سنگ عداوت سے چور چور — لذت نہین کہ درد کہین ہو کہین نہو

اولٹا جواب وصل نہ دے قاصد صنم — آمادہ قبض روح کو روح الامین نہو

رکھتا ہے جو کمال تعلّی ضرور ہے — بے عیب مثل ماہ کے عزلت گزین نہو

آہ دلِ حزین سے حذر کیجیے ذرا — دم بھر مین انقلاب زمان و زمین نہو

پہلے فراق روح سے تن جل کے خاک ہو — صورت مکان کی نزع ہے جب تک مکین نہو

طالب وفا کا ہون بت یوسف جمال کے — چھپا ہون اوس متاع کا مین جو کہین نہو

کیونکر چھپائین منہ جو مری آہ گرم سے — دامن نہو نقاب نہو آستین نہو

ثابت قدم وفا مین ہون ایسا کہ کیا مجال — عکس آئنے مین صورت نقش نگین نہو

بیٹھا جو در پر ایک سلیمان وقت کے — کہتا ہے وہ کہ حلقۂ در سے نگین نہو

مرکر بھی روز حشر تک آنکھین کھلی رہین — دیدار یار کا جو دم واپسین نہو

غیرون سے اختلاط ہو مجھسے چھپاؤ منہ — اس درجہ بے حجاب نہو شرمگین نہو

مرتا ہون مین کہ شہد لب یار چوسیے — دشمن کو زہر مار ہو جو یہ انگبین نہو

چوری ہزار بار کرے پیچ مین نہ آے — طرار زلف یار کہین شانہ بین نہو

۱۴۳ — عاشق کا نام لعل لب یار پر رہے / نام رقیب نحس تو نقش نگین نہو — ۱۹

ہے نشۂ وجود یہ ہر خود پرست کو — بھولے ہین صاف وعدۂ روز الست کو

ہوش اب کہان ہو محتسب فاقہ مست کو — ماہ صیام عید ہوا مے پرست کو

اس درجہ روئیے تاک کے ہم داربست کو — نہنگ نے بنا لیا لب دریا نشست کو

نخوت سے بندگان خدا بن گئے ہین بت | شان خدا سمای یہ ہر خود پرست کو
گلشن مین لطف بادہ گہٹا نے بڑہا دیا | ساقی کو مینہ مین تاک لیا دار بست کو
سیرا مسیح جا بے فلک پر تو پہر چرخ | لا کر بچہا بے عرش سے کرسی نشست کو
ہونٹون کی بوسون کی ہی طالب تجکو ساقیا | عناب لب کو دیجیے گزک مے پرست کو
پہنس جائیگی یقین ہے مچہلی نہ مین کے | جس روز کہول دینگے وہ کاکل کے شست کو
پہونچا تہا شب کو ہاتہ جو محرم کے بند تک | کہلتے ہی آنکہ تہام لیا بند دست کو
یہ روئے ہم کہ پل مین سمندر بہا دیا | لہر آگئی اگر لب دریا نشست کو
اے ترک بانکپن کا جو بانا ہے پانو مین | پہلے نکال زلف و کلہ سے شکست کو
ہمکو تو خوف خال رخ آتشین کا ہے | یہ آگ پہونک دیگی اس آتش پرست کو
انکی شکست توبہ کا ایسا رواج ہے | مشرب مین محتسب نے کیا ہے پست کو
دریا چمن مین موج گل تر نظر پڑی | مستون نے پل خیال کیا دار بست کو
کس درجہ بار سے ہے دل بیتاب ہو طپان | تار نفس کی توڑ نہ لیجا ے شست کو
توسن نے اوس سوار کے کیا ہی اوڑا لیا | سرعت کو باد تند سے آہو سی جست کو
قاصد ہمارے خط کو جو انگیا مین رکہ لیا | تجویز وصل مین ہوا انگلہ نشست کو
خوف سیاہی شب ہجران کو کیا کہون | ترک فلک نے بہول دیا فیل مست کو

١۴۴	عاشق دل اسقدر تہ و بالا جو ہو گیا دیکھا قد بلند کو اور جعد پست کو	١۴

اوڑ چلون اک روز سوئے لکھنؤ | پیر لگا دے آرزو سوئے لکھنؤ

دل میں ہی کیا آرزو سے لکھنؤ — منہ پھرا جاتا ہے سوسے لکھنؤ
یاد حق میں کی عرق ریزی بہت — ہم ہیں وجہ آبروے لکھنؤ
یاد میں اک سرو کی کوکوکنان — پھر پہرینگے کو بکوے لکھنؤ
ارمغان ہم لائے بہر اہل شہر — دل میں داغ آرزوے لکھنؤ
دیکھتے ہیں خواب یا بیدار ہیں — ہم کہان اور دید روے لکھنؤ
پاون تھکتے ہی نہیں اس راہ میں — دل کہنچا جاتا ہے سوے لکھنؤ
پایا یوسف کا پتا یعقوب وار — منزلون سے آئی بوے لکھنؤ
چاہیے مشعل راہ میں کام آئی خوب — داغ عشق ماہروے لکھنؤ
یا خدا ہون سوسم ماہین پھر — گرم صحبت تند خوے لکھنؤ
آبرو مٹی کرے عزت خاک ہو — خاک چھانین کو بکوے لکھنؤ
خوف شادی مرگ ہے اے فرط شوق — آن پہونچے روبروے لکھنؤ
کفش پا اب بن گئے ہیں آبلے — اسقدر کی جستجوے لکھنؤ

۱۴۵	اب ملا عاشق تمہیں جاکر پتا برسون کی تھی جستجوے لکھنؤ	۱۲

پوچھتے ہیں وہ مری چشم نم آلود کو — پاتا ہون ہر اشک میں گوہر مقصود کو
مثل ہوا سے حباب سطح بدن میں ہی بند — جانیو نقش برآب ہستی نابود کو
شعلۂ آتش بنا رنگ حنا ساقیا — آگ لگا دی ہے کیا دست ہی آلود کو
ہے دل پر داغ میں لطف کا اس سے خیال — بزم میں لاتے نہیں مجمر عود کو

سلسلۂ اشک و آہ دست و گریبان ہی یون
رشک ہی طوفان نوح آتش نمرود کو

زیست کہان تک بہلا موت سے ہی خون کیا
ہوگی فنا ایک دن عالم موجود کو

فاقہ کشی کا مزا فاقون کے دل سے پوچھ
آگ لگاتی ہے بھوک مطبخ بے دود کو

پیتا ہون مے کی بدل خون جگر ہجر مین
کہاتا ہون مثل کباب داغ نمک سود کو

خواب مین رہتا ہی یار روز میری ہم بغل
سوتا ہون لیکر مدام شاہد مقصود کو

خال سیہ دیکھ لو آتش رخسار پر
آگ جلاتی نہین دانۂ بارود کو

آتے ہی عہد شباب ہجر کی صدمے اوٹھائے
پہونچی نہ راحت کبھی جان غم آلود کو

۱۴۶	دیر مین عاشق رہے بندۂ بت مدتون سر نہ جھکایا کبھی سجدۂ معبود کو	۲۱

قطرہ جو کوئی مانگے تو جام شراب دو
ذرے کا جو سوال کرے آفتاب دو

جلتے رہو کسیکو اگر تم کباب دو
آنکھون سے آگے آئی جو جام شراب دو

ہو بندگی قبول تو سجدی بناؤن مین
مجلس کرون سلام کا جو تم جواب دو

منہہ سے دانت مانجھ کے آئینہ دیکھ لو
تیغ نگاہ کو دُر دندان سی آب دو

اولٹو نقاب کو تو کہین یہ ستارہ ہین
رخسار سے ایک سیج مین ہین آفتاب دو

محرم نہ روک کے کہی تو ہون خود نمائیان
تکرائین بحر حسن شکم مین حباب دو

اسے جان میرا تار رگ جان نہ ٹوٹ جائے
اتنا نہ اپنی کاکل پر خم کو تاب دو

راحت نصیب ہوگی تو جہیلین گے رنج بھی
سوتی مین وصل ہجر کے دیکھے ہین خواب دو

چشم غضب سے دیکھو اگر سوے آسمان
تیغ نگہ سے ہو سپر آفتاب دو

بنت العنب کی تاک مین پہرتے ہو زاہدو
کہا ہون قسم جو ہاتہ پہ ام الکتاب دو

مدّت گذر گئی ہے کہ جہپکی نہین پلک
مردون کو مین بہگاؤن اگر اذن خواب دو

چوچند ماہ سے تری چہرے مین نور ہے
ابرو ہین دو ہلال عذار آفتاب دو

ہجرت نصیب کیا مجہے کہتے ہو دوستو
یہ فال بد نہ بہیجہ رسالت مآب دو

یاد بلا سے زلف ہی خوف شب فراق
رہتے ہین ایک جان پر اپنی عذاب دو

کیا ڈر ہے قہر پر تری رحمت کو فوق ہے
دو بجلیان ہین کان مین گیسو سحاب دو

طفلی گئی شباب گیا پیر ہو گئے
ایک انتقال دہر مین ہے انقلاب دو

کاوش ہے تمکو ای گل تر مجہ نحیف سے
کانٹا لگے جو پیاس مین تو بہی نہ آب دو

جو بادشاہ مصر کا تمسا حسین ہو
یوسف کرے سوال کہ تعبیر خواب دو

معذور ہم ہین ضعف سی ای منکر و نکیر
آپہی کرو سوال تم آپہی جواب دو

بوسہ جو تل کا مانگا تو خاموش کیون ہوے
کیا گہنگنیان بہری ہین منہ مین جواب دو

۲۶	جہوٹے ہون سب رقیب رہے نام آپ کا عاشق کو اپنے عاشق صادق خطاب دو	۱۴۷

پہر وہی دن ہون گا پہر تیغ کا مشتاق ہو
پہر گرا ہین رات بہر پہر زندگانی شاق ہو

دیکہنے آتے نہین کاٹے کو مار زلف کی
خال دکہلاتے نہین ایسا نہو تریاق ہو

جہوٹ ہی جو صبح صادق کو فروغ رخ کہون
لطف دیتا ہی جہانتک شعر مین اغراق ہو

پائین بوسہ خال کا یا بوسۂ خط ہو نصیب
ایک دونون مین ملی یا زہر یا تریاق ہو

بڑہ گیا ضعف و قلق راحت کی اب صورت نہین
بیٹہہ بہی ہین جاؤن مشکل سی تو اوٹہنا شاق ہو

شعر بد سب کاٹ کر دیوان سے باہر کیے
ناخلف اولاد کو کیونکر نہ کیجے عاق ہو

مفسد ہیں بندون سے خدا کے رحم کہانیکا نہین
بھیک مانگی سے نہ دے جو بت کوئی رزاق ہو

ناصحا یہ سچ کیا عشق حقیقی مین نہین
افضل اعمال ہے جتنی عبادت شاق ہو

رفع بدنامی سمجکر ڈالتے ہو بیڑیان
قید کرتے ہو کہ تا دیوانے کا اطلاق ہو

تمکو اسے مژگان و ابرو کیا کہون انکے سوا
تیر بے پر ہو کمان بے چلہ و بے فاق ہو

شعلہ آواز سے ہے گرمے بازار حسن
کیون نہ گانے پر تمہارے مجمع عشاق ہو

لاکے نیند آنکھون مین جلدی وصل مین کہتے ہو تم
وہ نہ فرمائش کرو پیارے جو ہم پر شاق ہو

فصل گل آجائے پھر گھر مین ہو شغل مے کشی
انتظام شہر کی فکرون مین قاضی تاق ہو

نیچے کس سے فروغ نور دندان کی مثال
برق تابندہ بھی جسکے عکس سے براق ہو

خاک کشتے کی پاے حسن کا وسمے ہو گئی
پیرہن میلا ہے تن سے جسقدر براق ہو

صحبت بد کی سیاہی نقابے جاتی نہین
سنگ سود آب رحمت سے کہان براق ہو

دوستی مین جان لی دم دیکے غارت کر دیا
یار ہو بے رحم ہو عیار ہو قزاق ہو

خوف بے سامان کو کچھ آفات دوران سے نہین
راہ وہ چلیے کہ جسمین پیچ ہو نہ قزاق ہو

چیز کر پیدا وہ سے پہلو ن دل جو ہو راحت طلب
زہر مین کہاون زبان لذت کی جب مشتاق ہو

روتے روتے ہم شب فرقت مین اندھے ہو گئے
اے بیاض صبح نور دیدۂ مشتاق ہو

فصل گل پھر آئے پھر ہو جائین سارے غم غلط
آنکھین ڈھونڈین جام کو شیشے کا دل مشتاق ہو

حسن ہو تمکو مبارک ہم غرض رکھتے نہین
چھپتے ہین اوس سے کہ جو دیدار کا مشتاق ہو

شعلۂ رخ سے کنول فانون کے جل اٹھین سب
شمع بزم مے جو وہ سیمین ساق ہو

لوح مرقد پہ کسی بت کا نہ نقش قدم
شمع کے بدلی لحد پر کوئی سیمین ساق ہو

ہاتہا پائی کیجیے یون وصل مین او شوخ سے
آستین سے ہاتہ باہر پائچے سے ساق ہو

١٤٨

بعد مردن منفصل عاشق سے ہون جزو بدن
رشتۂ الفت اگر شیرازۂ اوراق ہو

١٤

حسن مین تم عدل مین بہی شہرۂ آفاق ہو
ایکدم بیٹھیے اگر صحبت مین کہرا طاق ہو

تو وہ لیلی ہے کہ مجنون دیکھکر ہو سرنگون
خانۂ زنجیر مین محراب ابرو طاق ہو

استخارا دیکھتے ہین میرے گہر آنی پہ آج
مانگتا ہون مین دعا جفتی مین اونکی طاق ہو

شیشۂ مے ہاتہ سے رکہدون عروج نشہ مین
گنبد گردون ہشتم مین جو پیدا طاق ہو

جب مسیحا آپکو اسے قاتل عالم کہین
لب جلانی مین تو خونریزی مین ابرو طاق ہے

مرنے والون کو سہارا جان بچنے کا ملے
عکس ابرو سے اگر چاہ ذقن مین طاق ہو

مسجدون مین اور کعبے مین مہ خواری کرین
دور رندان ہو تو بے شیشہ نہ کوئی طاق ہو

جلوۂ دیدار سے آنکہین اگر روشن کرون
تل تمہارے رخ کا خال دیدۂ مشتاق ہو

تمکو سب کہتے ہین دام زلف و ترک چشم سے
خلق کے صیاد ہو غارتگر آفاق ہو

جرم بعد از جرم اگر بخشین تو وہ مجرم نہون
حشر مین ہو حشر تو فرد عمل بیباق ہو

کشتی گردون ڈبودون خون کے سیلاب مین
وصف آب تیغ جانان مین اگر اغراق ہو

جس طرف نکلی اودہر سے اونگلیان اوٹہنی لگین
ماہ نو کی شکل جو عاشق تمہارا افاق ہو

چشم حورا جائے روزن ہو تری دیوار مین
آئنہ رخسار ہو محراب ابرو طاق ہو

کوئی عاشق دل لگی ایسے آپ سے افزون تر نہین

۱۴۹	صحبت شعر وسخن ہو مجمع عشاق ہو	۱۹

جو مسیحائی کا دعوا ہے تو بدلو چال کو
روحین زندونکی نکل آتی ہین استقبال کو

منہ چھپایا مجھ سے تلوے کے دکھایا خال کو
کسقدر پستی ہے میرے تیر اقبال کو

کوئی پہچانیگا کیا مجھ ناتوان کے حال کو
اک ذرا گردش ہوگی قرعۂ رمال کو

وہم بھی پاتا نہین اوس پا ہرو کی چال کو
ہے فلک کی شکل گردش قرعۂ رمال کو

آپکے دیدار کے بھوکے جو تھے وہ مر گئے
خال کا دانہ چھپا کر کیون بلایا کال کو

اب صفا اونکی تن نازک کی ایسی بڑہ گئی
آئنے کی شکل سے نفرت ہوئی تمثال کو

قتل کرڈالو جو مجھ گریان کو تم برسات مین
روسے منہ پر رکھکے جلاد فلک رومال کو

آفتاب حشر پردہ ہو کا ہوا رخسار کا
زلف اوس کافر کی سمجھا نامۂ اعمال کو

نقد دل لیکر مرا برباد تمنے کر دیا
کون رکھتا ہے حفاظت سے پرائے مال کو

کبک کا طاؤس کا شہرہ ہوا تقلید سے
بھول جاتی ہین مگر وہ آپ اپنی چال کو

بال ہٹ جاتی تو بجلی کوند جاتی بزم مین
سایۂ زلف سیہ ڈہانکے ہے گورے گال کو

قتل کرکے پہر گیا جو رنگ قاتل نے مجہے
وہ دہان زخم سے سمجھا زبان حال کو

شور محشر ہو گیا برپا صداے صور سے
کیا قیامت کی بلا کر آپ نے خلخال کو

پہر سماتی ہین ہلال عید خنجر بن گیا
سمجھے عاشور محرم غرۂ شوال کو

نیک و بد کا روز و شب سے تمکو بالاگ کر دیا
نور عارض کو دیا خالق نے ظلمت خال کو

گل کھلاے روی رنگین کا پسینہ پوچھکر
دامن گلچین بنایا آپ نے رومال کو

ٹوٹ جانیکا ہوا بہزاد کو ایسا یقین
مو قلم سے بھی نکھینچا اوس کمر کے بال کو

کام آیا ایک دن طوفان بحر اشک چشم — سقف گردون پر گری آنسو مری نپسال کو

۱۵۰	وہ سوال وصل مین ڈر جائین گر تو پاس ہے رنگ رخ اوڑنے سے عاشق دیکہ لینگے فال کو	۲۱

اوٹھا کے داغ مرا انتقال ہو کہ نہو — عروج مہر ہوا جب زوال ہو کہ نہو

گہٹینگے ہم نہ بڑہینگے وصال ہو کہ نہو — کمال حسن پہرا سے مہ جمال ہو کہ نہو

اشارہ غیر کو ابرو سے کیون کیا صاحب — چہری تو پہیر دی بندہ حلال ہو کہ نہو

مکان یار سے کچہ دل کو میری الفت ہے — مجہے ارم ہے وہ حور اجمال ہو کہ نہو

ہمارے قتل کا بیڑا اوٹھا کے آیا ہے — زبان خنجر سفاک لال ہو کہ نہو

بچا نہ پاسے نظر سے نظارہ بازون کی — تمہارا سبزۂ خط پایمال ہو کہ نہو

بشر کو عاقبت کار کا خیال رہے — بخیر دیکہیے اپنا مآل ہو کہ نہو

جنون مین آمد زنجیر دل سے بہاتی ہے — بلا سے افعی گیسو کی چال ہو کہ نہو

حرام جانکے اک جام مے کا پی زاہد — وہان نصیب شب اب حلال ہو کہ نہو

عبث ہے آپ کو طاؤس و عندلیب سے رشک — کسی مین آپکی سی بول چال ہو کہ نہو

کرو نہ صبح کا وعدہ مریض الفت سے — کٹے نہ شب تو تمہین انفعال ہو کہ نہو

لیا ہے آج تصور مین ہونٹ کا بوسہ — بسان آتش یاقوت لال ہو کہ نہو

زبان تیغ ٹہہرتی نہین کسی صورت — جواب دینے کے قابل سوال ہو کہ نہو

مجہے پسند شرارت ہے حسن صورت سے — پری خصال ہو حور اجمال ہو کہ نہو

شب وصال جو مجہسے ہو کوئی بے ادبی — تو دشمنون کو تمہارے ملال ہو کہ نہو

ترقیون کی توقع ہے سلب طاقت سی
قد خمیدہ نیان ہلال ہو کہ نہو

کسے دماغ لحد مین جو انتظار کرے
جواب دینے لگونگا سوال ہو کہ نہو

گناہ بخش دیے تونے لاکہ رحمت سے
مرے کریم مجھے انفعال ہو کہ نہو

نہین جو مجھسے عداوت تو پھر وہ کیون ہے
چلو نہ چال تو دل پایمال ہو کہ نہو

چمک دکھاے جو تعویذ تیری چوٹی کا
تو برق طور کا پھر احتمال ہو کہ نہو

۱۵۱
مجھے دکھا کے جو سے لے غضب ہو بوسہ ابرو
تو بے چھری سکے یہ عاشق حلال ہو کہ نہو
۲۵

سنبہلو عاشق ابہی تک نہ جگر ہونے دو
اونکے بہی دل مین محبت کا اثر ہونے دو

قبر دکھلا دو مری اونکا گذر ہونے دو
میری ہستی کا دل یار مین گھر ہونے دو

گردش چشم فسون گر کا تماشا دکھلا دو
اب زمانے کو ذرا زیر و زبر ہونے دو

تمکو آنا ہے تو آج آؤ جو کل آئے تو کیا
حال بیمار کا کیون نوع دگر ہونے دو

شام سے وصل کی شب مجکو دہراتی گذری
یہی کہتے رہے ہر وقت سحر ہونے دو

دیکہو تم چشم غضب سے تو سمندر جل جائے
قطرۂ آب صدف مین نہ گہر ہونے دو

دو قدم جہونک سے زلفون کے نہین چل سکتی
ہمتو جب جانین کہ دوپہری نہ گہر ہونے دو

عیش اپنا کرو تم تمہین کیا مطلب
جیسی ہوتی ہے بسر میری بسر ہونے دو

بام پر اوڑکے پہونچ جاؤنگا مانند تدرو
چاندنی رات تو اے رشک قمر ہونے دو

اپنے زانو کی ثنا پوچھتے ہو کیا مجھسے
نیند آجائے اگر بالش سر ہونے دو

کیون سناتے ہو جو ہے دل مین کدورت باقی
ابہی ٹہرا ہین مجہے خاک بسر ہونے دو

ہین ہی مطالب کو پہنچ جاؤنگا اس دہو کی مین	قتل عالم او نہین منظور نظر ہونے دو
آؤ پرستش کو فرشتون کی طرح راضی ہون	قبر کی طرح اندہیرا مرا گھر ہونے دو
گیسوؤن کو نہ طرار کہونگا جب تک	دل چرایا تو جگر کو نہ خبر ہونے دو
رک سکیگی نہ کبہی تیغ ہلال ابرو	ماہ کامل کو ذرا سینہ سپر ہونے دو
دہن تنگ ہوا چشمۂ حیوان تو کیا	اس سے سیراب کوئی تفتہ جگر ہونے دو
آشنا جو ہین او نہین داغ کہا ڈوبگے	موج زن آج یم آب گہر ہونے دو
روز دیکہین گے او نہین شہر سے باہر تو کیا	کیا حذر ہے کرینگے وہ سفر ہونے دو
منہ کو ڈہانکو تو شب وصل ہے اے مہر لقا	آج پردے کو گریبان سحر ہونے دو
عشق کو ترک کیا کثرت طاعت ہو ضرور	بت سے بگڑے ہو خدا کو تو ادہر ہونے دو
غیر جا جا کی لگاتے ہین مری جانب سے	دوستو تم تو ادہر کی نہ ادہر ہونے دو
آئے صندل بہی لگاؤ کو تو ہم اور رقیب	درد سر ہونے نہ درد جگر ہونے دو
میان سے آٹھ پہر جیسا تو نہ جدا رہتا ہے	نیمچہ آدہ گہڑی زیب کمر ہونے دو
یاد دوا میری کرو یا مجہے مرجانے دو	یا ادہر ہونے دو یا مجکو ادہر ہونے دو

۱۵۲	نقد جان یار کو دیگا نہ کوئی اے عاشق غیر ہون لاکہ اگر صاحب زر ہونے دو	۲۰

خط بہی لکہون تو عیان حال نہو کام نہو	لاکہ جا ہون تو نشان مہر کا ہو نام نہو
موت آجائے غم زلف سیہ فام نہو	صبح ہوجائے کہین جلد یہ اگر شام نہو
چرخ پہرتا ہے فقط میری تباہی کے لیے	ہین اگر بیٹہے ہون گردش ایام نہو

زلف مین پہنس کر ڈرا گور کی اندہیاری سے
دل الجہتا ہی کہین زیر زمین دام نہو

دل مین الفت ہی مگر خوف ہی غمازون کا
دیکہے خط کہتی ہین قاصد سے مرا نام نہو

عیش جب تلخ ہو اپنا تو کسی سے کیا کام
توڑون مینای فلک پاس اگر جام نہو

حال بیمار محبت کا یہ ہے آج کی شب
صبح ہو جاے جو شاید تو کبہی شام نہو

ہاتہ آتا ہی کسے سلسلہ ایسا محکم
کافر زلف ہون کس طرح وہ بت رام نہو

بادہ نوشی نہ چہٹی بے سروسامانی مین
منہ سے شیشے کو لگا لیجے اگر جام نہو

شوخ ہے بادہ گلرنگ سے وہ چشم کحیل
سرمۂ دیدہ دلدار خط جام نہو

رات کو وصل مین رہتا ہی سحر کا دہڑکا
دن کو آتے ہین تو کہتے ہین کہین شام نہو

ہاتہ پہیلانے سے نفرت ہی یہ دل کو اپنے
ٹوٹ ہی جاے یہ شیشہ تو کبہی جام نہو

طائر دل کو ترے ہاتہ سے کچہ وحشت ہے
رشتۂ خط کف دست کہین دام نہو

گردش دیدۂ مخمور کا سودا ہی مجہے
دور مجلس سی یہ ڈرتا ہون کہ ہی جام نہو

ساتہ سونے مین لگانے نہ دیا ہاتہ اس سے
نقرۂ خام بدن سے ہے ہوس خام نہو

تار پوروں مین نہون رشتۂ جان حاضر ہے
داغ دل لاؤن جڑہی پہ جو تری شام نہو

تشنۂ شربت دیدار کی یہ حالت ہے
جس طرح ماہی بے آب کو آرام نہو

آہ سے ہو نہ لکے دم بہر مین طناب خورشید
صبح ہو جاے شب ہجر تو پہر شام نہو

کوے جانان مین شب ہجر نرد دہی مجہے
گلشن خلد تو وہ ہے کہ جہان شام نہو

١٩	تمکو عاشق غم دینا ہے کبہی فکر مآل ہے وہ عاشق کہ بجز عشق کے کچہ کام نہو	١٥٣

قتل درگاہ مین کرتے ہین گنہگارون کو
بت کہان جا کے علم کرتے ہین تلوارون کو

عاشقون سی یہ تنفر ہے جفاکارون کو
کس مرض کی ہین دوا کہتی ہین بیمارون کو

پتھر اصنام چہپاتے ہین جو تلوارون کو
شور ہی قتل کرینگے یہ نمک خوارون کو

اونسے جو کہول دیا برق سی رخسارون کو
اوٹہ کے دامن مین لیا ابر نی کہسارون کو

کیا خزا سیر کا جب سد سکندر ہو خزان
جا کے گلزار مین کیا چاٹیے دیوارون کو

یہ سمجھتے نہین ہوتی ہے ہمین پر عایہ
آ کے غصے مین صنم کوستے ہین پیارون کو

موج کی شکل شب وصل گئی دم بہر مین
دیکہا آنکہون نی حبابون کیطرح تارون کو

ای صنم آہ جو کہینچون تو ترا دل ہلجاے
یہ وہ آندہی ہی کہ ٹکراتی ہی کہسارون کو

خاکسارون کی کہین گرد نہوگی معلوم
یار خاطر نہ سمجہیگا کبہی یارون کو

پہر گیا میر استار تو نکالونگا غبار
خاک مین چرخ ملادونگا تری تارون کو

ہمکو دکہلائیے بنگلہ کہ ہمین محرم ہین
اسکی دیوار مین کیا دخل ہے معمارون کو

دل تڑپتا ہی مرا آتش غم پر اسسے
لوٹ کر لوگ بجہا دیتے ہین انگارون کو

حلقۂ زلف مسلسل ہین ہوونگی نزدیک
سان پر آج چڑہاتی ہین وہ تلوارون کو

بہی وحشت ہی تو رضوانسی ہو جائیگی شرط
پہلی جنت کی گرادیجیے دیوارون کو

اوسکی پگڑی کا تصور جو بندہا ہجر کی رات
ٹوٹے مقیش کی سمجہا کیا مین تارون کو

بوسۂ حسن ملیح آج خفا ہو کے دیا
شور کرتے ہین سبہی اپنی نمک خوارون کو

رخصت فصل بہاری کی یہ صدمی کہینچے
اوٹہتے ہین مرغ چمن ٹیک کی منقارون کو

سر مرا کاٹ کی یون طعن سی فرماتے ہین
آنکہ کو پہیرتے دیکہا ہی وفادارون کو

۱۵۴	روز مولود سے عاشق ہے عناصر میں نفاق چار دن لطف وفاق اوٹھا نہ بیچاروں کو	۳۸۰

وہ عشق حقیقی ہے مجازی کی بلا ہو
کیا خوف بتوں کا جو نگہبان خدا ہو

کچھ غم نہیں دلبر نہ اگر حور لقا ہو
خوش وضع ہو خوش پوش ہو پابند وفا ہو

انسان کو لازم ہے کہ راضی برضا ہو
بندہ وہ ہے جو تابع مرضی خدا ہو

عالم میں کسی سے جو کدورت نہ ذرا ہو
تب سینے میں دل آئینۂ غیب نما ہو

پوجا بھی بتوں کا ہے عبادت بھی خدا کی
طاعت ہی مجھے کام ادا ہو کہ قضا ہو

خالی جو کبھی زیست تو ہے موت سے بدتر
معشوق رہے کوئی برا ہو کہ بھلا ہو

وہ مرحلۂ عشق میں پوچھیں کہ نہ پوچھیں
سو بار مرا دل مری ہمت پہ فدا ہو

زلفوں کی گرہ بات کا اوس وقت ہو جو حائل
دیکھا جو کوئی کافر اعجاز نما ہو

پھر دے میں محبت کی عداوت کا مزا [illegible]
گھٹ جائے مرا دم جو گھڑی بھر وہ خفا ہو

وہ چال کروں غیر کا سب ننگ مٹا دوں
ہمت کو نہ ہار دل جو شکست کا [illegible] ہو

عنقا ہے لب سیب ذقن سے نہیں ملا
[illegible] غذا ہو

اے ترک ہوس فرق ہوا حسن کی بل میں
اکثر ہے زلف پہ پیچ پڑا ہو

مرتے ہیں گرفتار نہ اتنا پھیر کے ہی زلف
سر پیاسی کافر کے نہ خون شہدا ہو

ہو جائے کسی وقت جو برابر سے مقابل
فقط جو نہ چلے کچھ نہ کوئی ناز ادا ہو

اوس بت جو نہ پیچھو دسے گے تو مر جائینگے کیا ہم
کچھ خیر تو ہے کیا تمہیں بندی کے خدا ہو

جانا نہ مرا ناصح نہ عاشق مجھے سمجھے
پوچھا جو کسی روز کہ تم کون ہو کیا ہو

گریان عدم آباد سے ہم آ گئے جہان مین
اے چرخ رولا اوسکو جو پہلے سے ہنسا ہو

فریاد کبھی دل سے جو لب تک نہین آتی
وہ کہتے ہین ٹوٹے جو یہ شیشہ تو صدا ہو

شام شب فرقت سے لبون پہ ہے مرا دم
ہے صبح بہت دور ابھی دیکھیے کیا ہو

اچھا نہین ہوتے ہو جو کانٹے مرے حق مین
اس راہ مین شاید کوئی اور آبلہ پا ہو

رونی کی جو خواہش ہو عناصر نہ رہین چار
جو آگ ہے پانی ہو جو ہے خاک ہوا ہو

گذری ہے گذرتی ہے گذر جائیگی یون ہی
کیا ہو گیا کیا ہوتا ہے اب دیکھیے کیا ہو

اے دشت جنون ہے تری کانٹون سے محبت
پھر آؤن جو حاضر نہ کوئی آبلہ پا ہو

سفلون سے نہو پرورش اہل سعادت
امکان نہین بوم کے بیٹھنے سے ہما ہو

مرجاؤن پہ دیدے لب جان بخش نہ چاہون
تم سے نہ ملون سر بھی اگر تن سے جدا ہو

تمسے ہی مجھے اے ملک الموت ہے الفت
ملک عدم آباد کے تم راہ نما ہو

وہ پاس قریبون کو پھٹکنے نہین دیتے
پلے سے ہوا دارون کو کہتی ہین ہوا ہو

١٥٥	معشوق وفادار کہان اسکا گلہ کیا عاشق جو کیا عشق تو پھر اسکو بنا ہو	١٩

گردش مین رہتی ہین روز و شب صبح و شام کو
عارضہ دوران کا نہ سہے ایام کو

بت پرستی کی پرستش پیکر اصنام کو
مین فقط پوجا کیا اپنے خدا کے نام کو

لوح دل پر نقش استقلال ہے تو اے فلک
توڑ ڈالونگا طلسم گردش ایام کو

نالۂ دل بعد مردن کو نہین کام آئینگے
قبر مین اپنی مجوسے دونگا استحکام کو

شعلۂ رخ مصحف رو خال ہندو دیکھکر
پوجتے ہین آگ کو اللہ کو اصنام کو

صبح تک روشن ہی تربت پر ہماری چشم غول
دیو مرقد پر جلاتے ہین چراغ شام کو

ہین وہان پہنچا جہان پہنچی نہین یہ روز و شب
میری گردش نے تھکایا گردش ایام کو

دیکھیے مرنے پہ کیا ہو عمر بھر گردش ہی
آج تک دو گز زمین پائی نہین آرام کو

کوئی بننین کہتا ہی اور کوئی سنواتا ہی قصہ
یہ نشان چھوڑیگا وہ زندہ کریگا نام کو

سخت جانی سے لہو اک بوند جگر مین نہین
ہڈیان کھاتی ہین میری تیغ خون آشام کو

مہر کیا چمکے مرے داغ جدائی کے حضور
کب چراغ روز پہنچا ہے چراغ شام کو

میری نالون سی ہوی بدنام تم آفاق مین
مین نے جھنڈے پر چڑھایا ہی تمہاری نام کو

سرخ چہرہ ہو ذقن تک کیون نہ پینی سی شراب
آفتاب آخر پکا دیتا ہے سیب خام کو

خانۂ دل مین عوض کڑیون کی ہوتی استخوان
پایداری کچھ تو ہو جاتی بناء خام کو

نالۂ شبگیر سے میرے جلا یہ آسمان
ہوگیا چونہ سفیدہ صبح کا ہے نام کو

کیا شب ہجران سحر کر دی ہی رو کر دیکھنا
اشک کی تیزاب سے کاٹا سواد شام کو

رونگٹے رخ کے بہت مونڈو تو نکل آتی ہین بال
مشق سے اصلاح ہو جاتی ہے خط خام کو

آنکھین میری ملکی تلوون سی یہ فرماتی ہین وہ
ہمنے یون تسپر ہوی دیکھا نہین بادام کو

١٥٦ فکر چرخ عاشق ایک ہے تقدیر سے
پختہ مغزون مین نہین پایا خیال خام کو ٢٤

عقدہ وا ہون تری زلف ایک نظر دیکھین تو
راز عالم کے کھلین ایک نظر دیکھین تو

داغ سینے کا مری ایک نظر دیکھین تو
نور آنکھون کا بڑھے سوی قمر دیکھین تو

نغمے تقنن کے نہ ایسی ہین نہ گھر بلبل کے
نالے رنگین مرے وہ گل تر دیکھین تو

جان کیون جائے جو کاکل مین وہ عارض کہلائین — کوچ موقوف ہو عقرب مین قمر دیکھین تو

عیسی لب کی محبت نہین بیکار اے دل — کیون کرین قدر طبیبون کی ضرر دیکھین تو

کون سنتا ہے مسیحائی کا دعوے گہر مین — اپنے بیمار کو وہ ایک نظر دیکھین تو

ہم تو آخر ہین مگر اور سے الفت نہ ہو جائے — خیر وہ نخل جوانی کا ثمر دیکھین تو

نالۂ بلبل شوریدہ اڑا دیتے ہین کان — خشک ہو جائے زبان آگے گل تر دیکھین تو

جہانک لین روزن دیوار سے خالی اغیار — چشم بد دور او نہین بہر کے نظر دیکھین تو

نگۂ قہر کا غیرون کو نشانہ رکھیے — سر پہ چڑہ جائین عنایت کی نظر دیکھین تو

نام کو گوہر غلطان ہے در اشک ہے اور — دست مژگان پہ نہ ٹھہرے وہ گہر دیکھین تو

آئنہ دشمن لب ہے نگہ گرم کے ساتھ — جل کے ہو جائے ابھی تلخ شکر دیکھین تو

اہل محفل کو اجازت ہو جو دیدہ رخ کی — سرمہ بن جائین ابھی تار نظر دیکھین تو

امتحان رخ شفاف ہو آئینے مین — زنگ لگ جائے ابھی پاس سے نظر دیکھین تو

ڈوب مرنے کی ہین مشتاق نقاہت کے سبب — کود پڑتے ہین ابھی آب گہر دیکھین تو

ہجر مین ایسے کیا اس نے زبانی کو ضعیف — یاد آ جائے انہین عالم زر دیکھین تو

بلبل نغمہ سرا کو ابھی بھیجین صیاد — کسقدر غنچون کی مٹھی مین ہے زر دیکھین تو

نزع کی وقت عیادت کا نہین راضی مین — آپ ہٹ جائین مجھے نزع دگر دیکھین تو

نظر آتا ہے خدا گوشۂ تنہائی مین — اپنی حالت کو بہت دیکھین اگر دیکھین تو

زاہدو توبہ کرو کوے مغان ہے ٹکسال — ہم پہ سے کہتے ہین نہین کسکا گذر دیکھین تو

کرتے ہین زیر زمین کسکے ستم کی فریاد — کبھی وہ گور غریبان مین گذر دیکھین تو

منع ہین حسن کی مجھے ناز سے فرماتے ہین | یہی ہوگا وہ کہ کسی اور سے مر دیکھین تو
آپ بیٹھے ہین یہان غیر کہڑے ہین باہر | ہم تو گہس جائین کسی اور کے گہر دیکھین تو

۱۵۶ موشگافون سے نہین چلنے کی عاشق اسکی
لاکہہ ہو بال سے باریک کمر دیکھین تو ۲۹

عاشق ریحان خط کیا چہپکین آفت ہو تو ہو | کشتۂ قامت جبین کیونکر قیامت ہو تو ہو
لینگے بوسے خوب غازہ رخ کا غارت ہو تو ہو | چنپئی رنگت تمہاری آج چنپت ہو تو ہو
بیچ کر جان آئی ہین قاتل کو ہم دربار مین | اک کفن ہمکو ملے اورون کو خلعت ہو تو ہو
آنکہ سے آنسو نہ ٹپکے گو جگر مین درد ہو | اف نہ نکلے منہ سے دل پر داغ حسرت ہو تو ہو
عشق کامل کا اثر سنتے ہین پر دیکہا نہین | ہے عداوت آنکہ مین دل مین مروت ہو تو ہو
دیو مین یہ رعب دیکہا ہے نہ پریون مین یہ ناز | گر سلیمان ہین تمہاری شان و شوکت ہو تو ہو
غالب مین ہو گا مزاج یار سے کیونکر نباہ | حور کوئی اونکی صورت کی عنایت ہو تو ہو
فاکس کسکی کرین خود ہین کنارے گور کے | اپنی ہی رخصت ہے رخصت تاب و طاقت ہو تو ہو
گرمے صحبت کہان حورین نہین آتش مزاج | ہم جہنم کی کرینگے سیر جنت ہو تو ہو
خوف سے مین کانپتا ہون گو بلائی ہے شراب | وصل جی بہر کر ذرا ہی اونکو غفلت ہو تو ہو
اے پری کب ناگوار ہوتا ہے تمہاری بزم مین | جسکا دہوکا ہے مری چہرے کی رنگت ہو تو ہو
اس دل سوزان کو اپنے کس سے دین تشبیہ دو | آنکہ دوزخ کا شہرہ ہے یہ حدت ہو تو ہو
وہ نہ نکلے گہر سے منہ پر سایہ روز نظارہ | ہے غضب میری لیے اورون پہ رحمت ہو تو ہو
عفو تقصیر تیان مین بہت ہے کچہ ساز | بار عصیان سے سبک ہون بار منت ہو تو ہو

خوب جب دیکھا جواہر ہین سی لعل لب کہلا
لیکن اثبات دہن کرنی مین حجت ہو تو ہو

ہیچ کر کے مجکو تم کیون اسقدر ہاتہو ملاتے
چہٹ گیا میرا لہو منہہ کی رنگت ہو تو ہو

پوچہتے ہین شب کہو ہے کس گہر مین ایسی روشنی
داغ دل میرا چراغ راہ الفت ہو تو ہو

عذر کرتے ہو اشارہ کر چکے جب غیر سے
ہونٹ کی پہلی پہری پیچہے ندامت ہو تو ہو

چہوڑتی ہے کب لپٹ جاتی ہے جب زنجیر زلف
ہے چڑیلون کی صفت حورون کی صورت ہو تو ہو

ڈہونڈہتی ہو شہر مین کیا اپنی دیوانی کی قبر
جا ہی مدفن گوشۂ صحرای آفت ہو تو ہو

کچہ خبر دل کی نہین مجکو کہان ہے کیا ہوا
ہے جو میری پاس تو اونکی امانت ہو تو ہو

سوز دل سی گلشن داغ بدن مرجہا گیا
آب اشک چشم سی پہر کچہ نضارت ہو تو ہو

پرتو رخسار برق خرمن مہتاب ہے
ہان مقابل اس سی خورشید قیامت ہو تو ہو

گشتۂ زلف سیہ سنتی ہین دم لیتا نہین
ہے بلا کی شکل ہی کالے کی خصلت ہو تو ہو

جب یہ سمجہے ہے خدا کو آپ بندہ ہے کا خیال
کیون طلب کیجے وہان سی خود عنایت ہو تو ہو

ایک بات تک ہرن کا مین نے کہیلا ہے شکار
چشم جانان رام ہو جائیگی وحشت ہو تو ہو

تلخی زہر تغافل سی بہت جی پہر گیا
میٹہی باتین آپ کی سننی می رغبت ہو تو ہو

ایک تار زلف سی موسے کمر باریک ہے
بوجہ چوٹی کا جو اوٹہے کچہ کرامت ہو تو ہو

۱۵۸	آئے گا انصاف بہی عاشق مزاج یار مین تم وفاداری کرو وہ بے مروت ہو تو ہو	۲۱

چاک سینی کا ازل سی دیتا ہے رشتی کی ساتھ
قطع ہوتا ہے گریبان جیسے پیراہن کی ساتھ

کپڑی نہ بوئی کو اگر دو گے نہین کچہ ہم
جائیگی جان اپنی ای گل بوئی پیراہن کی ساتھ

وحشتین جاتی رہین محو خرام یار ہین
کبک بھی طاؤس بھی چلنے لگے ہین جنکے ساتھ

کوچے قاتل کو چلے لیکر دل غم دوست کو
ایک دشمن کی طرف جاتی ہین اک دشمن کے ساتھ

دشمن جان ہین وہ میرے مین تصدق دل سے ہون
کون ایسا ہے کہ جو نیکی کرے دشمن کے ساتھ

دشت مین کان آشنا ہونگے صدائے غول کے
چہچہے مرغان گلشن کے رہے گلشن کے ساتھ

بچ گیا سودا بدن مین اب دوا بیکار ہے
روز محشر تک رہینگے داغ میرے تن کے ساتھ

لطف دیتی ہے شعاع مہر مین قوس قزح
چوڑیان دو دو پہنتے ہین جو وہ کنگن کے ساتھ

بے سبب آزردہ ہوتے ہین مگر دل صاف ہے
ہٹ بھی کرتے ہین بگڑتے بھی ہین تو بچپن کے ساتھ

ہاتھ جب اونکو گریبان تک نہ پہنچا صبح وصل
گرد رہ کی طرح ہم لپٹے گئے دامن کے ساتھ

کچھ بھی غیرت ہے رقیبون کو تو خود مر جائینگے
ہم جہان جاتی ہین ہو لیتے ہین وہ بن ٹھن کے ساتھ

کھائی لاکھون زخم پر قطرہ نہ نکلا ضعف سے
خون تن مین یون ہے جیسے آب آہن کے ساتھ

پتلیان آنکھون کی تمسے بھی سوا ہین پردہ دار
سات پردے بھی چھپے رہتے ہین اک چلمن کے ساتھ

کسکو ایذا ہے مری عریان تنی سے دہر مین
کب کھنچا کانٹا الجھکر دشت مین دامن کے ساتھ

ایسا نازک دل بنایا حائثت دہر نے
مین بھی نالہ کر رہا ہون غیر کے شیون کے ساتھ

کیا شکایت دوستی مین ہو ہماری دوست کو
دشمنی کرتے نہین ہم تو کبھی دشمن کے ساتھ

آئے زاہد میری محفل مین تو مین بھی یہ کہون
کس طرح نبھتا ہے زہد خشک تر دامن کے ساتھ

عاشق جانباز سب ہمراہ ہین وقت خرام
لٹتے جاتی ہین تینگے تک رخ روشن کے ساتھ

کر دیا برباد جب گھوڑا اوٹھایا یار نے
مٹ گئے ہم بیٹھکر نقش سم توسن کے ساتھ

کپڑے سائل کو جو تم دیتے ہو وحشت ہے ہمین
ہم بھی نکلی جاتی ہین جامے سے پیراہن کے ساتھ

١٥٩	جسکو عاشق دل یا جلاد بے سفاک ہی	٧
	دیکھیے کیونکر نبہے اوس جان کو دشمن کے ساتہ	

شب کو او جیرت خورشید کہان رہتا ہی
دن کو بہی جا وہین دتون کو جہان رہتا ہے

شعر کا ذوق ہی فریاد ہی اپنی موزون
نالہ کرنے مین بہی انداز بیان رہتا ہے

منتظر آپ کا رہتا ہون جو اپنے گہر مین
دیدہ روزن در بہی نگران رہتا ہے

ہی فقط فصل خزان تک مزہ ترک شراب
لطف روزہ کا ہی جب تک رمضان رہتا ہے

فکر تعمیر عمارت ہی جہان مین بے کار
قبر کا کسکی زمانے مین نشان رہتا ہے

بہول کر زمزمہ پردازی گلزار عدم
کیون گرفتار قفس طائر جان رہتا ہے

١٦٠	لذت وصل غم عشق مین عاشق ہولو	١٩
	ایکسا حال زمانے کا کہان رہتا ہے	

شعبدے دم ہین خدائے پاک کے
بوسے لینے لگتے ہین پتلے خاک کے

اوس طلائی جسم سے پر زر ہوے
تو رہے کیسے بنگلے ڈاک کے

فرط استغنا مین سودا ہو گیا
ہاتہ کہینچے پانون پہیلے چاک کے

مٹی ہوکر یہ ہوا پر آ گئے
پینچے گردون پر بگولے خاک کے

عکس عارض نے کیے سونے کے تار
پہلے بنجاتے ہین ڈورے ناک کے

اوٹہ گئے اس سر سے لاکہون فقیر
لگ گئے قبرون مین بستر خاک کے

برق دندان کی فروغ نور سے +
بادلے ریشے بنے مسواک کے

اور گردون سے ہی انسان کی نمود
چاک پر بنتے ہین پتلے خاک کے

مست بوے گل ہوا ہے کوزہ گر ‏ ‏ جام کے ڈوری ہین ڈوری چاک کے
ہار کا گل چہوڑ کر شاخون پر آپ ‏ ‏ رفیقون پہ ہنستے ہین ضحاک کے
پہنس گئے اس گنبد بے در مین ہم ‏ ‏ آ گئے ہین دو دہائی افلاک کے
روشنی ہو طبع کی اندہیر ہے ‏ ‏ سوختہ ہین شعلۂ ادراک کے
نامہ بر بہی اوسکے مفتون ہو گئے ‏ ‏ خط تلف ہونے لگے ہین ڈاک کے
رخنۂ در بند ہوتے ہین وہان ‏ ‏ بس سکے نا ہے مجہ گریبان چاک کے
زخمے تیغ نگہ کو جہانکیے ‏ ‏ کیجیے انگور تازہ تاک کے
پا سے ٹوٹتے ہین خار کو اے شاہ حسن ‏ ‏ پار سے ہے وحشت مین ہم پوشاک کے
یار کی برق نگاہ مست نے ‏ ‏ خوشۂ پروین جلا یا تاک کے
دیکہیے دریا مین وہ گدری ہاتہ پاون ‏ ‏ دست و پا ہو ہے ہراک پیراک کے

۲۶	ہے تصور خال چشم مست کا ہے مین عاشق نشئے ہین تریاک کے	۱۶۱

ہے تصور عرش کا گو ہم بنے ہین خاک سے ‏ ‏ سیر گردون کو جلایا شعلۂ ادراک سے
ہجر ساقی مین لہو سے روئے ہم گلگشت مین ‏ ‏ گردباد اوٹہنے لگی گلگون چمن کی خاک سے
تلخ ہو جاتی ہو دم مین میری آدہی بات ہے ‏ ‏ پہنو بابلی نیم کا تنکا نکالو ناک سے
گرم رو ہوگا اندہیری مین اگر وہ ماہ رو ‏ ‏ نور ٹپکیگا پسینے کی عوض پوشاک سے
جہانکنے سے آپ کے سینے خم دل کے پہٹ گئے ‏ ‏ خام ٹوٹے دانۂ انگور ساقی تاک سے
سیر گلشن کو گیا وہ گل اگر برسات مین ‏ ‏ پہوٹ آیا بہیک کر رنگ ان پوشاک سے

جو نہوتی پھر بہار گل کے آنے کی امید
دامن گلچین کو بہر دیتا ابہی ہم خاک سے

جان کر اکسیر اسکندر بہت جو یار تہا
تم مکدر کیون ہوے رنجش و نونکی خاک سے

داغ دل سے آفتاب حشر کا منہ زرد ہے
اوڑ گیا رنگ سحر تیری گریبان چاک سے

رشتہ الفت سبب ہوتا ہے قطع ربط کا
ہین جو عالی ظرف وہ تحقیق کرلین چاک سے

چرخ گردان کی حقیقت خاک نظرون مین نہین
اس سے بڑہکر گرد باد اوٹہتی ہین میری خاک سے

حال میرا دیکہکر لاکہون کلیجے پہٹ گئے
کسقدر زخمنے پڑے ہین یار دلکو چاک سے

قتل سرگشتون کو کرتے ہین تماشے کے لیے
سر اوترتے ہین بدن سے جیسے کانسے چاک سے

سینے مین عشق حقیقی سے پڑے سو آبلے
دلکو استغنا ہوا تسبیح خاک پاک سے

سر گردون کو بہی ہے سودا اسکی چال کا
کہل گیا پردہ گریبان سحر کے چاک سے

لاغری سے اب ہمارا نقش پا بنتا نہین
پا نکل آتا تہا پانی ہر قدم پر خاک سے

ایک سائل سے تو بوسہ وہ شکر لب ہی اوسے
سیکڑون کی منہ کبہی بہرتی نہ دیکہی خاک سے

حال کہل جاتا ہے سب کم ظرف عالی ظرف کا
دور ساغر کم نہین محفل مین ہرگز چاک سے

بدلی پانی کی چڑہ کرنا خاک پر میری شراب
بند کرنا گور خشت خم سے چوب تاک سے

دیکہکر دم توڑتے مجکو کنارے ہٹ گئے
ہاتہ دہو بیٹہے وہ بحر عشق کے پیراک سے

کیا کشش ہے ہاتہ رکہا یار نے جب گور پر
دل نکل آیا گریبان کفن کے چاک سے

زندہ دل کو بعد بربادی بہی ہے نشو نما
بیضہ ققنس نمو کرتا ہے جیسے خاک سے

رہتی تہی ہر وقت ہم دست و گریبان بیت مین
کہنچتے ہو آج کیون دامن ہماری خاک سے

وصل کی شب کم سنی مجکو جتائی یار نے
ننہہ کا دن آیا مگر پانی نہ اوتری ناک سے

کہکشان وچادر مہتاب کو ترک فلک			بدلے کا حیلے تری رو وال منی پاک سے
۱۶۲	آرزو یہہ کربلا مین قبر عاشق کی بنے اسکی یہی خاک نجس ہجاے خاک پاک سے		۱۹

عنایت وہان اذر پر ہو گئی — یہان شکل نوع دگر ہو گئی
سویرے اذان دی شب وصل مین — موذن کو کیون کر خبر ہو گئی
ترے دانت پینے سے جھلکی ہوئی تیغ — شریک اسمین آب گہر ہو گئی
مکدر رہوے آئنہ دیکھکر — تمہاری ہی تمکو نظر ہو گئی
وہ اوسٹئے جو تلوار کو ٹیک کے — کلائی لچک مین کمر ہو گئی
تصور مین کھینچا کیا شکل یار — مری ایک صورت بسر ہو گئی
شب وصل جب مین نے اوٹہی نقاب — موذن یہ سمجھا سحر ہو گئی
تری شرم سے اور اوٹھا حجاب — پسینے سے محرم جو تر ہو گئی
سلجھنے مین گیسو کے اولجھے رہے — اسی پیچ مین شب بسر ہو گئی
گلا مل گیا خنجر یار سے — لڑائی بہی دم بھر مین سر ہو گئی
بہرا ہے وہی دل ہین سوز فراق — مگر آہ کیون بے اثر ہو گئی
کسی اور کو پیچ زلفین نہ ہین — بہر حال اپنی بسر ہو گئی
ضعیفی مین سب گھٹ گئے عضو تن — مگر ایک دوہری کمر ہو گئی
شرم سے اونکو آنا نہ تھا — گجر بجتے بجتے سحر ہو گئی
مرے دل کو تھی جس سے چشم امید — وہی آنکھ بیداد گر ہو گئی

بلا سے ہمین تو سو نگہاتے نہین
شب زلف عنبر اگر ہو گئی

پیام اجل تھا پیام فراق
خبر موت کی پیشتر ہو گئی

مرے پاس سے بزم مین اوٹھ گئے
تڑپنے کی دل کے خبر ہو گئی

۱۶۳
گرے پڑتے ہین خود بخود طفل اشک
کسی کی تو عاشق نظر ہو گئی
۱۷

جو صرف نہو کام کی دولت نہین ہوتی
مجنون کو زر داغ مین ثروت نہین ہوتی

ہے گرد کدورت سے بری جوہر ذاتی
ہیرے مین کسیطرح کثافت نہین ہوتی

بوسے نے لب لعل کے ہمکو نہ جلایا
یاقوت کے شعلے مین حرارت نہین ہوتی

مشہور ہے بکنے سے بڑہا رتبہ یوسف
اچھون کی کسیطرح حقارت نہین ہوتی

آئینہ خنجر مین جو دیکھا رخ قاتل
سن ہو گئے ایسے کہ اذیت نہین ہوتی

کیون رخ کی صفا دیکھ کے حیران ہو اہل صفات
آئینہ سے آئینے کو حیرت نہین ہوتی

افسردہ دلون کی نہین طینت مین جلاوت
مُردون مین تہ خاک کدورت نہین ہوتی

جو تخم عمل بوئیگا وہ پہولے پہلیگا
اس باغ مین برباد ریاضت نہین ہوتی

وہ مہر پہر راہ سے کیون آہ کو سن کر
بے معجزے خورشید کو رجعت نہین ہوتی

دل آئے کسی پر تو وہ چہرہ نہین چھپتا
اے جان جتائے سے محبت نہین ہوتی

حال خط رخسارہ گلگون جو بیان ہو
سرسبز گلستان کی حکایت نہین ہوتی

خط آنے سے مٹتی ہی بہار رخ خوبان
اس سبزے سے آنکھون مین طراوت نہین ہوتی

خلقت کی زبانین ہین کلید در جنت
کس جا رخ رنگین کی حکایت نہین ہوتی

کس سے کریں شکوہ شب فرقت میں فلک کا	یہ ضد ہے کہ اب صبح قیامت نہیں ہوتی
بھجواؤ نہ اغیار کو گلدستۂ نرگس	بندے پہ اگر چشم عنایت نہیں ہوتی
قابو میں نہیں دل او نہیں رخصت کی طلب ہے	کیوں روح مری جسم سے رخصت نہیں ہوتی

۱۶۴	عاشق دل پر داغ کو ہے الفت گیسو طاؤس کو افعی سے عداوت نہیں ہوتی	۱۲

امتحان ضبط کا ہو کیجیے بیداد کوئی	کاٹ ڈالوں میں زباں نکلے جو فریاد کوئی
کاسۂ سر جو حبابوں کی بھی پھرتی ہیں	مختفی دامن دریا میں ہے جلاد کوئی
خانۂ جسم کی کیوں فکر ہے تن پرور کو	پائیدار ایسی کہیں دیکھی ہے بنیاد کوئی
باغ میں لوٹ پڑی جاے جو وہ رشک بہار	زر گل لوٹی لوٹی طرۂ شمشاد کوئی
حکم بسمل کو تڑپنے کا نہیں مقتل میں	ایسا بے رحم تو دیکھا نہیں جلاد کوئی
زلف جاناں کا کیا سامنا سودا ہوا سے	کھولے ہے فصد رگ ابر کی فصاد کوئی
تیلیاں دیکھ کے آئینے میں بولا وہ پری	پردۂ چشم میں بیٹھا ہے پریزاد کوئی
سبز رنگی دنیا جو نہوتی منظور	رخ نکرتا طرف عالم ایجاد کوئی
بے تکلف وہ چلی جاتی ہیں کچھ خوف نہیں	کوئی پامال ہوا ہو گیا برباد کوئی
نشۂ مے میں یہ سوجھی جو ہوا ایک پلنگ	تخت پر لیکے اڑا آج پریزاد کوئی
نہ ہوا صبر جو انا ان چمن گل چیں پر	باغ میں لوٹ ہے سنتا نہیں فریاد کوئی

۱۶۵	قابل رحم ہے وحشت میں یہ حال عاشق بیڑیاں آکے پہناتا نہیں حداد کوئی	۱۳

پوچھا عرق رخ بت حورا سرشت سے
کھینچا گلاب یہ گل باغ بہشت سے

سجدے کو جب بتوں کے وہ ہندو پسر گیا
سجدے کیے بتوں نے نکل کر کنشت سے

بھیجی چنگیر پھولوں کی اوس حور نے ہمین
سمجھے کوئی طبق اوترا یا بہشت سے

ماتھا رگڑ کے سجدوں میں سارا اوڑا دیا
اک حرف کم ہوا نہ مری سرنوشت سے

ہوتے نہ جو فروش نہ گندم نمایاں
آدم اگر نکالے نہ جاتے بہشت سے

پھینکے نہا کے اوس بت ترسا نے جو پھول
دریا کو ہنڈیوں کو ہوئی ٹکر بہشت سے

کسب فروغ یار کیا ایسا روز وصل
آئینہ خانہ گھر ہے مرا سنگ و خشت سے

وہم شبہ ہو گیا مرے نالوں کی غوث سے
ناقوس نے صدا نہ نکالی کنشت سے

اوس حور وش کے پاس تھے ہم جل بہو تو پھر
دوزخ کی سیر دیکھ رہے تھے بہشت سے

الفت اثر سے ہے کہ موثر سے جا بلین
مقصود وہ ہے کام نہیں خوب و زشت سے

پتھرائیں آنکھیں جلوۂ سحر اوس بت سے
بت تپایاں نہیں جو وہ نکلا کنشت سے

۱۲	عاشق سوال وصل نہ لکھنا تھا یار کو محبوس نامہ بر ہے خطائی نوشت سے	۱۶۶

فکر انجام کو راحت کی تمنا کیجے
چار دن زیست ہے اس عمر میں کیا کیا کیجے

نقد دل مفت نہ یوں اینٹھیے بدلا کیجے
مول لیتے ہیں اگر زلف کا سودا کیجے

دود چپان دل سوختہ کو دکھلا کر
بل کرو کاکل پیچ تو سیدھا کیجے

گوش زد آپ کے کانوں ہی نہیں کان ہے
آنکھیں اس رتبہ میں شوخ کہ دیکھا کیجے

سبزۂ خط سو لعل ہو نور رخ سے
دیکھیے آئینہ میں شکل تو مینا کیجے

ہم منائی کی قسم کھائین گے پچتائیے گا
ٹھہرئیے ہانیہ پھر آئیے کہنا کیجے

وحشی چشم فسون ساز نہ یون ہونگے رام
کوئی جادو کوئی افسون کوئی لٹکا کیجے

گل قبا چاک کرے دیدۂ نرگس ہو بند
باغ مین آپ اگر بند قبا وا کیجے

اوڑ گیا رنگ حنا ہاتہ کے بوسے جو لیے
کہتے ہین دزد حنا کو مرے پیدا کیجے

سات پردون مین چھپائی کو اگر جی چاہے
آنکھون کی پتلیون مین اونکی لیے جا کیجے

رخ سے پردہ کو اوٹھیے تو سفیدہ ہو جائے
صبح صادق کو ہی دعوا اوسے جھوٹا کیجے

۱۶۷

صاف اوتر جائیگا غیرون کی نظر سے عاشق
آنکہ میلی نہو تیوری نہ چڑھایا کیجے

۱۶

نہین حاجت آب انگور ہے
وہ خود نشۂ حسن مین چور ہے

یہ ابرو ہین دو آیت چشم زخم
تری آنکہ سے چشم بد دور ہے

وہ صیاد بیکش نہ پھر تاک سے
مرے زخم کا تازہ انگور ہے

مری فکر خالی نہین فیض سے
مرا دل نہین بیت معمور ہے

وہ آئینہ رخ وہ چین جبین
سکندر کا دل جان فغفور ہے

کھنچی تیغ جب سر مرا جھک گیا
مجھے زخم کھانے کا ناسور ہے

حسینون کی صحبت مین ہون ان دنون
پری ہم بغل ہے کبھی حور ہے

نکالو بہت بات مین بات آج
سمجھتے نہ تھے کل کا مذکور ہے

عجب ساق سیمین کی ہے روشنی
یہان شمع کا نور کا نور ہے

عوض مدح کے چاپلے کہتا ہون مین
سماعت ترے کان سے دور ہے

وہ زلف سیہ اور وہ ابروی یار
شب قدر ہے بیت معمور ہے

چھڑک دی ہے افشان تارے نہین
شب وصل بھی کاکل حور ہے

تری سرد مہری کا مجروح ہون
مرے زخم پر مشک کافور ہے

در و بام کرتے ہین کسب ضیا
جدہر دیکھو آئینہ نور ہے

ترا روے رنگین جو ہے باغ خلد
تو پتلی ہر اک غرفے مین حور ہے

١٦٨
قیامت مین عاشق سے ہے امید وصل
سلمان ہم ہین جو وہ حور ہے

دل پہ جو نقش نام جناب امیر ہے
یہ نقش بند مذہب ناجی فقیر ہے

بیٹھا طلاے عکس رخ یار تیغ پہ
جوہر کا جو نشان ہے اک راہ چیر ہے

طینت کی بھی صفا کو ہے صحبت مین کیا اثر
جو اپنا آشنا ہے وہ روشن ضمیر ہے

رونے سے اور آگ بھڑکتی ہے جسم مین
آہک سے کیا بدن کا ہمارے خمیر ہے

وہ زار ہین اوٹھایا جو بستر سے یار نے
بازو ہمارا ہاتھ کی اوسکے لکیر ہے

دن رات یاد ساقی کوثر مین مست ہین
زاہد ہمارا جرم شفاعت پذیر ہے

برسات ہجر یار مین سامان قتل ہے
شمشیر برق ہے تو ہوا مثل تیر ہے

اہل فنا سکوت مین ہین سب بے خبر نہین
معدوم خفتگان لحد کی نفیر ہے

امت کی عمر خوف و رجا مین کٹی نہ کیون
نام رسول پاک بشیر و نذیر ہے

١٦٩
ابرو کمان سے ہجر مین عاشق گھلا یہ تن
ہر ایک رونگٹا تن لاغر مین تیر ہے

اگر صنم تری شالی قبا ہے
مرے تن پر نشان بوریا ہے

چمن ہے ابر ہے ٹھنڈی ہوا ہے
خفا ہے وہ صنم قہر خدا ہے

تعجب ہے رقیبون کی اوڑی ہوش
بند ہی اپنی وہان ایسی ہوا ہے

سر اپنا کیون نہ پھوڑون مثل فرہاد
جسے دیکھا وہ اک شیرین ادا ہے

ہر اک گل جام ہے ہر غنچہ بوتل
چمن مین بادہ خواری کا مزا ہے

بلایا شوق نے اوس سبزہ رو کو
دل مضطر مین جذب کہربا ہے

اسیر نامہ نے لی جان آخر
مرا لکھنے کے قابل ماجرا ہے

بدن مین استخوان باقی رہے ہین
مصاحب آج کل اپنا ہما ہے

ہوا سبزہ چمن کا سبھی پامال
یہ آمد کا تمہاری دبدبا ہے

بلا سے ہو خفا ہوتے ہو آپہی
تمہاری مہربانی مین دغا ہے

صنم رکھ لونگا سنگ صبر دل پر
خدا حافظ ہمارا بھی خدا ہے

نشانہ بن گئے تیر مژہ کا
کمان ابرو کو دل دینا خطا ہے

مژہ زلف پریشان خال ابرو
جسے دیکھا وہ اک کالی بلا ہے

کدورت دل کی نکلے وصل ٹھہراو
تمہین ہمسے ہمین تمسے گلا ہے

پہنسے ہم جان کر زلف سیہ مین
جوانی کی جہالت بھی بلا ہے

خریدا مرغ جو ہے مرغ زرین
کبوتر اوسنے جو پالا ہما ہے

نہین کاکل مین تیری شانہ علاج
کف موسی مین ثعبان عصا ہے

بہا اشکون سے تن کوئے صنم کو
مری کشتی کا طوفان ناخدا ہے

رقم کرتا ہون خط اک گلبدن کو | صریر خامہ بلبل کی صدا ہے

۱۷۰	مدد کو بس ہے عاشق ذات حیدر مرا مشکل کشا حاجت روا ہے	۲۴

سہل تھا حکم خدا حکم پیمبر جانتے | ہم تکدر کو بتون سے کے خاک تیرہ جانتے

دل ہمارا ہاتھ مین لیتے اگر اے بیوفا | سرو تھے پھر آپ کو سرو صنوبر جانتے

لعل لب کو جب کہا وہ خون کی پیاسی ہوے | آبرو جاتی اگر دانتون کو گوہر جانتے

خضر کی باتین تمہاری ایکدن سنتے اگر | آب حیوان کا اثر اولٹا سکندر جانتے

مرتے دم افسوس نامہ بھی نہ لکھا یار کو | کاش شہباز اجل کو ہم کبوتر جانتے

آتش رنگ حنا کو تم دکھا دیتے اگر | ہاتھ کی چھلی کو ناواقف سمندر جانتے

زاہدون کے سر مین بھی ہوتا اگر شوق شراب | پھر تو یہ دوران سر کو دور ساغر جانتے

چاندنی مین میرے رونے کو اگر تم دیکھتے | چادر مہتاب کو پانی کی چادر جانتے

دل کا آئینہ کدورت سے اگر ہوتا بری | اپنے دشمن کو بھی ہم اپنا برادر جانتے

معجزے دیکھے جو دیوانون نے لاکھون کیا حصول | آپکا سایہ نہوتا تو پیمبر جانتے

تجربہ حاصل ہوا تب وقت نے مہلت ندی | حسن صورت تمہین پاتے ہم ستمگر جانتے

وصل کا وعدہ اگر ہنس ہنسکے کرتے اے صنم | قند لب کو آپکے قند مکرر جانتے

ذبح ہو جاتے اگر دو چار ہمسے بیگناہ | قتل کرنا خنجر ابرو کا جوہر جانتے

سر حقیقت کا مجازی سے اگر کھلتا ہمین | سنبل پیچ کو زلفون کا ہمسر جانتے

پہلے مر جاتی جو کھلتی بے ثباتی عمر کی | زندگی دو روز کی مرنے سے بدتر جانتے

گر میان کرتا جو میخواری مین وہ نیاک پری
جام مے کو آفتاب صبح محشر جانتے

دو رساغر مین ہمین بہی تم اگر کرتی شریک
سر پہرا تہا گردش تقدیر کیونکر جانتے

میرے گہر مین رہکر سر خط مجکو لکہہ دیتی اگر
رکہتے سر پر اوسکو تحریر مقدر جانتے

ڈوب جاتا دل اگر رونی مین ای بحر صفا
کشتی عمر روان کا اوسکو لنگر جانتے

ہم وہ ہین اندہیر بہی ہوتا جو آنکہون کی تلی
کیچلی کو سانپ کی زلف معنبر جانتے

دولت دنیا ی دون اپنی مقدر مین نہین
رتبۂ اکسیر پارس خاک پتہر جانتے

تیرہ روزون کو جو اسے مہ وصل ہو جاتا نصیب
آپکا خال سیہ طالع کا اختر جانتے

ڈوب جاتے ضعف مین رو کر آل کا ریر
قطرۂ اشک ندامت کو سمندر جانتے

۱۷۱	ابتو ہم یاقوت عاشق جانتے ہین ہونٹہ کو منہ لگاتے مت رقیبون کو تو پتہر جانتے	۱۹

انگیا بہٹی وصال مین کپڑے نکل گئے
پالا پڑا کسی سے جو یہ پان گل سے گئے

باد صبا نے پردۂ رخ کو اولٹ دیا
بند نقاب شعلۂ عارض سے جل گئے

سرمہ لگا کے آپنے اندہیر کر دیا
مہندی ملی تو میرے کلیجے کو مل گئے

سینے پر اونکی تل ہین رخ پاک پر نہین
منہ کی صفا سے خال کے دانے پہسل گئے

غیرون نے کس لباس مین پہیرا ہے یار کو
قطع امید وصل ہے جب جوڑ جل گئے

دیکہا جو بند روزن دیوار یار کو
اشکون کے ساتہ آنکہونکے ڈہیلے نکل گئے

کسکو اونہین قرار ہے سیماب کی طرح
آغوش مین جب آئے ہماری نکل گئے

مشکل پڑا ہے وصل مین لا امکان تک
ٹہہری جہان وہ راہ مین بیٹہے مچل گئے

گیا ہم گیاہ خشک ہین اِس باغ دہر مین ۔ پھونکی سے اوڑ گئے ہین جلانے سی جل گئے
مشکل پڑی ہی یار جو نازک مزاج ہے ۔ نالہ نکل گیا تو ہم آپہی دھل گئے
گردش مین پیر چرخ کی جو آگیا جوان ۔ تنکلے کی طرح زلف کی سب بل نکل گئے
پیری جو آئی روپ رہا کس حسین پر ۔ جوبن بھی دوپہر کی طرح صاف ڈہل گئے
آہون سی میری کورہ زرگر ہوا افلاک ۔ چاندی کی طرح چرخ مین تارے پگہل گئے
گو ہمنے کہائی ترک ملاقات کی قسم ۔ چلنے کلام آپکے سنکر پھسل گئے
حسن ملیح یار کا کیونکر نہ شور ہو ۔ انگیا کے پان صاف پسینے سی گل گئے
ڈیوڑھا ہے حسن یار کا یوسف کے حسن سے ۔ ایک آدہ ایسے نور کے سانچے مین ڈہل گئے
باقی نہین ہے کوئی گنہگار آپ کا ۔ جن جنکو پھانسی دی تھی بدن اونکی گل گئے
مقتل مین تیغ یار سے اک زلزلہ پڑا ۔ گو پانون سے زمین ٹلی ہم نہ ٹل گئے

۱۷۲ ملجائین وہ تو پھر وہی عاشق ہو لطف وصل
کچھ وہ بدل گئی ہین نہ کچھ ہم بدل گئے ۱۶

کسی فروغ رخ لاجواب ملتا ہے ۔ نقاب یار رخ آفتاب ملتا ہے
نہ اوس نگاہ سے تیر شہاب ملتا ہے ۔ نہ رخ سے آئینہ آفتاب ملتا ہے
کمال نقص سے دنیا مثال یوسف ہی ۔ لڑکپن آپکا اونکا شباب ملتا ہے
عدم مین دہر مین مرقد مین جا کی ہم پھر آئی ۔ قیام خاک کرین گھر خراب ملتا ہے
کلام کرنیکا بت کو نہین ہے حکم خدا ۔ یہ وجہ ہے جو دہن لاجواب ملتا ہے
شب فراق بہت نیند آئے خاک مخمل پر ۔ جو یار پاس ہو تو لطف خواب ملتا ہے

نہین قیام کسیکو سرائے فانی مین — ہر ایک مسافر پا در رکاب ملتا ہے
نقاب رخ سے اوٹہاتی ہین گرد پہر ڈرسے — رہین جو جیسے رخ بین ہم آفتاب ملتا ہے
بتون سے کچہ نہ ملیگا سوائے رنج و الم — سمجہ کے کیا دل خانہ خراب ملتا ہے
سوال عہد جوانی جو دل سے کرتے ہین — ہر ایک عضو سے ہمکو جواب ملتا ہے
فراق زلف مسلسل ہے بل مقدر کا — ہمارا اوسکا بہت پیچ و تاب ملتا ہے
ملیگی دیکہیے کسدن حساب سے فرصت — مزار مین بھی نہین لطف خواب ملتا ہے
کیا علاج موافق ہمارے ساقی نے — مریض چشم کو جام شراب ملتا ہے
مسافران عدم کی خبر ہو خاک ہمین — دہان گور سے کسکو جواب ملتا ہے
شفق کو تاکتے رہتے ہین مے پرست مدام — خم فلک سے خم آفتاب ملتا ہے

۲۸	اگر وہ دیتے ہین گن گنکے گالیان عاشق تو لطف دل کو مرے بیحساب ملتا ہے	۱۴۳

نکلے جو رات کو تو کواکب نہان ہوے — زلفین چہٹین تو دنکو ستارے عیان ہوے
اُمڈا یہ بحر اشک کہ دریا روان ہوے — قصر بدن مین دیدۂ تر ناودان ہوے
ہم خط کے انتظار مین یہ ناتوان ہوے — تحریر سرنوشت سے بھی سرگران ہوے
بہتے ہین یہ عروج ہوا بحر اشک کو — ساتون فلک حباب کی صورت روان ہوے
ہینے اوٹہائین ہجر صنم مین یہ سختیان — سوکہے بدن کی سوکہ کے سب استخوان ہوے
پنہان کہ جیسے ذرہ وہ خورشید رو گیا — بیمار اپنے عکس کی صورت نہان ہوے
وحشت مین اضطراب کی تاثیر دیکہ لی — رگ بہی روان ہین جو کہ بیت ہم ملپان ہوے

تہا اشتیاق کو جو قاتل جو وقت مرگ — ہم چل سکے نہ ضعف سے آنسو رواں ہوے
گردش سے اوج اختر طالع جنون مین ہے — چمکا جو داغ دل تو فلک مہربان ہوے
سوز فراق غیرت یوسف نے جان لی — جل کر شریک گرد رہ کاروان ہوے
طاقت نہ دست و پا کی دیا زیست مین جواب — مر کر بہی ہم نہ چار کے کاندہے رواں ہوے
راحت سے دل تڑپنے فغان روح سے بدن — کیا کیا نہین مکین سے خالی مکان ہوے
گردش رہی حیات مین مر کر ہوا فشار — جور زمین ہوے ستم آسمان ہوے
مہلت ملی نہ سیر جہان خراب کی — شب کو سرا مین آئی سحر کو رواں ہوے
جو رنگ کر کے جاؤ تو صدمہ نہ دل اوٹھائے — رخصت کے چار حرف نہایت گران ہوے
وہ نخل نامراد تہے ہم باغ دہر مین — سوکہے جلے غبار ہوے رایگان ہوے
بل حسن کا بڑہا جو وہ گیسو ہوے دراز — آخر بلاے جان تن ناتوان ہوے
اے پیر چرخ ضعف تہا اپنے نصیب مین — کیون دل کبہی کہین گے کہ ہم بہی جوان ہوے
جس سے چہٹے نصیب ہوا پہر نہ اوس سے وصل — ہم نقش پاے راہ رو کاروان ہوے
مجہسے جو گفتگو تہی وہی تہی رقیب سے — دلچسپ جو کلام تہے وہ جانستان ہوے
کیا جذب دل کا زور بڑہا شوق قتل مین — پیکان تیر جسم مین آکر سنان ہوے
انجام یہ ہے روے کہ سب دفتر عمل — ڈوبے سے تہے خراب ہوے رایگان ہوے
وہ مبتلاے غم ہون کہ دیکہا جو آئینہ — مجہسے سوا شبیہ کے آنسو رواں ہوے
طول شب فراق سے گہل گہل کے جان دی — آخر نصیب زاغ مرے استخوان ہوے
پچتا سے نہ دست حنائی چہپا کے آپ — رنگ اوڑ گیا اوسکے جو آنسو رواں ہوے

بیتیں کہیں عجیب کہ دریا بہا دیے
بیچ زبان یار میں رطب اللسان ہوئے

ہمکو غزل کی بیت میں آسودگی ملی
کب اس زمین پر ستم آسمان ہوئے

۱۷۴	عاشق بہانہ رنج کا منظور تہا اونہیں دل میں رکے وہ جب مرے آنسو رواں ہوئے	۴۰

جنبش ہوئی ابرو کو لب یار سے پہلے
تلوار لگا بیٹھے وہ تکرار سے پہلے

کہٹکا ہے عبث آٹھ پہر راہ عدم کا
یا چار سے پیچھے گئے یا چار سے پہلے

آئے ہیں عیادت کو تری چاہنے والے
دربار ہمارا ہوا اس کار سے پہلے

عاشق کا یہ ڈر ہے کہ نکلتے نہیں گہر سے
وہ جہانکتے ہیں روزن دیوار سے پہلے

منظور تہا یوں رنگ حنا ہمکو دکہانا
دل چہین لیا آپنے رفتار سے پہلے

حیرت ہے ملا داغ جو سرکار جنون سے
طرہ یہ عنایت ہوا دستار سے پہلے

اسطرح ہوئے قتل کہ حسرت بہی نہ نکلی
پوچہا نہ تمنا کو گنہگار سے پہلے

دونوں طرف آثار محبت ہوئے ظاہر
بیمار ہوئی آنکہ دل زار سے پہلے

عاشق سے جدا کرتے ہیں دم قتل نظر کو
کیوں تیر لگاتے نہیں تلوار سے پہلے

سودا ترے کوٹھے کا رہا چار پہر دن
اوترا نہ یہ جن سایۂ دیوار سے پہلے

چرچا تہا ترے عارض و گیسو کا ازل میں
مشہور تہے یہ مصحف و زنار سے پہلے

پہولوں سے نہ کچہ لطف شب وصل اوٹہایا
بو آئی پسینے کی مجہے ہار سے پہلے

کاہیدہ ہوں ایسا کہ جو صحرا میں لگے آگ
جل جائے مرا جسم خس و خار سے پہلے

اندہیر ہے کہتے ہو کہ دل کسنے چرایا
تحقیق کرو گیسوئے طرار سے پہلے

ڈر ہے نظر بد کا جو گلگشت میں آئے گل / نرگس کو نکلوائیے گلزار سے پہلے
ہیں تیز لڑکپن سے اوس ابرو کے اشارے / تلوار میں تھی باڑھ قد یار سے پہلے
غصے کی ترقی ہیں نزاکت سی یہ ہے پیچ / بل کھاتی ہیں زلفیں کمر یار سے پہلے
تیروں سی مرے زخم بدن ہو گئے گویا / بیکار دہن تھے لب سوفار سے پہلے
پھنس جائیگا یہ طائر دل زلف سیہ میں / لیتا ہوں شگون زاغ شب تار سے پہلے
ہیں مستعد قتل در صلح ہوا بند / کھلوائیے تیغا کمر یار سے پہلے
اس رشک سے رکہ آتا ہوں ہیں آنکہ کا ڈھیلا / جاتی تھی ہوا رخنۂ دیوار سے پہلے
سوز تپ فرقت نے یہ دکھلائے تماشے / گھر پھونک دیا آہ شرربار سے پہلے
جام مے گلرنگ کبھی منہ سے نہ چھوٹا / ساغر سے رہا عشق لب یار سے پہلے
تم وصل میں رخصت کا تصور بھی نہ کرنا / دم تن سے نکل جائے گا اظہار سے پہلے
پہلو کوئی سوچے نہ کچھ انجام کو دیکھا / حاضر کیا دل کو طلب یار سے پہلے
صرصر سے نہ مطلب نہ نسیم سحری سے / چھوٹی ہوئی جو آئے تن یار سے پہلے
دیکھا تھا جو اغیار کو سودا اتر ہی در کا / ڈرتا تھا بہت سایۂ دیوار سے پہلے
لگا جو لگانا ہے تجھے جامہ دری کا / ہاں دست جنون دامن کہسار سے پہلے
شیرینی گفتار کا ہم لطف اوٹھاتے / بوسہ نہ عنایت ہوا تکرار سے پہلے
جان اوسنے طلب کی تو کہا جسم نے حاضر / دل مانگا تو نکلا لب اظہار سے پہلے
منظور ملاقات ہو بلوائیں گے در پر / آنکھیں جو لڑیں رخنۂ دیوار سے پہلے
پردے سے جو نکلے تو ہوئے سب کو عزیز آپ / یوسف کو ترقی ہوئی بازار سے پہلے

کس طرح رہے خط سے مرے دل مین صفائی
جاتی رہی آئینہ رخسار سے پہلے

باقی تھی شب وصل کہ موت آگئی مجکو
تقدیر پھری ہو نگہ یار سے پہلے

میری شب فرقت کی نہ دیکھی تھی سیاہی
گیسو وہ لڑاتے تھے شب تار سے پہلے

کیا کیا نہین دیکھی انہین آنکھون سے تباہی
آباد یہ گھر تھا قدم یار سے پہلے

دنیا کی نہ ڈرتے کسی افتاد سے ای چرخ
لیکن جو نہ گرتے نظر یار سے پہلے

غیرت تو یہ کہتی ہے بلائے سے بچانا
دل کہتا ہے چلیے طلب یار سے پہلے

اک آدہ گھڑی اور نہ پابند ہین وہ گہر کو
رخصت ہے ہماری سفر یار سے پہلے

۱۷۵ عاشق نے محبت مین عبث جان کو کھویا
واقف نہوے عشق کے اسرار سے پہلے ۱۹

گھر جلا کر سیر دیکھی آہ آتش بار کی
بن گیا نالہ مرا آواز موسیقار کی

مارتی ہے زخمیون کو زہر چشمی یار کی
ہے دہان زخم مین صورت دہان یار کی

ضو چراغ طور مین ہے شعلہ رخسار کی
برق مین ملتی ہے کچہ صورت خرام یار کی

سخت باتین وصل مین سنتا ہون اس سے یار کی
موم کر دیتی ہے گرمی شعلہ رخسار کی

سہل ہے اوڑ جاے گردن مجہ نحیف و زار کی
ناتوان ہون مجکو کافی ہے ہوا تلوار کی

فکر ہے بیجا ہما کو استخوان زار کی
جسم سوزان ہے غذا مرغان آتشخوار کی

دل کو سودائی بناتی ہے بلا رفتار کی
کم نہین سائے سے کچہ پرچھائین قد یار کی

ایک شب کر لے قمر تقلید روے یار کی
چاندنی آٹھون پہر ہے چاند سے رخسار کی

چاہیے رونق مٹادین مصر کے بازار کی
آتے ہین یوسف خریداری کو میرے یار کی

ہاتھ محرم تک گیا تقدیر سے مجھ زار کی
اونگلیوں میں شکل ہے خار سر دیوار کی

سخت جانی سے مری تلوار ٹوٹی یار کی
عمر طولانی نہیں ہوتی غریب آزار کی

عمر گذری جہانکتے مجھ تیرہ بخت نزار کی
جسم کیا پتلی ہے چشم روزن دیوار کی

کیوں نہ پڑتی ہے نظر جلجا ہو محو یار کی
تار پیر گرتی ہے بجلی برق سے رخسار کی

اب نظر آتی نہیں کیا وجہ صورت یار کی
سو گئی کس طرح قسمت دیدۂ بیدار کی

ہے تسلی مانگ کو دیکھ سے مجھ افگار کی
کہکشاں بنتی ہے پٹی زخم دامندار کی

کیا بلا ہے یاد چشم سرمگیں یار کی
کتنی راتیں کٹ گئیں آنکھوں میں بیمار کی

پھر گئی جب سے نگاہ لطف میری یار کی
آنکھ وہ پاتا نہیں ہیں روزن دیوار کی

پاؤں کا کھٹکا سنا دیکھی نہ صورت یار کی
نیند آنکھیں سوتے نے تڑپ دیں تری بیمار کی

١٧٦	اک غزل نو طرز عاشق کہہ کے نذر یار کی تحفۂ احباب کو پھر فکر ہے اشعار کی	۳۰

سخت دل گر کر خرابی لائی جسم زار کی
پہلے گھر گرنے سے مٹی گرتی ہے دیوار کی

فصل گل میں اشک کی بدلی ٹپکتی ہے شراب
سینۂ سوزاں ہے بھٹی خانۂ خمار کی

دو ہلال ابرو سے دلدار دیکھے ایک روز
دو مہینے تک نہ اوسنے آنکھ ہمسے چار کی

ماہ کامل میں نظر آتا ہے قرص آفتاب
بنگیا آئینہ یہ کسب صفا سے یار کی

عاشقوں کا شور زیر قصر سے اٹھو تو
سنتے ہیں دو چار کی سنتے نہیں دو چار کی

ٹانکے دے جراح اسکو بھی بھر کتا نہیں
زخم کی صورت ہے میری دیدۂ خونبار کی

رونق گلزار عالم ہے مرا گل پیرہن
فصل گل کیطرح آتی ہے سدا رت یار کی

زخمی تیغ نگاہ چشم کافر کیش ہون
چاہیے جراح پٹی رشتۂ زنار کی

قتل ہونے سے رہیگا نام مجھ جانباز کا
آبرو اپنے لیے ہے آب اوس تلوار کی

سنگسار اے بت نکر مجنون نادر زار کو
سخت جان ہون پرورش ہے دامن کہسار کی

آہ آتش بار سے صحرا مین ہے وحشی کا اوج
گرد اپنے فوج ہے مرغان آتش خوار کی

خار صحرا کو مرے خون کف پا کی ہے چاٹ
ہے کف پا کو مزا کاوش کا نوک خار کی

بس کہ ہون مجروح شمشیر نگاہ سبزہ رنگ
زہر ہے زخمون کو پٹی مرہم زنگار کی

اے ستمگر عضو تن کیونکر ترے مداح ہون
ہے زبان تیغ کی خواہش لب سوفار کی

بیکسون کی آہ سوزان کا نہین گھٹتا اثر
بتیان بنتی ہین مٹی سے غریب آزار کی

زہر مجھ افگار کو ہے الفت مژگان یار
ہے وہان زخم ہین بتی زبان مار کی

یاد کی ہے برق نے میرے دل مضطر کی چال
کرتے ہین تقلید تارے دیدۂ بیدار کی

بسمل تیغ نگاہ ناز بچنے کا نہین
پڑ گئی ہے زخم پہلو مین چمک تلوار کی

شوق آرایش سے آنکھین ہوگئین صیاد خلق
بن گیا ہے آئنہ ٹٹی نگاہ یار کی

روز چڑھ جاتا ہے بن پوچھے یہ بام یار پر
کاش ملتی مجکو قسمت سایۂ دیوار کی

دیدۂ مشتاق کی صورت سراپا داغ ہین
سر سے پا تک شکل ہون مین حسرت دیدار کی

مصحف رخسار ساقی کا ہوا حافظ رقیب
میکدے سے یون نکالی روح مجھ میخوار کی

کاٹ کر قاتل نے سر کو دل کے بھی ٹکڑے اڑائے
بعد میرے آئی نوبت میرے ماتم دار کی

رشتۂ گیسو سے پیچان ہے نہین ہٹتی نگاہ
چشم کو سودا ہوا عاشق ہے پتلی تار کی

اہل دل کو درد دشمن کا بھی ہوتا ہے ملال
خون دل پیتے ہین لالے تشنگی سے خار کی

خوبی حسن صنم کو ہمن سے گل سی پوچھ
چشم بلبل سے ہمیشہ سیر گلزار کی

نشہ کی شدت سی یہ بہکی نگاہ چشم مست
جام کے دہوکے مین ساقی آنکہ مجہسے چار کی

ایک نی دامن کو کہینچا ایک نی آنکہین کہان
بغض یہ نرگس کا دیکہا وہ محبت خار کی

گل کترنے کا عوض تجکو ملیگا عندلیب
کاٹ لیگا باغبان قینچی تری منقار کی

١٧٧

جن اوتارے ہین بہت بیٹہا ہون زیر قصر یار
فکر ہے عاشق مجھے اس سایۂ دیوار کی

٢٠

بارش اوس بہت کی نہ آنیکا سبب ہوتی ہے
وہ گنہگار ہون رحمت بہی غضب ہوتی ہے

انہین وسٹر کون ہین گذرتی ہے در جانان
کون محروم رہا کس کی طلب ہوتی ہے

موت اگر آئی تو ہون قید بدن سی آزاد
دیکہین کس روز فقیرون کی طلب ہوتی ہے

صبح کو واسطے کیا کیا شب فرقت تڑپے
کوئی اتنا بہی نہ کہتا تہا کہ اب ہوتی ہے

کثرت دشت نوردی ہی یہ مجہ وحشی کو
روح مجنون کی بہی امداد طلب ہوتی ہے

جوشش گریہ سی پڑتے ہین گلی مین پہندے
رسن زلف جو وحشت کا سبب ہوتی ہے

ای پری وصل کی خواہش کا سبب مجہسی نہ پوچھ
خلقت انسان کی آرام طلب ہوتی ہے

صبح کو شکل نہ پہچانی کسی نے میری
شب فرقت کی مصیبت بہی غضب ہوتی ہے

بادشاہون کو بہی ہے آئینۂ رویونکا خیال
خواہش سلطنت ملک طلب ہوتی ہے

جب پڑی تیغ نگہ صاف کیا دو ٹکڑے
قتل کرتی ہے تو انصاف طلب ہوتی ہے

فرقت آتش رخسار سے رہتا ہے بخار
عارضی اب ترے بیمار کو تب ہوتی ہے

کنج گلشن سے ملا گلشن جنت کا سراغ
ایک شہر ایک کا عالم مین سبب ہوتی ہے

نور دندان ہی بیاض سحر حسن صبیح
ذبح کرتے ہین مسیحائی کے بدلے تو کرین
کرتی ہی فرط عنایت مجھے ایسا محجوب
ہی نزاکت کی سبب کم سخنی اوس گل کی
خواب ہین بی ادبی کا جو ہین کرتا ہون خیال
قصد فریاد ہین منہ کھول کی رہجاتا ہون
رنگ اوڑجاتا ہی فریاد سے کیا گردونکا

شفق شام مسی سرخی لب ہوتی ہے
سنکے بیمار کو ایذا نہ تعب ہوتی ہے
دست رد میری لیے صورت طلب ہوتی ہے
رنگ اوڑجاتا ہی جب جنبش لب ہوتی ہے
اونکی تصویر تصور ہی غضب ہوتی ہے
زلزلہ آتا ہی جب جنبش لب ہوتی ہے
صبح ہوجاتی ہی جب ہجر کی شب ہوتی ہے

١٧٨	عاشق اسطرح کی ہوتی ہی زمین کیا مرغوب جی بہی لگتا ہے اگر فکر طلب ہوتی ہے	٢٢

سوال وصل ہین اونکی زبان پہ آجتک کل ہی
نہال باغ حسن و ناز ہی خلقت مین جو چلبل ہی
کسے یہ قتل کیا ہمنے کیا سودا ہی گیسو مین
بگڑ کر مین اوٹہ آیا ہون وہ بیٹہی ہین سف تا ہین
تری دیوانی کا ہی عرس کیا جلسے ہین مرقد پہ
چڑہا آتا ہی یہ پانی ہزارون ڈوبی جاتی ہین
نہایت لطف ہی برسات مین صحرا نوردی کا
رقیبون کو ہی لطف زیست و صحبت مین داخل ہین
محبت کیون جتاتی ہو بناکر زلف پیچان کو

ہماری عمر گو آخر ہی اونکو روز اول ہے
ابہی نادان ہی جوبن کی آمد اوٹہتی کونپل ہے
ہماری گل کی دہنی کی دہان نزاکت کونسل ہے
نہ کنگہی ہے نہ چوٹی ہی نہ مسّی ہی نہ کاجل ہے
اکہاڑا راجہ اندر کا پریزادونکا دنگل ہے
وہ اوترے ہین نہانی کو عجب یا ہین چُہل ہے
کہنچا ہی ابر کا نگیرہ سبزہ فرش مخمل ہے
تمہارے آگی مردون مین ہی جو آنکہو نسی اوجہل ہے
پہنساتی ہو بکہیڑی مین تمہاری بات مین بل ہے

اگر وسواس ہی ہمکو تو ہم آہی آتی ہین
وہ گریان ہون پڑی بہتی ہی کشتی صحن مین گہر کی
ہمارا قتل زیب تیغ ہی سودای کاکل مین
زبان مین خشک تر ہوجائینگی کانٹون کی صحرا مین
ہماری قتل کی شادی ہی اوس بیرحم کی گہر مین
لہو کی قطری آنسو مین نہایت رنگ دیتی ہین
نظر آتا نہین موجود ہی چشم تصور مین
شب تاریک ہجران مین بیابان گرد الفت ہون
گنہ ہا ہی اونکا سر کیونکر ملا اب راہ کنگہی کو
نہین دنیا کی گرم و سرد کا ڈر ہمکو دوران مین
اثر تسخیر کا جاتا رہا ہے نقش عامل سے
لیے لوہی جو ہمنے پیٹ مین باتین نہین پچتین

لہو نبرد م ہی کہیا سو چہین شدونہ ہی کہ شکل ہے
مکان تالاب ہی دروازی پہ پانی ہی دلدل ہے
یہان خون سیہ بہی دیدہ جوہر مین کاجل ہے
ہماری پاؤن کا ہر آبلہ پانی کی چھاگل ہے
بہت چہاپی دئی ہین خون نے ہیرا جای صندل ہے
گئی ہین اپنی طفل اشک کے لعلون کی ہیکل ہے
وہ بت پتلی کی صورت پاس ہے آنکہون سی اوجہل ہے
جنون رہبر ہی کانٹی فرش ہین نالی کی مشعل ہے
اگر چوٹی شب تاریک ہی سو بال بادل ہے
ہوائی سرد نالہ رونگٹون کا گرم کمل ہے
پہ ہیوا اوسکے تابع ہین جسنی بنا مین ربل ہے
نگر پانی تری چاہ ذقن کا یار و جہل ہے

١٧٩	رقیبون کی بنی ہی ذلتین دینے کے درپے ہین کرو عاشق حذر اب ننگ صحبت کا مبدل ہے	١٤٢

پھر گئی تم قول سی عاشق بہلا کیونکر پھرے
آئین چکر جوش وحشت مین اگر قیدی بہی ہون
جام می اور آئنہ ہر وقت پیش یار ہے
آئنہ رکہو نہ چشم فتنہ پرور کے حضور

سر نہ قدمون سی ہٹی گو حلق پر خنجر پھرے
ہم اگر بیٹھین تو آنکہون مین ہماری گہر پھرے
دور دور جم ہوا پھر بخت اسکندر پھرے
سوٹہ جادو کی کہین اولٹی نہ افسونگر پھرے

جہان ڈالی خاک دیر و کعبہ و کہسار کی
جستجو مین اوس بت ہرجائی کی گھر گھر پھرے

کوئی دنیا مین ملا گاہک نہ جنس عشق کا
دست مژگان مین لیی ہم اشک کی گوہر پھرے

پاؤن پھیلانے کی جا پائی نہ مرقد کے سوا
برسون جنت مین جہنم مین لیی بستر پھرے

خشم ہوتا ہے ہمین پر آپکا سارا غضب
غیر پر بھی آپ اگر غصے ہوئی ہم پر پھرے

ذبح ہو جائین بدن سی دم نکلنے کا نہین
ہین وفادار آنکہ تیری سامنی کیونکر پھرے

واہ ری طالع کہ نخل آرزو مرجھا گیا
آستین مین ہم لیی طوفان چشم تر پھرے

یار کو گھر سے قدم باہر نہ رکھنے دیجیے
غیر ممکن ہی بدن سے جان پھر جاکر پھرے

داغ سودا اور چمکا آتش رخسار سے
رات دن خورشید تابان ہم لیی سر پر پھرے

وصل کی شب تیرہ بختی بڑہ گئی قسمت پھری
آکی در تک وہ سیہ خانی کی پھر ڈر کر پھرے

١٨٠ — ای پری نقش قدم عاشق کا نقش حب بنے
چشم افسونگر کے سودی مین اگر اوٹہ کر پھرے — ٢٠

مانگین جو وہ تو دیدون کلیجہ نکال کے
مسرور ہون صدمی اوٹھا نہین سکتی سوال کے

زخمی صدف ہی لیگئے موتی نکال کے
ایذا اوٹھائی مان نی بیٹیون کو پال کے

دو ہفتی ہون نصیب اگر دن وصال کے
ابرو کی بوسے لون تو کبھی بوسی گال کے

مر کر بھی یاد کاکل جانان عذاب ہے
مرقد مین آئے سانپ بانہین نکال کے

کوئی پھرا نہ گنج شہیدان سے آپ کے
قربانیون کی حلق بھی چلتی ہین چال کے

اسدرجب دل کو لذت ایذا سے تو ملی
پھر پاؤن مین چبھو لیے کانٹے نکال کے

دریا مین عکس ابرو سے جانان کو دیکھکر
سمجھا چڑھائے یار نے بیڑے ہلال کے

سیراب میری آنسوؤن سی دشت اگر نہو
رہجاتے ہین کانٹے خشک زبانین نکال کے

قاتل سے مانگتے نہ کبہی جز زبان تیغ
ہوستے دہان زخم جو قابل سوال کے

وحشت مین بحر و بر سی نکل جاؤن کسطرف
دوڑین حباب غول جب آنکہین نکال کے

میلا ہے صید گاہ ہجوم شکار سے
پہندے بنائے زلف رسا بال بال کے

سجدون مین بہی خدا کو جو یاد بتان رہی
پتلے بنا دیے عرق انفعال کے

تا صبح کاٹیے شب فرقت کو جاگ کر
چہپکے پلک تو پہپکیے آنکہین نکال کے

رکہنا قدم نہ باغ مین ای غیرت پری
سر پہ چڑہین گے لوگون کے سائے نہال کے

لذت خلش کے ساتہ نہو تو مزا نہین
مچہلی بہی کہائے تو نہ کانٹا نکال کے

ہے تند بادِ آہ مین پہاین غبار دل
کیا کیا بگولے اوٹہتے ہین گرد ملال کے

دیکہا جو مین نے بند در قصر یار کو
گہبراکے پہینکے آنکہونکے ڈہیلے نکال کے

ہے آفتابی جو سپر اوس آفتاب کی
سورج مکہی بنائی ہے پہولون مین ڈہال کے

مین نے اوگال مانگا تو غصے مین رہ گئے
لب کو چباکے تیغ سے بیڑا نکال کے

١٨١	عاشق شب فراق مین دیکہی نہ شکل نور اختر سیہ تہے یہ کہ مشابہ تہی خال کے	٢٢

سجکو جی بہر کے مزا درد کا حاصل ہوجاے
دوسرے پہلو مین بہی جاہتا ہون دل ہوجاے

سہل فرقت مین آتی میری مشکل ہوجاے
یار غافل تو ہوا موت نہ غافل ہوجاے

منہ جو وہ کہلاؤ تو میلا مہ کامل ہوجاے
چاندنی اوسکی بہی دہلوائی کے قابل ہوجاے

کہتے ہو جائیے گہر اوسکو جو اپنے گہر آسے
ہے تو جب ہو کہ تمہارا سا مرا دل ہوجاے

جان سے دل مین جگہ دون جو تری خنجر کو
جسکو مین پہلو مین بٹھلاؤن وہ قاتل ہوجاے

کشش دل سے وہ کہنچ آئین شب فرقت مین
رخ گردون پہ الٰہی شب غم تل ہوجاے

سب کو چینیٹا دے اگر آکے وہ کہیلے ہولی
زاہد خشک بہی اس رنگ مین شامل ہوجاے

دیدۂ روزن در سے نہ لڑایا کرو آنکہ
طاقت مردم بیمار نہ زائل ہوجاے

سوزش دل جو سنو ہمسے سیہ بختون کی
کان کی لو مین جو موتی ہو تو فلفل ہوجاے

ہے وہ دیوانہ ترے قد سے اگر چل نکلے
سرو کا پانون بہی زنجیر کی قابل ہوجاے

ای بتو پیستے ہو اتنو ہر اک صورت سے
اسقدر دق نکرو تم کہ مجہے سل ہوجاے

وعدۂ وصل کے دم روز دیا کرتے ہین
دم نکل جاے تو مطلب مرا حاصل ہوجاے

تم وہ گل ہو کہ جو تقسیم کرو باسی ہار
دامن باد صبا دامن سائل ہوجاے

قافلہ جاے عدم کو تو نہ نکلے آواز
حکم یہ ہے کہ جرس قالب بیدل ہوجاے

کیا دہرا ہی ہو لپٹ جاؤن اگر دوڑ کی ہین
قبضے پر ہاتہ بہی رکہنا تمہین مشکل ہوجاے

مین نے سینے سے لگایا تو ہٹا کر یہ کہا
ہبیں ڈالا مجہے طاقت تری زائل ہوجاے

فاتحہ تم نہین پڑہتے ہو مری تربت پہ
کوسنے ہو اسے دشوار یہ منزل ہوجاے

گدگدی ہو تو مری جان بدن سے نکلے
یہ بہی اک واقعہ تحریر کے قابل ہوجاے

تکیہ ٹہوکر سے نہ سرکاؤ تم اے رشک مسیح
شیشہ قالین مین کہین روح نہ داخل ہوجاے

بے نقاب آگئے جو مقتل مین وہ رشک لیلے
خاک میری یہ اوڑے پردۂ محمل ہوجاے

غلغلہ بحر مین ہوجاے جو وہ رشک مسیح
چہوڑے بیڑا تو زبان لب ساحل ہوجاے

تیرہ بختی پہ اگر اشک بہین اسے عاشق

۱۸۲	میرا ویرانہ سواد لب ساحل ہو جاے	۱۱

ہر رشک پری آپکا دیوانہ ہوا ہے	ایسا کوئی دنیا مین نہوگا نہوا ہے
میخوار ہوے قتل ہلال رمضان سے	ان روزون مین تیغا در میخانہ ہوا ہے
مین کہتا ہون دل ہچکیان لیتا ہے ہنسا وو	وہ کہتے ہین شیشہ کہین پیمانہ ہوا ہے
بدنام ہون ایسا مجھے قاضی نے سزا دی	خالی ہی اگر ہاتھ مین پیمانہ ہوا ہے
کہتا ہون جو اے رشک پری جان فدا ہے	شرما کے یہ کہتے ہین کہ دیوانہ ہوا ہے
کل ہاتھ سے توڑا تہا جو کنگھی کو چمن مین	یہ وجہ ہے بیکل جو تراشا نہ ہوا ہے
کھولا نہ سخن نے دہن تنگ کا عقدہ	گویا ہوا اس طرح کہ گویا نہوا ہے
سودا سے خط و زلف کے قصے کو ہوا طول	اب لکھنے کے قابل مرا افسانہ ہوا ہے
شام شب فرقت ہے پریشان نظر آتی	گیسوے شب ہجر مین کیا شانہ ہوا ہے
گھر پاک ہوا اوٹھ گیا زاہد جو بگڑ کر	اب بیت مقدس مرا کاشانہ ہوا ہے

۱۸۳	افسردگی غیر سے روتا ہون مین عاشق اپنے سے فزون تر غم بیگانہ ہوا ہے	۱۹

جلیبن دنیا مین وہان نعمت ہے جو ملجاے	زیست مین ہمکو سزاے عمل بد ملجاے
خط نکل آئے مجھے دین وہ دہن کی بوجہ	راہ پا جاؤن جو خضر رہ مقصد ملجاے
سجدہ ہی مردم کو کرون بت کی عوض اے زاہد	طاق ابرو کا جو اوس شوخ کی معبد ملجاے
عاشق خط صنم ایسے ہوے مستغنی	سنگ ریزہ بھی نہ چھین جو زبرجد ملجاے
کیون کیا بند رہ قاف کو دیوانون پہ	توڑ ڈالون مین سکندر کی اگر سد ملجاے

قامت یار ہی کچھ دور نہین بالا ہو
نخل طوبے سے جو وہ سرو سہی قد ملجاے

بعد مرنے کے بہی رہتا ہی محبت مین اثر
کیا عجب عاشق و معشوق کا مرقد ملجاے

یارب آ کر وہ مسیحا کہے بوسہ لب
آب حیوان مجھے بیکوشش و بیکد ملجاے

حسن صورت کو مٹایا تری کج خلقی نے
قدر کہو دیتا ہے نیکون مین اگر بد ملجاے

شوق یا جذب در یار دکہا دے مجکو
یا خدا کوئی تو خضر رہ مقصد ملجاے

خال پر صدقے کرون پاؤن جو تحصیل ختن
زلف پر وارون اگر شام کی آمد ملجاے

کشش عشق خط یار کا اللہ رے اثر
سنگ ریزون مین جو ڈہونڈون تو زبرجد ملجاے

رتبۂ اہل فنا دیکہے تو منعم یہ کہے
تکیہ تکیے مین کرون خاک مین مسند ملجاے

پہونچین گر پڑکے کبہی چار کا احسان لین
عدم آباد سے ہستی کی جو سرحد ملجاے

بوسہ ملجاے اگر مصحف رخ کا اے حرز
ہون مسلمان مجھے دولت سرمد ملجاے

آپ ہنس دین جو کسی روز مرے رونے پر
قطرۂ اشک مین کیا گوہر مقصد ملجاے

خط نہ نکلنے کا تکدر ہے صفائی ہو جاے
آپ سے آ کے اگر وہ بت امرد ملجاے

ہو گئی جان ہوا منتظری مین اپنی
خاک مین فصل بہاری تری آمد ملجاے

١٨٣

فکر عاشق کو بہی ہے دم تحریر غزل
لفظ مانوس نیا کوئی زبان زد ملجاے

١٦

دل پر نہ اوس مسیح کے تاثیر کر گئی
پہنچی فلک پر آہ مگر بے اثر گئی

دنیا سے چند روز کسی سے وفا نہ کی
مثل شب وصال ادہر آئی ادہر گئی

ہین جانور جو ہنستے ہین وحشی پر آپکے
کیا اے غزال چشم رقیبون کو چر گئی

گھر سے نکال دو گی تو کیا ہاتھ آئے گا — ہم کچھ نہین تمہاری مروت کدہر گئی
آنکھون سے مثل نور نظر وہ نکل گیا — دوڑا جنون مین بھی جہانتک نظر گئی
انسان کی کمال سے بڑھتی ہے آبرو — دولت کا غرّہ کیا ادہر آئی ادہر گئی
داغ فراق اہل وطن دل مین رہگیا — پوچھے نہ زندگی مین ہماری خبر گئی
طفلی گئی شباب گیا پیر ہوگئے — یہ دن بھی کاٹ دینگے جب اتنی گذر گئی
عریان تنی مین پردہ کیا ہیچ اشک نے — چادر رہی وہ سیل جو بالا سے سر گئی
پیری مین یاد آتی ہین اگلی جہالتین — وہ ولولے کہان ہین وہ ہمت کدہر گئی
دولت نے انقلاب ہزارون دکھا دیے — پوچھا نہ مین نے بھی کدہر آئی کدہر گئی
وعدہ ہوا تھا وصل شب ماہتاب کا — نکلے غبار آئینہ صفائی ٹھہر گئی
آنسو گھٹے تو بڑھ گئے آثار عشق کے — کیونکر نہ لب ہون خشک کہ ندی اوتر گئی
کیا کیا بلا کشان محبت نے جھیل لی — ہمت نے کی مدد تو مصیبت گذر گئی
خم ہو کے پہنچا ہاتھ جو قبضے پہ آپ کا — نظرون سے ماہ نو کی کلائی اوتر گئی

١٨٥	عاشق گناہ ہے سبجز عشق کیا ہوا دشمن وہ کیون ہوئے وہ محبت کدہر گئی	١٨

اوس کمر کا خیال آتا ہے — شیشۂ دل مین بال آتا ہے
چاند بنتا ہے آنکھ کا تارا — خال کا جب خیال آتا ہے
ساقیا ہو نہ کیون نہ رندون کو — موسم برشکال آتا ہے
ترک کرتے ہین دو گھونٹی مین — لب پر اپنے سوال آتا ہے

نہین شبنم گلون کو رخ سے ترے
عرق انفعال آتا ہے

ہے خیال آپ کے جو گانے کا
کان بجتے ہین حال آتا ہے

نقص ذاتی پر اپنے ہے یہ دلیل
طفل کو کب کمال آتا ہے

ماہ کچھ خود بخود نہین چمکا
کسب سے سب کمال آتا ہے

نہ ہوا پیر کا خدا حافظ
وہ بت خرد سال آتا ہے

پھر گرفتار زلف ہوتا ہون
ملک پر دل کے کال آتا ہے

سو رہیے منہ نہ بوسۂ لب سے
سامنے منہ کے گال آتا ہے

ہو نہ مغرور ماہ کو دیکھو
حد سے بڑھ کر زوال آتا ہے

عمر غفلت مین کیون گذرتی ہے
موت کا کچھ خیال آتا ہے

دن گذرتے ہین ماہ آتے ہین
ماہ جاتے ہین سال آتا ہے

وصل کی شب بھی بیچ کیون نہ رہے
روز بد کا خیال آتا ہے

جب وہ گاتے ہین بام پر اپنے
پیر گردون کو حال آتا ہے

بندگان خدا بھی کانپتے ہین
جب بتون کو جلال آتا ہے

٢٠
دشمنون مین جو پھنس گئے عاشق
دوستون کا خیال آتا ہے

یہ کون ساقی عالی مقام رہتا ہے
مدام دور مین گردون کا جام رہتا ہے

خیال چشم کا دل مین مدام رہتا ہے
بنا یہ سحر ہے شیشے مین جام رہتا ہے

خموش رہتا ہون فکر دہان جانان مین
مری زبان کو تالو سے کام رہتا ہے

کسیکی پستی و رفعت کو اعتبار نہین / نہ کرسی رہتی ہے گہر کی نہ بام رہتا ہے
وصال یار مین توبہ شراب سے توبہ / کسے خیال حلال و حرام رہتا ہے
لیا ہے ہاتہ مین دل سیکڑونکا کیا ساقی / جو شیشہ ہاتہ مین تیرے مدام رہتا ہے
ہلال دیکہ کے کہتے ہین اپنے ابرو کو / یہان چہری سے فلک پر نیام رہتا ہے
ہمیشہ کہاتا ہے مصحف کی وہ صنم قسمین / زبان پر اوسکی خدا کا کلام رہتا ہے
جو شوق دید ہے اوسکو تو اسکو حیرت ہے / فلک کو چرخ زمین کو قیام رہتا ہے
حلال مرغ سحر کو کرین تو چین پڑے / کہ عیش وصل کی شب کا حرام رہتا ہے
جو دیکھتا ہون وہ ابرو تو عید ہوتی ہے / یہ وہ ہلال ہے جو ناتمام رہتا ہے
لگا کے تیر و کمان ابرو آؤ مقتل مین / ہجوم پیر و جوان صبح و شام رہتا ہے
گمان چاند کا ہوتا ہے ماہتابی پر / کبھی جو شب کو وہ بالاے بام رہتا ہے
نہ بہولو چال جوانی کو کچہ ثبات نہین / بہار حسن نہ لطف خرام رہتا ہے
جو میری مہر ہو خط پر تو وہ جلاتی ہین / زبان شمع پہ اب میرا نام رہتا ہے
پہرے جو آنکہ تو پہیرا ابہی پہر کری نہ فقیر / تمہارے لطف کا بندہ غلام رہتا ہے
بلند مرتبہ دونون ہین سکہ زر پر / کسیکا نام کسیکا کلام رہتا ہے
خفا ہو تم تو خریدار دل کے لاکہون ہین / کسیکا بند زمانے مین کام رہتا ہے
وہ رند ہون کبھی صورت نہ دیکھی قاری کی / خیال مصحف رخ لاکلام رہتا ہے

١٨٧	وصال یار سے عاشق زمین ہے تشنہ خون فلک ہمیشہ پئے انتقام رہتا ہے	١۵

عشق مہرو جسمین ہو وہ سینہ روشن چاہیے
داغ دل کوئی چراغ خانۂ تن چاہیے

سخت جان زہر غم فرقت سے بھی مرتی نہین
تشنۂ وصل صنم ہین آب آہن چاہیے

موج سیل اشک بھی طوفان سے کچھ کم نہین
منہ پر اپنے رکھنے کو دریا کا دامن چاہیے

عشق کا کل ہین عزیز اسلام کو رکھتے نہین
تجھ سے اب رشتۂ زنار برہمن چاہیے

سرکشی رہتی نہین ساقی کے رعب حسن سے
خود بخود جھک جائے شیشون کی گردن چاہیے

مزرع جان حزین مین اک رمق باقی نہین
برق دیدار صنم گرنے کو خرمن چاہیے

عالم وحشت مصور کھینچیے یون تصویر مین
سیر کے نقشے مین گریبان زیر دامن چاہیے

آئینے مین دیکھکر کہتے ہین مار زلف کو
کان مین موتی کے بدلے سانپ کا من چاہیے

پاون کی پڑنے سے بھی وہ ساق دکھلاتی نہین
کیا جلاین تجکو اگر ای شمع روشن چاہیے

ہے تلون بھی نزاکت بھی مزاج یار مین
اوس گل تر کو قبائی رنگ گلشن چاہیے

گو مکان تمنے سجا ہے جہانکنے دیجے ہمین
چشم روزن پر ابھی پلکون کی چلمن چاہیے

روئے ہم ایسا کہ قصر تن سے ڈھیلے ہوگئے
ایسی آنکھون کو مثال چشم روزن چاہیے

شوق عشق پاک رکھتے ہین خدا آگاہ ہے
بت کوئی مریم کی صورت پاک دامن چاہیے

فرقت قاتل مین آب اشک سے ڈوبے تو کیا
سر بکف ہین آب آہن تا بگردن چاہیے

۱۸۸	قبر کو کیا چاہیے عاشق فروغ ظاہری شمع کے بدلے چراغ داغ روشن چاہیے	۱۸

جہان رہتے بھی ہے واقف نہین ہوتی ترحم سے
لڑائی آنکھ مہرو کیون ہے تمنے ہمنے انجم سے

نہ دیکھوا اشک کی قطرے ٹپکتے چشم انجم سے
گلہ کیا غیر کی طرح جیسے ہو تم ویسے ہین ہم تم

اطاعت پر نہ دیکھا ایک دن چشم ترحم سے	نہ سمجھے ہمکو بندہ بھی خدا سمجھے بتو تم سے
یہ کیفیت ہے سجدے ایکجا ہون رند و زاہد کی	بنا سے پاے مسجد ہو اگر خشت سر خم سے
ید بیضا کی دست آویز ہے یہ حور مسندی کا	کلیم آسا پکار و طور پر حسن تکلم سے
عروج بحر اشک ایسا ہوا ہفتے کے روز ہین	مخشے چرخ بیضاوی ہوا ہے ہفت قلزم سے
ہلال عید قربان خنجر ابرو کا پرتو ہے	نسیم صبح نوروزی بنی موج تبسم سے
کبھی پردے ہین غیرون سے جدا ہوتی تو ہم آتی	الگ ہوتی نہین پتلی کی صورت چشم مردم سے
وہان رونق جبین کی اور بڑھتی ہے ہٹانے سے	بنی افشان لگی جو خاک ہاتھ پر تیمم سے
مگر موقوف تھا ہمپر عوض آدم کے گندم کا	ہمیشہ آسیاے چرخ مین پستے ہین گندم سے
یہان بنت العنب ڈرتی ہوئی مستو ہین آتی ہے	چھپی ہے جام مین شیشے مین چھپی خم سے
محیط اشک سے اعضا بدن کے سب پشیان ہین	کھلے جاتے ہین سارے جوڑ کشتی کی تلاطم سے
نہ مینا سے اوٹھونگا نہ کم ظرفون مین بیٹھونگا	فلاطون کی طرح الفت ہوئی ساقی مجھے خم سے
تمہارا سنکے کانا معتقد ہون قول بندہ و کا	کہ پہلے روح تن مین آئی تھی شوق ترنم سے
سکان اوبچا ہے کیسا مسیحائی کا دعوا ہے	لب بام آپکا باتین کرے چرخ چہارم سے
عبادت خاک تو ای زاہد مغرور کرتا ہے	کنایہ خاکساری کا سمجھ حکم تیمم سے
وضو کے بدلے جو وہ پاک دامن کہے ہاتھونکو	ابھی تو نیچے سر ہم اوسکے خاک تیمم سے

۱۸۹	رہی صحت نہ عاشق چار دن خاک الہی جینے پر نماز پنجگانہ جب پڑھی مین نے تیمم سے	۱۳

خاک کھائیگی زمین اور ندامت ہوگی	جسم کا پیدہ سے گیا گور کی دیتو ہوگا

ہجر میں کونسی آرام کی صورت ہوگی
آئیگی موت نہ صبح شب فرقت ہوگی

کبھی گلشن میں جو اوس شوخ سے لڑجائیگی آنکھ
چشم نرگس میں عوض شرم کے وحشت ہوگی

جو تری پان کی لالی میں ہی شوخی ای بت
شفق شام بدخشان میں یہ رنگت ہوگی

گھر سے باہر نہ قدم رکھوگے کب تک ای شوخ
ہم سمجھتے ہیں کہ برحق ہی قیامت ہوگی

بے اثر بلبل گلزار کی فریاد نہیں
رگ گل میں بھی تپ غم کی حرارت ہوگی

شعلۂ طور سے کم جو نہیں مہندی کا
ید بیضا کو ترے ہاتھ سے بیعت ہوگی

اپنی تصویر کو بھی ہمسے چھپایا اوسنے
جو یہ نقشا ہے تو کیا وصل کی صورت ہوگی

نظر آتی نہیں کب تک یہ رہیگا اندھیر
حشر کے روز تو صبح شب فرقت ہوگی

زاہدا دیکھہ تو رکھہ اوسکے رخ رنگیں کو
گل جنت میں یہ صورت نہ یہ رنگت ہوگی

بغض للہ عبث ہمسے ہی زاہد تجکو
ہوگا دوزخ ترے قبضے میں نہ جنت ہوگی

سامنا آج نکر اسے مہ کامل اوسکا
چار دن بعد تری اور ہی صورت ہوگی

۱۹۰	بزم میں بیٹھہ کے عاشق کو نہ گھورو اتنا چشم نرگس بیمار نقاہت ہوگی	۲۱

کعبہ بھی مکان ہی دل مومن بھی مکان ہی
ڈھونڈھتے ہیں اوسے کس جا نہ وہان ہی نہ یہان ہی

لب تک جو سخن آیا تو ہونٹون سے عیان ہی
غنچے میں لطافت تو ہی یہ بات کہان ہی

وحشت یہ شب وصل کے بوسون سے مٹی گی
یاقوت لب یار علاج خفقان ہی

ابرو نے ترے سیکڑون گھر کردیے ویران
جو خانہ نہیں کرتی کبھی یہ وہ کمان ہی

حافظ ہوا بوسون سے ترے مصحف رخ کا
کیا ڈر ہے کہ قرآن مجھے نوک زبان ہی

میخانے مین جس شیشے کے منہ پر ہے گل سرخ — سمجہا کہ یہی پہول کہ شیشے کا نشان ہے
آئینے مین رخ دیکہ کے کہتے ہین شب وصل — شبنم کا یہ ہے عکس کہ بوسے کا نشان ہے
مضمون زبانی کہ ہین شفاف ہے تقریر — طالع جو سکندر ہین تو آئینہ بیان ہے
ابرو کے قرین خال جو دیکہا تو گئی جان — کیا قاصد پیغام اجل زاغ کمان ہے
غیرون سے اشارے نکرو چپ نہ ہونگا — آنکہون مین ہے بینائی مرے منہ مین زبان ہے
قاتل نے مجہے دفن کیا اپنی گلی مین — مین وہ ہون گنہگار کہ جنت مین مکان ہے
بولا نہ گیا سامنے اوس غنچہ دہن کے — حیران ہون کس کام کی یہ منہ مین زبان ہے
وحشت مجہے دم لینے کی فرصت نہین دیتی — رکہتا ہون جہان پانون وہان ریگ روان ہے
گم عشق حقیقی مین ہوا عشق مجازی — تسبیح ہے تہلیل ہے جو آہ و فغان ہے
اس مرتبہ ہون زار کہ بہلا کی بغل مین — کہتے ہین رقیبون سے کہ ڈہونڈو تو کہان ہے
لینے کو جو خاک آئے تو ناراض زمین تہی — اے روح نہ رہ جسم مین غصبی یہ مکان ہے
آہون نے بل ابرو ہے صنم کا نہ نکالا — سینے سے نہ سیدہی ہوئی وہ سخت کمان ہے
مردون سے بہی زندون مین سوا پاتی ہین غفلت — جس خواب مین آواز ہے وہ خواب گران ہے
گہبراتے ہو کیون دیتے ہو جو بوسہ کا کل — سودا جو تجہے ہے تو ہمین بہی خفقان ہے
یکسان ہے برات اور جنازے کا تجمل — جو شادی کا گہر ہے وہی حیرت کا مکان ہے

۲۲	گو چاند کبہی خاک مین چہپتے نہ سنا تہا عاشق دل روشن تہ خاک مین نہان ہے	۱۹۱

داغ دل دینگے دکہائی دیکہیے — میرے سینے کی صفائی دیکہیے

پیٹ یا رخ یا کلائی دیکھیے
یار کس کس کی صفائی دیکھیے

دیکھنے سننے کو ہین یہ چشم و گوش
سنیے نالے جبہ سائی دیکھیے

میرے سکنے پر تو وہ چلتے نہین
کس طرح پائے حنائی دیکھیے

یار کی انگیا کی چڑیا تک گیا
طائر دل کی رسائی دیکھیے

بہر کے جب غیرون نے پہونکا کان مین
یہ لگائی یہ بجہائی دیکھیے

وصل کی شب ہو گیا اپنا وصال
موت کیا بیوقت آئی دیکھیے

گر پڑے سجدے مین تجکو دیکہکر
زاہدون نے منہ کی کہائی دیکھیے

جام مے قاضی نے بہر بہر کر دیے
کام آئی منہ بہرائی دیکھیے

نبض دیکھی تم نے ہم اچہے ہوے
ہاتہ رکہے سے کل آئی دیکھیے

جب کہا مین نے دہن دکہلائیے
غیب سے آواز آئی دیکھیے

آہ سے آنسو بنے ہین پہلجہڑی
آگ پانی مین لگائی دیکھیے

کیا جلے ہو دل مین میری آہ سے
آپ تک بہی آنچ آئی دیکھیے

خاک ہو کر ہو گئے پامال ہم
پہر گئی ساری خدائی دیکھیے

بوسہ دزد حنا مانگا نہین
آنکہ کیون تمنے چرائی دیکھیے

ٹکٹکی باندہے سے درد چشم ہے
تم نہ آئے آنکہ آئی دیکھیے

پاون مین زنجیر نے گہر کر دیا
کیا گڑی ہمنے اوٹہائی دیکھیے

بندگی مجہسے سوا کرتا ہے کون
ڈہونڈھیے ساری خدائی دیکھیے

ماہ نو کا ذکر جب محفل مین ہو
کہتے ہین میری کلائی دیکھیے

چشم ظاہر بین غبار آلود ہے
دیدۂ دل کی صفائی دیکھیے

جاگنے کے وصل مین وعدہ تہ کیا
شام ہی سے نیند آئی دیکھیے

١٩٢ ہون توارد لا کہ عاشق شعر مین ١٩
آپ بندش کی صفائی دیکھیے

بات جو منہ سے نکل جاتی ہے وہی بات رہے
ترک ہو اسمین محبت کہ ملاقات رہے

دم نکل جائے شب ہجر تو کیا بات رہے
ایک دونون مین رہی مین ہون یا رات رہے

لگ گئی پاؤن یہ پہیلا کے شب فرقت نے
کس قدر ہاتہ مرے صرف مناجات رہے

وصل سے ہجر کے دن رات بدلجائین کہین
دن رہے دنکو وہی شب کو وہی رات رہے

نہ ہو آٹہ پہر کی نہین صحبت منظور
آپ سے ہمسے کبھی کی تو ملاقات رہے

ٹیڑھے ہے کیا ہوتے ہو کعبہ ہو تو سجدہ نکرین
ہمسے یہ طور نہ اے قبلۂ حاجات رہے

غیر کو دیدۂ رخ و زلف بہی ممکن نہوئی
میرے گہر آکے کئی دن وہ کئی رات رہے

سوزش داغ و دم سرد و سرشک حسرت
کبھی گرمی کبھی جاڑا کبھی برسات رہے

کسقدر روز و شب ہجر سے تنگ آیا ہون
نہ تو یہ دن رہے دنیا مین نہ یہ رات رہے

جان گو جاے مگر پیٹ کے نہ ملیے اوسنے
منتون مین ہو وہ تقریب کہ کچھ بات رہے

زاہد و پیر مغان سے کے رہے جہگڑے باقی
مسجدین وہ نہ رہین وہ نہ خرابات رہے

چشم جادو نے تری شعبدہ بازی کیسی
وہ دکہایا کہ جہان اہل کرامات رہے

منتین سنکے یہ فرماتے ہین وہ غصے سے
عذر تقصیر مین بہی خوف مکافات رہے

شکوۂ جور و ستم آسکے زبان پر نہ کبہی
عمر بہر اوسنے اگر ہمسے ملاقات رہے

نہ بڑہاؤ تو گھٹاؤ بہی نہ غیرون سی ہمین — نہین منظور ترقی تو مساوات رہی
دل کو شکوہ ہی کرین یا چرخ کی یا قسمت کی — کسقدر دہر مین ہم مورد آفات رہی
اب اثر ہی تو فقط چشم و لب دلبر مین — نہ تو شاعر ہین نہ وہ اہل کرامات رہی
بوسہ مانگا تو بہت بد ادبی کی ہمنی — آپ کو یاد مگر رسم عنایات رہی

۱۹۳	چشم پوشی جو کرین غیر نہین غم عاشق سید اللہ مگر قاضی حاجات رہی	۱۵

کربلا مین بہی کہتا ہی جو سرداب مین ہی — گرم کہائی مین نہ یہ لطف نہ سرداب مین ہی
کس سی پوچہین کہ یہ کیا عالم اسباب مین ہی — جو نہین ہی وہ ہی بیدار جو ہی خواب مین ہی
بیکسی پہ جو مری رحم فلک نی کہایا — شام سی مردہ مرا چادر مہتاب مین ہی
چشم دلبر کے تصور مین نہین آتی نیند — کاوش نشتر مژگان جو رگ خواب مین ہی
پوری ہو دیتین بہی آنسو نہین ٹپکی ابتک — شور طوفان بلا خیز کا پنجاب مین ہی
نہ ہنسیگا نہ کوئی روئیگا مجہ پر ای مرگ — دشمنون مین کوئی باقی ہی نہ احباب مین ہی
بند ہو جاتی ہین انتون کی چمک سی آنکہین — چہرۂ یار نہان برق کی جلباب مین ہی
یا خدا ایسی گذرتی ہی جو بیتابی مین — بندہ سیماب مین یا ماہی بی آب مین ہی
یار نی خط ہی جو لکہا تو عجب شوخی سی — کونسا عیب نہین جو مرے القاب مین ہی
بام تیرا ہی برابر فلک اول کے — ماہتابی مین صفا وہ ہی جو مہتاب مین ہی
کربلا مین جو مری سوتا ہی کس راحت سی — دست و پا حورین دباتی ہین جو سرداب مین ہی
چشم جلاد مین اوترا ہی غضب سی یہ لہو — جو پلک ہی وہ چہری پنجۂ قصاب مین ہی

سیکڑون رنگ مری باغ جہان مین بدلی ۔ جو حکایت ہے گلستان کی ہر باب مین ہی
مر گئے الفت مژگان مین نہ پوچھا اوسنی ۔ تنتل بیدار ہوی ہم وہ ابھی خواب مین ہی

۱۹۴	قدردانون کو سناتا ہون غزل مین عاشق شعر خوانی کا مزا مجمع احباب مین ہے	۱۹

کاہیدہ ہون دعا مین نہوگا اثر کبھی ۔ جو پیڑ خشک ہو نہین لاتا ثمر کبھی
فرقت مین غیر مہر نہ نکلا قمر کبھی ۔ تو کے سوا چلی نہ نسیم سحر کبھی
صبح شب وصال کہین صبح حشر ہو ۔ اللہ پھر دکھائے نہ ایسی سحر کبھی
تیغ نگاہ و تیر مژہ کی یہ مشق ہے ۔ ٹکڑے کیا کلیجے کو چھیدا جگر کبھی
دیکھو جو آنکھ اوٹھا کے کبھی بار ماہ کو ۔ بنجاے یہ ہلال کبھی پھر قمر کبھی
غربت مین داغ اہل وطن دل مین رہگئی ۔ آیا کوئی اودہر سے نہ پوچھی خبر کبھی
زیر فلک مقام کرین کیا سمجھ کے ہم ۔ رستی مین رہ نورد بناتے ہین گھر کبھی
کس طرح ہو بتون کی خدائی کا اعتقاد ۔ دیکھی نہ ہمنے صورت پیغامبر کبھی
اوترو جو تم نہ بام سے سرکے نہ چاندنی ۔ دیکھو جو آنکھ اوٹھا کے نہ بیٹھے قمر کبھی
آزردگی سے روز کی دل ٹوٹ جائیگا ۔ غصے بھی آپ ہون تو کسی بات پر کبھی
بوسے بہت نہ دیجے تو آزاد کیجیے ۔ تھوڑے سے وظیفہ پر تو ہوگی بسر کبھی
کچھ خیر ہے بگڑتے ہو کیون بات بات پر ۔ آگے نتھا تمہاری طبیعت مین شر کبھی
مستون نے حکم شہر کے قاضی کا کب سنا ۔ کھینچوا کے دخت رز کو بلایا نہ گھر کبھی
بھٹکا رقیب لاکھ مری چال پر چلے ۔ سیکھے سے آدمی نہوا جانور کبھی

لازم ہے چشم خوب کو پیار سے نگاہ لطف
ظاہر کو دیکھتے نہین اہل نظر کبھی

کہتا ہون جب علاج کرو اس مریض کا
کہتے ہین وہ کیا نہین یہ درد سر کبھی

شہر عدم بھی کوچۂ دلدار کا ہے نام
آیا جواب خط نہ پھرا نامہ بر کبھی

اپنے کمال کا بہت اظہار نقص ہے
آئینہ خانہ تھا نہ سکندر کا گھر کبھی

۱۹۵	عاشق ہو دوستون کی طبیعت مین ہے فساد دنیا مین ایک دن بھی نہوگی بسر کبھی	۲۱

ہماری رزق کی ہے فرد قسمت مین رقم خالی
ہمیشہ صفر کی مانند رہتے ہین شکم خالی

نہین ہے سرکشی کسکی بلند و پست عالم مین
نظر نیچی کرو پڑ جائیگا دیکھو قدم خالی

نہ اب وہ زلف مین بو ہے نہ وہ آنکھون مین وحشت ہے
ختن ہے مشک سے خالی غزالون سے حرم خالی

کسیکو وصف اُس منہ کا نہین کب یاد کرتا ہون
نہین لیتا کبھی پر جام کی مین نام جم خالی

محبت نقش جس دل پر نہین وہ قلب کہوٹا ہے
کبھی رائج نہین دنیا مین سکّہ سے درم خالی

جلاؤ مین ہمارے ایکدن آنچ آئیگی تجھ تک
نہین جاتی فلک آہ دل پر درد و غم خالی

مرا سر کاٹ کر لیجاؤ گے گر دست نازک مین
تمہارے پانون پھر جاتے ہین چلکر دو قدم خالی

نہو جس گھر مین صاحب خانہ پھر اوس گھر سے کیا مطلب
ہمارا سر پھرا ہے جو کرین طوف حرم خالی

وہین کے پاس خط دیکھا جو اوسکے پہول سے رخ پر
ہوا ثابت کہ کانٹون سے نہین راہ عدم خالی

فرشتے تک ہوے بیدم ترا گانا ہے یا سحر ہے
بہت قالب ہے روحون سے ہوے زہرہ نغم خالی

کسی گھر سے ملی مانگی نہ اوسکو بھیک دنیا مین
پھرے سائل ترے در سے جو اے باب کرم خالی

فلک سے وصل کی شب کا عوض لینگے جو جیتے ہین
سو اُن پر فقط غصہ نہین کرنیکے ہم خالی

تمہارے لعل لب سے وہ ہین کہ مردون کو جلاتے ہین
مسیحا بھی ہین یہ کیونکر کہون انکو قم خالی

کسی گھر مین نہ کیفیت اوٹھی مجھ رند مشرب کو
خدا سے دیر خالی تھا بتون سے تھا حرم خالی

گئی فصل بہار اے محتسب لکھنا نہ مستون مین
تسلی کے لیے رہتی ہے پہلو مین قلم خالی

نشان انکے فقط باقی ہین جنکے ظرف عالی تھے
ہوئی عبرت جو دیکھا طاق کسری جام جم خالی

سمجھے بیت الحزن ہے کم نہین کچھ کعبہ اے زاہد
بھرا آتا ہے کیا دل دیکھکر جائے صنم خالی

خزانون سے صدا اے ممسکو آتی ہے یہ پردم
سخی کے ہاتھ آکر ایکدن ہو جائین ہم خالی

لگاتے ہین وہ ٹہکر ہاتھ ہم پیچھے نہین ہٹتے
کبھی تلوار کو دیتے نہین ثابت قدم خالی

سحر مین سیہ کرتی ہے اتنا پیٹ ظاہر ہے
گہن مین آکے رہجاتا ہے جیسے چاند کم خالی

۱۹۶ خوشی کا بھی مہینا کٹ گیا ماتم ہی اے عاشق
ندیدم روے جانان رفت ماہ عید ہم خالی ۲۰

لڑائی وصل مین ہنسنے سے ہی پیری ہو جائے
ہمارے آپ سے یہ جنگ زرگری ہو جائے

تسلی اس دل بیتاب کو ذری ہو جائے
شب فراق بلا سے بھی پری ہو جائے

زمین پر اشک گرین عش تک تری ہو جائے
ہمارے رونے سے کشت فلک ہری ہو جائے

جلائے مردون کو ملتا ہے جسکو بوسہ لب
ثنا ہے چشم کرے جو وہ ساحری ہو جائے

وہ بادہ خوار ہون الفت ہے جسسے صہبا کو
خود اوڑ کے آئے اگر دخت رز پری ہو جائے

جو مار زلف ہے ہمسر عصاے موسی کا
عجب ہے چشم فسون گر نہ ساحری ہو جائے

جو درد دل کی حکایت کرون گلستان مین
ہر اک نہال مین شکل صنوبری ہو جائے

حجاب یہ ہے جو اونکی کو بھی ہوا لگ جائے
اوس آفتاب کی پنجے مین تھرتھری ہو جائے

دغا نہ کماؤں کسی شکل زال دنیا کی
نہ دیکھوں آنکھ اوٹھا کر اگر پری ہو جاے

بغل میں غیر ہے بڑہ کر نہ گفتگو کرنا
کہیں نہ آپ کے میری برابری ہو جاے

وہ لب ہے جس سے مسیحا بھی معجزہ سیکھے
وہ خط ہے جس سے خضر کی بھی رہبری ہو جاے

کروں نہ پیروی دیو نفس سرکش میں
نہ منہ لگاؤں جو بنت العنب پری ہو جاے

لگا کے تیر نگہ سرکشی نہ کر ظالم
جو تیر آہ نہ روکوں تو ہمسری ہو جاے

نہ توڑیگا بت پندار زاہد مغرور
کہ خاکساری میں شیخی نہ کر کری ہو جاے

دماغ عرش سے اونچا ہے فقر میں زاہد
نہ کبھی پاؤں زمیں پر جو سروری ہو جاے

نگاہ لطف سے دریاے غم میں بچنا ہو
جو پتلی آنکھ کی سد سکندری ہو جاے

جو حکم قتل سنا دے تو میرے مذہب میں
رسول پر ترے ختم پیمبری ہو جاے

پہن کے نور کی پوشاک گر میاں بیجے
ذلیل جوہر پیاری خجل پری ہو جاے

جنوں میں جامہ عریاں تنی پسند آیا
یہ رخت وہ ہے جو پوشاک آخری ہو جاے

۱۹۶ | جو بھیک مانگے سے عاشق کو ایک بوسہ ملے
تمہارے در کی فقیری تونگری ہو جاے | ۱۷

دیکھ لیں آنکھوں سے یار زلف لہراتے ہوے
دہر کیا لگتی ہے دیوانوں کو لہراتے ہوے

اب سیہ بختوں کے سر سے بلا ٹلتی نہیں
زلف کی صورت چلے آتے ہیں بل کھاتے ہوے

جس طرح صبح شب وصلت سے گھبرایا وہ گل
رات بھر میں پھول یوں دیکھے نہ کمہلاتے ہوے

کیا نظر قاتل کی چشم سرمگیں سے لڑ سکے
سیکڑوں آنکھوں کا دیکھا نیل پڑ جاتے ہوے

موت سے بدتر سمجھتا ہوں میں جھوٹی بات کو
زہر کھاؤں خوف آتا ہے قسم کھاتے ہوے

تجھسے اڑجائی تو وہ تیزی نظر پیدا کرے
ناتوان قصر تن کیونکر نہ آنکھون کو کہو
جنکو استقلال ہے پاتی ہین روزی عیب سے
کرکری کیونکر ہو تلوار اونکی کر گئی
راہ مین درگاہ کی بیٹھون گا مین ہوکر فقیر
رنگ و بو ہے جسم سے ہارونکی رونق بڑھ گئی
اوسنے جب مسّی لگائی آس میری بڑھ گئی
خون کیون لیتی ہین سر سر آہ کی رخصت ہو دیان
اسقدر ہون گرم رو مین وحشی آتش قدم
پیچ اس موئے میان پر اور دونی پڑ گئے
سخت جانون کو اگر یہ سر چڑھیگی اے صنم

کاٹ دی تیر قضا کو دیکھکر آتے ہوئے
دیکھا سیل اشک مین ٹہیلون کو بہجاتی ہوئے
پہرتی ہین بے صبر در در ٹھوکرین کھاتی ہوئے
ہڈیان دیکھین ہی تو ہمکو کہا جاتی ہوئے
دیکھ لونگا آپکو آتے ہوئے جاتے ہوئے
تیری بستر پر نہ دیکھے پہول کمہلاتی ہوئے
تیرہ بختون کا بھی دیکھا رنگ چھجاتی ہوئے
ایکدم مین دیکھ لین سب دم نکلجاتی ہوئے
دامن صحرا کو بھی دیکھا بھڑک جاتی ہوئے
دونون گیسو تا کمر پہونچے جو بل کھاتی ہوئے
تیغ کے منہ کو وہ کہا دینگے بگڑ جاتی ہوئے

۱۹۸	انتہا کے جلد اے عاشق گئے روز شباب دیر لگتی ہے شب وصلت کو بھی جاتی ہوئے	۱۹

جانتا ہون پیچ جسپا الفت گیسو مین ہے
ضعف سے اوڑ لگا ہون پر نظر آتا نہین
کاوش خار مژہ کی اب توجہ چاہیے
نعمت دنیا ملی جب سر جھکایا فکر مین
دم نکلتا ہے نہو سکتا ہے ترک عشق یار

بل یہ ہے دشمن بلا کا دل مری پہلو مین ہے
قوت پرواز عنقا آج کل بازو مین ہے
دل کہان ہے جا ہے دل اک آبلہ پہلو مین ہے
ہو کشکول گدا کا کاسۂ زانو مین ہے
جان پر ہے اختیار اپنا نہ دل قابو مین ہے

مری آنکھین ہوئین روشن لیا قاصد سے جب خط کو
لیے تصدیق مین نے معجزہ مانگا پیمبر سے

گلوے خشک کا کٹنا بہت مشکل ہے ای قاتل
وہ پیاسا ہون کہ باہر کھینچ لونگا آب خنجر سے

کلیجا کب جلا اوس سنگدل کا میرے مرنے پر
جو دل مین چوٹ لگتی تو نکلتی آگ پتھر سے

نہ کاٹو سر بھرے آتے ہین آنسو چشم جوہر مین
مثال اشک حسرت گر پڑیگی آب خنجر سے

حدیث نامۂ دلدار کو سمجھا ہون مین قدسی
پر جبریل کی نکلی ہوا بال کبوتر سے

ذرا صورت دکھاؤ وقت نزع مژگان مین تا ہون
بہت دل پک گیا ہے چھیڑ دو تم آ کے نشتر سے

ستم سے کھینچتی ہے بال ہی مشاطہ کنگھی مین
ترے ہاتھون کہین نکلی نہ بو زلف معنبر سے

ابھی باقی ہے تھوڑی سی وصل کی شب تو چپ بیٹھو
قیامت ہے جگاتی ہو موذن کو جو ٹھوکر سے

لباس ظاہری کو چاہیے کچھ جوہر ذاتی
تکلف کیا ہوے زرپوش اگر مرغ منور سے

دل آئینہ ہے پر خط مین دہن اوسکا نہین پاتا
چھپایا ہے خضر نے چشمۂ حیوان سکندر سے

ہمارے خانۂ تاریک سے خورشید ڈرتا ہے
چمک جاتی ہے اگر دھوپ دیوار ہی کے باہر سے

تمہارے کان کے موتی سے خط کا اور عالم ہے
کیا سیراب اس سبزے کو شاید آب گوہر سے

تمہارے جھانکنے سے چشم نابینا مین نور آیا
چمک ہے دیدۂ روزن مین افزون چشم اختر سے

دم تقریر ظاہر ہو گیا اعجاز اوس بت کا
ہلاتا ہے جو لعل لب صدا آتی ہے پتھر سے

جلاتی ہے سیہ خانہ مرا جب دھوپ آتی ہے
نہین کچھ آتشین شیشے کو نسبت روزن در سے

چراغ مہر بھی جلتا ہے داغ دل بھی جلتا ہے
ہماری قبر روشن ہو گئی اندر سے باہر سے

۲۰۲	فدا کیونکر نہون مین لاکھ دل سے اوسپر ای عاشق کیا لاکھون کا جسنے سامنا جا کر سے بہتر سے	۱۷

ڈر کر ہماری آہ سے ایسی سمٹ گئی | ساری شب فراق گھڑی بھر مین کٹ گئی
دن رات کا سرور مبارک ہو آپ کو | ایسے بھی ہین کہ عمر مصیبت مین کٹ گئی
کھٹکا جو میرے دل کو ہوا اضطراب کا | بوے شب وصال مری نیند اوچٹ گئی
اتبک مزاج مین وہ لڑکپن کی بات ہے | نام خدا جوان ہوی پر نہ ہٹ گئی
کیا بوند یون نے باغ مین جوبن بڑہا دیا | پوشاک بھیگ کر جو بدن سے لپٹ گئی
محنت کسیکی یون نہ فلک رایگان کرے | عقبیٰ بڑہائی ہمنے ملاقات گھٹ گئی
دشت جنون مین تیز چلے ہم جو دو قدم | طاقت ذرا جو ساتھ تھی رستے سی کٹ گئی
کیا کوسنے کو ہاتھ اوٹھائے تھی یار نے | مین آپ مر گیا جو وہ کرتی سمٹ گئی
کس درجہ تیری گرد سواری عزیز ہے | دیکھا ہے ہمنے خاک کو آنکھون مین اٹ گئی
پتھر بنا دہوگا جو یہ الکسی رہی | کنگھی تھی یہ پہاڑ کہ چوٹی چکٹ گئی
خط کا جواب ہمکو نہ پونہچا یہ عینہ پڑا | وصلی کی طرح چرخ سے بدلی چھٹ گئی
انکار وصل کر کے جلایا ہے آپ نے | شعلے کی تھی زبان کہ دم مین پلٹ گئی
مجھسا بھی تیرہ روز نہوگا جہان مین | سایے سے میری دھوپ کبھی کوس ہٹ گئی
مجھ ناتوان کی مردمی کو بچائے دیکھکر | پلٹی نگاہ یار تو ہیبت گھٹ گئی
پونہچا ضرر اسے ترے چہرے کی آب سے | زنجیر زلف زنگ مین آخر کو ہٹ گئی
بالون کو پیچ دے کے جلایا ہمارا دل | گیسو کے ساتھ ایک دوہین کی بھی لٹ گئی

۲۰۳	عاشق ہوے نہ قتل یہ افسوس رہ گیا قاتل جو پھر گیا مری قسمت اولٹ گئی	۲۰

جو گرم ہوکے کہو تم شراب اوڑ جائے
ابھی تو بہکے پری آفتاب اوڑ جائے

وہ روز اس ہی لگاتی ہین آسمانی تیر
نشانۂ سپر آفتاب اوڑ جائے

جفا کشون کو ہی سامان عیش سی ایذا
ملے جو بستر مخمل تو خواب اوڑ جائے

اسی خیال سے نالی نہ آئے ہونٹون تک
کہین نہ قبر کے سوتون کا خواب اوڑ جائے

شب وصال کو تا صبح جاگ کر کاٹین
ہمارا آپکا دونون کا خواب اوڑ جائے

تمہین جو دیکہ لین اصحاب کہف رویا مین
کبہی نہ آنکہ بہی جہپکی یہ خواب اوڑ جائے

یہ وحشیون سی ترقی ہی میری وحشت کو
کبہی جو خواب بہی دیکہون تو خواب اوڑ جائے

عجب نہین یہ زمانے کی بے ثباتی سے
سفید رنگ بہی اے ماہتاب اوڑ جائے

دہن وہ چشمۂ حیوان ہی منہ لگاتی ہی
تمہارے ہاتہ سے مرغ کباب اوڑ جائے

چہپو تو سوز جگر سے حجاب کو پہونکون
وہ کہینچون آہ کہ رخ سی نقاب اوڑ جائے

بہری جو جوبن نے گلابی بہت وہ دلہن کے
لگایا ہاتہ کہ جام شراب اوڑ جائے

مقابلہ جو مرے بخت تیرہ سے ہو جائے
سواد کاکل پر پیچ و تاب اوڑ جائے

نہ منہ سوال سے پہیرو تو اتنی پوچہون
کہ زاغ خال رخ لاجواب اوڑ جائے

دکہاؤن مین چمن داغ دل تو خجلت ہے
ابہی تو طائر رنگ جناب اوڑ جائے

جہان دکہا کے جو غیرونکو جام دی ساقی
مری جو اس کی صورت شراب اوڑ جائے

غبار دل جو نکالون ہواے آہ کی ساتہ
صفاے آئینۂ آفتاب اوڑ جائے

نہ دیجیے دُر دندان کے بوسے غیرون کو
کہین نہ آپکی موتی سی آب اوڑ جائے

اسیا ہی نہ رہا ابر اسے دل شکستہ کوئی
تمہارے رنگ کی صورت نقاب اوڑ جائے

سیاہ ایسی ہی جا کر زحل ہو گردون پر — ہوا سی جو مری فرد حساب اوڑ جاۓ

۲۰۴ غبار عاشق صادق کو دو جگہہ در ہے
کہین یہ خاک نہ اسے بو تراب اوڑ جاۓ ۲۱

سخت جانی سی مری طعن نہ کیونکر توڑے — جب گلا کاٹنے مین تھک گیا وہ خنجر توڑے
کیسی اٹھکھیلی سے چلتے ہین یہین کر توڑے — اونکی پاپوش سی دم عاشق مضطر توڑے
ایک ہفتی جو وفا وصل کا وعدہ نکیا — ای قمر ساتون فلک آنچہ مجہ پر توڑے
مارا منہ پہر مری قاصد کی بتون نے خط کو — یہ وہ پتھر ہے کہ دندان ہمیر توڑے
صدمہ سنگ حوادث سی نہین ڈرتا ہین — ای جنون سیکڑون اس سر سے ہین پتھر توڑے
محتسب ایک ہی شیشے کو اگر دینچے شکست — لاکہہ میخوارون کو دل تو برابر توڑے
باغ عالم مین نہو گا کوئی ایسا ناکام — تار سے توڑے جو کبھی مین نے گل تر توڑے
بندگی خاک ہی جب غیر کو ایذا پہونچے — مین نے بتے نہ بے سجدہ کو دا ور توڑے
جیسے او عہد شکن دل کو ہمارے توڑا — اسطرح آس کسیکی نہ مقدر توڑے
پانون مین حلقہ گیسوی رسا او لجھے ہین — بن گئے سلسلہ زلف معنبر توڑے
بیٹھنے لٹہ نہ سکین تیری صف مژگان سے — توڑ ہا تہون کی اوڑی گل ہیا اکثر توڑے
فائدہ دست جنون نی جو سلاسل توڑی — روح زندان خراب تن لاغر توڑے
کہو لئے آئین جو وہ نشتر مژگان سی فصد — سب نکل آئین رگین جسم سی لیکر توڑے
وہ کشش کرتا ہی جتنی مین کہنچا جاتا ہون — کسطرح رشتہ الفت کو ستمگر توڑے
سافتا تیرے تغافل سے جو بارا او نکو — تا سے قے رندون نی او نہیں کے لیتے توڑے

اہل محفل ہین تباہ سب ترے مالا مال
توڑے بخشے جو لیو رقص مین دلبر توڑے

مجکو ایذا ہی جو بلبل تجھے صدمہ پہونچے
میرا صیاد نے دل توڑا ترے پر توڑے

زاہدا کیون بت پندار نہ توڑا اپنا
غنیمتین سیکڑون کین تو نے دل اکثر توڑے

ای فلک نے ہر دیا عشق خط دلبر مین
نالہ میرا نہ کہین گنبد اخضر توڑے

سبب حسرت اخوان تہا جمال یوسف
حسن وہ ہی جو برادر سے برادر توڑے

۲۰۵

لوگ سمجہائین بہانا ہی جو عاشق مرجاے
چہوڑ بیٹہ جائین اگر دم دم آخر توڑے

۲۶

اوٹھ گئے عیش و طرب ہم اس عالم ایجاد سے
سقف گردون گر پڑی شور مبارکباد سے

سخت جان ہون میرے قاتل کو ذرا ثابت نہ تہا
اب کہلی جو ہر زبان خنجر فولاد سے

فصل گل مین در بدر پہرتی ہین یوانی ترے
آ گئے زندان مین جو نکلے خانۂ صیاد سے

لاؤن گا کف مین ہی پیسے گی جو مہر قد پیش مجھے
ای زمین مین خوب واقف ہون تری بنیاد سے

گوش گردون کر سے یار سنگدل بے رحم ہے
ای دل ناشاد کچہ حاصل نہین فریاد سے

چشم جوہر سے لہو رویا جو میرے قتل پر
خون کی اک دہار نکلی خنجر فولاد سے

تم پری انسان مین ظاہر ہین گو نسبت نہین
خلد مین حورون کو صلت ہو گی آدم زاد سے

ہاتہ اوٹھایا قتل سے میرے تو وہ مشتاق ہون
تاک لونگا تیغ دم بہر کی لیے جلاد سے

جوش سودا ہی خزان مین فصل میری لی اگر
بہر گیا ہی پہول دم مین نشتر فصاد سے

حسن صورت کیا دیا عاشق ذ مشت خاک کو
قاف مین چہپتی ہین پریان شکل آدم زاد سے

کیون مکان بہر مین آتی ہین نہ ہون کیطرح
پردہ آنکہون پر پڑے ہین نشۂ ایجاد سے

ہوں وہ بلبل جب کیا شکوہ مقدر کا کیا
جلوہ سینے میں مری داغ غم دشمن کا ہے
کوئی سنتا ہی نہیں حال دل پر درد و غم
وشت پیمائی سے میری حرف آیا قیس پر
ہمصفیر و قید کے دن بھی بسر ہو جائینگے
نذر یہ کرتا ہوں جب کہتا ہوں نہیں صوم و صال
چہاتیوں کو جب تپا وہ سخت کہ بیٹھے مجھے
فصل گل کبہی گئی سودا کسیکا کم نہیں
کوئی مرقد پہ نہ لایا پہول بہی مرنے کے بعد
کیوں قصور ہیں ذقن کو بنا آنکہوں کو کیا
کہینچتے ہی آہ ضبط سوز دل جاتا رہا
وصل میں ساماں شادی کا منغص کر دیا
سست شعروں کو بھی اپنے کاٹنا مشکل پڑا
دخت رز کی شکل زاہد نے کبہی دیکھی نہیں

باغباں سے ہے گلہ مجھکو نہ کچہ صیاد سے
گہر کیا روشن چراغ خانہ جلا دے
بے اثر ہے کسقدر فریاد ہے فریاد سے
اسقدر کی مشق بہتر ہو گئے استاد سے
کوئی تو میرا عوض لیگا کبہی صیاد سے
تر کرونگا حلق آب خنجر فولاد سے
دیجیے تشبیہ انکو بیضۂ فولاد سے
روز غل اوٹھتے ہیں اتبک خانۂ حداد سے
کیا ملا سیر بہار گلشن ایجاد سے
گر پڑے ہے چاہ زنخداں میں نئی افتاد سے
کارواں صبر پر بجلی گری فریاد سے
اسقدر گہبرا گئے تم شور مبارکباد سے
دشمنی کرتا نہیں کوئی بری اولاد سے
پوچہتے ہیں لوگ کیا اس کو ربا و زاد سے

۲۰۶ — صحبت اہل سخن سچ ہے کہ بے حاصل نہیں
فیض پہونچا تمکو بھی عاشق کسی استاد سے — ۲۰

جو چیز ہے اونکی وہ بلا ئی سے بری ہے
دیوانہ بنایا خط عارض نے تمہارے
۱۷
کاکل ہے بلا پر مری آنکہوں میں پری ہے
معلوم ہوا خضر نہیں سبز پری ہے

بیتاب بہت ہون کوئی عاشق نہ سمجھ جائے
بلواؤ مجھے گھر مین نہین پردہ دری ہی

اندھیر کیا ہی یہ تپ ہجر صنم نے
عیسی کو بھی دیکھا تو چراغ سحری ہی

جیتا ہون تو مہمان کو رخصت نکرونگا
اپنے سے بھی بڑھ کر مجھے درد جگری ہی

کہتے ہو کہ کیون چاک کیا تو نے گریبان
ای حور تقاضائے لباس بشری ہی

اعجاز ہے نخل قد دلبر کا تماشا
چشمون کو بھی دعوائے عقیق شجری ہی

گو دفتر عالم سے مٹایا مجھے تو نے
کیونکر نہ خوشی ہو مرا چہرہ نظری ہی

وہ زور ہی نالون کا نہ وہ جوش ہی رونا
اب دل مین نہ طاقت ہی نہ آنکھون مین تری ہی

خالی نہین قاتل کا ہی قبضے پر اگر ہاتھ
بازو بھی ہی تیار کلائی بھی بھری ہی

سب سے ہے جدا پر صفتین جمع ہین سب کی
انسان ہی حورا ہی فرشتہ ہے پری ہی

ہے ذرے پر الطاف کبھی مہر قمر پر
خورشید مین بھی عیب پریشان نظری ہی

روزن کیے کس طرح مری دل مین نظر نے
ہی تیر نہ سوفار نہ پیکان نہ سری ہی

بنت العنب آتی نہین دامون سے بھی اے
شیشے سے نکلتی نہین کیا پیٹ بھری ہی

دو دو خط عارض سے کھلا حال فرقن کا
اس چاہ مین پانی کی عوض آگ بھری ہی

چشمک نکر ای چشم بت آہوی حرم سے
تجھسے بھی فزون تر تری وحشی کو چری ہی

پیری مین یہان خواب اجل پیش نظر ہی
گو صبح ہوئی نیند پر آنکھون مین بھری ہی

کیا بیخودی عشق ہے سمجھی نہ زلیخا
دامن کے پکڑنے مین بڑی پردہ دری ہی

زر بفت کے ٹکڑے رہ خالق مین دیے ہین
غیرون کی کمر مین مرا زاد سفری ہی

کیا عالم ایجاد مین عاشق ہے دورنگی

۲۰۷	ہنسنے کا کہین شور کہین نوحہ گری ہے	۱۳

زلفون پہ ابہی طبع ہے مائل نہ رہیگی — دونون کی کشاکش ہے یہ مشکل نہ رہیگی
ایسا جو نقاہت سے گہٹے گا بدن اُسکا — خود پانون مین مجنون کی سلاسل نہ رہیگی
سمجہتا وہ گر غصے مین گلا کاٹ کے میرا — اسوقت جو دل مین ہے یہ قاتل نہ رہیگی
مین قبر مین قبلے کی طرف منہ نکرون گا — جب تک تری تصویر مقابل نہ رہیگی
اے موت شب ہجر مین روپوش نہونا — صورت مری دکہلانے کے قابل نہ رہیگی
غیرون کو حفاظت کے لیے ساتہ نہ لانا — کیا وصل مین تلوار حمائل نہ رہیگی
اے ماہ جو زلفون کی یہی راہ زنی ہے — سیارون کو آسایش منزل نہ رہیگی
آئینے مین اپنے لب جان بخش نہ دیکہو — آنکہون مین بہی تاثیر ہلاہل نہ رہیگی
سنتا ہون کہ پہولون مین مرے آئیگا وہ گل — مرجانے سے پژمردگی دل نہ رہیگی
مہندی جو لگائی تو گلے روز کٹین گے — اس رنگ سے آرایش محفل نہ رہیگی
وحشت مری ہو جائیگی کم طول مرض سے — دق ہوگی تو یہ قید سلاسل نہ رہیگی
شہرون مین رہے قبر مین بہی جائینگے اک روز — جب آئے تو باقی کوئی منزل نہ رہیگی

۲۰۸	گھر اونکے نقاہت سے نہ پہنچے تو نہ پوچہے کیا ضعف مین عاشق کشش دل نہ رہیگی	۲۰

جو نظر ہے اسطرف خون ریز ہے — کیا چہری مجہپر تمہاری تیز ہے
بیٹہنے دے گی نہ صحرا کی زمین — جو بگولا ہے وہ آفت خیز ہے
صورت شمشیر چلتی ہے زبان — جو ہے فقرہ آپکا وہ تیز ہے

بے حلاوت کتنی ہے کی زندگی
اس فرس کو حاجت مہمیز ہے

چشم جوہر سے ٹپکتا ہے لہو
آپ کی تلوار کیا خونریز ہے

آنکھیں بچھتی ہیں جدھر جاتے ہیں وہ
کوے دلبر جاے مردم خیز ہے

قیس کے قدموں سے چھٹنا کاہے کو ہم
نالۂ زنجیر دردآمیز ہے

نشۂ الفت کو آنسو ہیں ضرور
تیز جو مے ہو وہ آب آمیز ہے

سر کی صورت پاؤں بھی تھمتے نہیں
گھاٹ پر خنجر کے پانی تیز ہے

ایڑیوں سے بڑھ گئی زلف دراز
خاک کوے یار عنبر بیز ہے

باغ میں وسواس سے جاتی نہیں
نرگس بیمار سے پرہیز ہے

آمد و رفت نفس کاٹے گی عمر
دانت اس ارّہ کا مجھ پہ تیز ہے

یاد لب سے ہو گئے لاکھوں ہلاک
جو مسیحا تھا وہی چنگیز ہے

تیرا دم بھرتا ہے دام زلف میں
طائر دل مرغ شب آویز ہے

چھوٹتے ہی بل کھا گئے زلفوں کے بال
شعلۂ رنگ حنا کیا تیز ہے

عاشقوں کو کھائے جاتی ہے نگاہ
مردم بیمار بار پرہیز ہے

کیا قیامت ہے کہ چین آتا نہیں
ہجر کی شب روز رستاخیز ہے

کیوں نہ چھلکے دست پیر چرخ میں
ساغر مہ نور سے لبریز ہے

ایک دن سونا نہیں ہم کو ملا
سنتے تھے ملک جنوں زرریز ہے

۲۰۹	شمس کا پرتو ہے عاشق یہ غزل آفتاب خطۂ تبریز ہے	۲۷

گھر مین ہم کھول کر کمر بیٹھے
بات مشکل تھی اپنو کر بیٹھے

دخت رز تھی جدہر ادھر بیٹھے
کیا جگہ ہم بھی تاک کر بیٹھے

بیٹھیے عرش پر تو پھبتا ہے
آپ کرسی سے کیون اوتر بیٹھے

آسیا کی طرح قناعت کر
رزق اللہ دے کا گھر بیٹھے

پاس کا بیٹھنا غنیمت ہے
اس طرف بیٹھے یا ادھر بیٹھے

آپ کے دور مین ہوا اندھیر
کوٹھے پر چڑھ ہے جب قمر بیٹھے

پاس بیٹھے نہ ہم بھی محفل مین
وہ ادھر بیٹھے ہم ادھر بیٹھے

تہ و بالا کیا زمانے کو
گھر مین بیٹھے نہ بام پر بیٹھے

صاف چڑھ جاؤنگا مین کوٹھے پر
زلف لٹکا کے وہ اگر بیٹھے

لطف اوٹھا نہ تیر کھانے مین
چھوڑ کر دل ادھر ادھر بیٹھے

مثل آئینہ صاف رکھ دل کو
صورتین لاکھ دیکھ گھر بیٹھے

دربدر ہین خراب اہل ہنر
بے ہنر لوٹتے ہین گھر بیٹھے

زندگی مین تو خاک قدر نہ کی
آکے اب میری قبر پر بیٹھے

ماہ کامل کہین گے جب اوسکو
شام سے آئے تا سحر بیٹھے

حکم قاتل ہے اپنے عاشق کو
آنکھون پر پٹی باندھکر بیٹھے

شجر قد یار جوبنکے کہاسے
ایک اگر طائر نظر بیٹھے

ہم کسی پر چمن مین بار نہین
چھوڑ کر سایہ شجر بیٹھے

پھرتے پھرتے ہمارا دل بیٹھا
جس طرح چرخ کھاکے زر بیٹھے

سخن من بجا ہے من باشد
اب پدر کی جگہ پسر بیٹھے

زلف سکے پیچ سے نہین آگاہ
بل کی سے لیتے ہین آپ گھر بیٹھے

توڑ ا تلوار کا دکھاتے ہین
رشتۂ الفت کا قطع کر بیٹھے

سلطنت مین جو آیا مرگ کا دہیان
خاک پر تخت سے اوتر بیٹھے

لوگ سمجھے چہ فتن کا تو ا
آپ جب ٹیک کر سپر بیٹھے

کیون اوٹھاتے ہو مجکو محفل سے
کیا قیامت ہوئی اگر بیٹھے

مر گئے یاد زلف مین آخر
نیند آئی جو رات بھر بیٹھے

اسے پری کہ نہ عاشق ابرو
اوڑتے اوڑتے نہ طاق پر بیٹھے

٢١٠	فائدہ تم جو مرتے ہو عاشق آج تک ہین وہ بے خبر بیٹھے	١٧

کس نے چمکایا انہین مدح وثنا کرنے کی
دانت ہیری تہی حقیقت مین جلا کرنے کی

کون روپوش رہا جان فدا کرنے کی
تم ہی منصف ہو کہ میری سی بہلانے کی

دل چرایا تری زلفون نے ہوا مین قیدی
کی و تعذیر ملی یار خطا کرنے کی

قول و اقرار وہ اگلے نہ ہے یاد تمہین
داغ فرقت کا دیا ملکے دغا کرنے کی

ہے ہر اک بیکس و ناچار کا اللہ حکیم
آپ اچھے ہوسے بیمار دوا کرنے کی

بات کہتا تہا کہ مر جاونگا اک دن تم پہ
تمنے آہین جو کہی یار دعا کرنے کی

جب مین کہتا ہون کہ فرقت سے ترے مرتا ہون
ہنس کے کہتا ہے کہ تجہ پر ہے جفا کرنے کی

خاک سے کشتۂ الفت کی ہوئی سرخ قدم
اسقدر پیروی رنگ حنا کرنے کی

تو جو دشمن ہے تو ہے سارا زمانہ دشمن
بعد میرے وہ رقیبون سے یہ فرماتے ہین
دیکھکر روے صنم کیا فقرا کیا زاہد
سوت شاہد ہے بہت راہ تمہاری دیکھی
کب ملی زاہد و عابد کو صفا صوفی کی
ایکدن پیچ نہ زلفون کا ہمین راس آیا
نہ کھلا آئینۂ رخ کی صفا کا احوال
شمل رخسار کہا اسے مہ کامل تجھکو

درد جسدن سے دیا تو نے دوا کرنے کی
منہ سے سب کہتے رہے جان فدا کرنے کی
خود فراموش ہے یاد خدا کرنے کی
تم جو کہتے ہو ز عادی یہ دغا کرنے کی
حال محشر مین کھلیگا کہ ریا کرنے کی
خود پریشان تھے نازل یہ بلا کرنے کی
برسون حیران رہا مین کہ جلا کرنے کی
ثمرہ سے کے تعریف تری میرے سوا کرنے کی

۲۱۱

مرگئے ہمتو ادا دیکھ کے اوسکی عاشق
اوسنے اتنا بھی نہ پوچھا کہ قضا کرنے کی

۲۴

کیا پچ سے کوئی چشم فسون گر سے نکلجاے
حسرت سے مرین پان گلوری جو نہ تم کھاؤ
فرماتی ہین قاصد کو مرے کرکے مقید
اغلب ہے اشارے سے بلا کر جو چلے جاؤ
یارب کہین روزی مین مری عمر ہو آخر
وہ چوٹ لگی جامۂ تن سیکڑون ہین پھٹ جا
اندھیر دکھاتی ہوئی آتی ہے شب ہجر
اوٹھ جاؤنگا دنیا سے جو افتاد پڑے گی

وہ سحر ہے اعجاز پیمبر سے نکلجاے
آئینہ نہ دیکھو تو ابھی گھر سے نکلجاے
چھوڑے جو تجھے دین پیمبر سے نکلجاے
تمثال بھی آئینے کے اندر سے نکلجاے
تو چاہے تو کشتی یہ سمندر سے نکلجاے
دامن جو ترا رقص مین ٹھوکر سے نکلجاے
اغلب جو ضیا دیدۂ اختر سے نکلجاے
جس طرح شرارہ کوئی پتھر سے نکلجاے

اے شوق نہ محتاج کران نامہ بردن کا
لازم ہے کہ خط اوڑکے کبوتر سے نکلجا ہے

گھٹتا ہے مرا خون جو بڑھتی ہے نزاکت
قوت نہ کہین دست ستمگر سے نکلجا ہے

ہون ہم بخود اے جان نزاکت سے تمہاری
ڈر جاؤ اگر آہ برابر سے نکلجا ہے

پڑتی ہین جبین تو ہے ہوا آنکھونکو چکاچوندہ
بجلی سی نقاب رخ انور سے نکلجا ہے

بیٹھون جو تہ تیغ تو آب دم شمشیر
آنسو کی طرح دیدۂ جوہر سے نکلجا ہے

بیٹھو جو مری قبر پہ اے آئینہ سیما
نالہ دہن گور سکندر سے نکلجا ہے

سر کاٹو تو پہر آئین نہ کوچے مین تمہارے
یہ پانون بہی ہر روز کی چکر سے نکلجا ہے

تم آؤ بلانے کو تو اس شوق سے دوڑون
دو چار قدم روح بہی پیکر سے نکلجا ہے

اوٹھواؤ نہ تم سامنے سے حیرتیون کو
آئینہ کہان بزم سکندر سے نکلجا ہے

ساقی کی ملاقات معطل ہے جہڑی ہین
اللہ کرے آئے گھٹا برسے نکلجا ہے

کام آئے زمانے مین اگر طوق غلامی
قمری کی غرض سرو صنوبر سے نکلجا ہے

سودا گل رخسار حسینان کا ہوا ہے
بلبل کی نہ فریاد کہین گہر سے نکلجا ہے

سینے مین مرے عشق ہے سیم تنونکا
آئی ہوئی دولت نہ کہین گہر سے نکلجا ہے

نازک ہے کلائی اونہین پہناؤ نہ کنگن
کپڑے کی طرح پوست نہ زیور سے نکلجا ہے

یہ ضد ہے کہ بیعت نہ فقیرون سے ہو منظور
دولت بہی اگر دست تونگر سے نکلجا ہے

۲۱۲
عاشق گل رخسار صنم کا ہو نظارا
جب سلسلۂ زلف معنبر سے نکلجا ہے
۲۰

اکیلا ہے جب اندہیرا گہر رہے
سوئے مرقد مین کہ گہر مین مر رہے

بوسۂ لب کے مزے دم بہر رہے
ہم حباب چشمۂ کوثر رہے

ہجر مین مے بہی ہلاہل ہو گئی
کس قدر شیشے تجھے مجھسے بہر رہے

کون کہتا ہے کہ تنہا بیٹھیے
ہم رہین شیشہ و ساغر رہے

عمر کاٹی مثل تیغ یار مین
عندلیب گلشن جوہر رہے

خون اگر میرا گریبان گیر ہو
دامن مژگان لہو سے تر رہے

دل محبت مین رہا شیشے کی چور
ہونٹ مشتاق لب ساغر رہے

قبر پر لازم ہے جہاڑو دے کوئی
آئینہ تا گور اسکندر رہے

دشت مین غیرون نے مٹی دی ہے
آشنا اپنے کہان سب مر رہے

کون قاصد اوسکے کوٹھے پر گیا
طالب معراج پیغمبر رہے

ایک ساعت مین چمک کر بجھ گئے
ہم چراغ خانۂ بے زر رہے

خار خار غم نے دل کو بہر دیا
کس قدر اس گنج مین نشتر رہے

صاف باطن کے نہین کہلتے ہنر
آئنے مین جس طرح جوہر رہے

سرو کی قامت نظر سے گر گئی
چشم بد دور آپ بالاتر رہے

آنکہ تیری پہرتے ہی محفل نہ تہی
صبح تک اولٹے ہوے ساغر رہے

سینہ میرا چیریے نشتر کا ٹیے
پہر نہ درد دل نہ درد سر رہے

گرمی خورشید کی ایذا نہین
حشر مین بہی خوب دامن تر رہے

جب چڑہائے جام عینک چڑہ گئی
مثل آنکہون کے مجھے ساغر رہے

ہال سے یہ پاؤن کا کرتا ہے کام
ہاتہ دو چلتا ہے جسمین زر رہے

۲۳	کھینچو عاشق نالۂ گردون شگاف گنبد افلاک کیون بے در رہے	۲۴

قرب سے ہے جذب عشق کامل سے
پردے سب اوٹھ گئے مری دل سے

وہ بہی میری طرف ہین مائل سے
کہتے ہین راہ دل کو ہے دل سے

جان دیتے ہین اسے پری پیکر
پیار کرتے ہین آپ کو دل سے

اوس پری کو اوتار کر دیکھے
شیشہ چہٹ جاے دست عامل سے

دیکھتے رہ گئے وہ حیران وار
آئینہ اوٹھ گیا مقابل سے

زلف سے ہے سحر چشم سے خاموش
نالہ رکتا نہین سلاسل سے

مجھکو لیجا نہ باغ مین اے گل
بحث پڑ جاے گی عنادل سے

دختر رز کی جہانک تاک رہی
ہمنے توبہ کبھی نہ کی دل سے

بوسہ لیکر بھی کچھ بہلا نہوا
تمنے کیسا دیا بُرے دل سے

فرق کیجے فدائیون مین ذرا
کون ہے منہ سے کون ہے دل سے

دل دشمن عدم سے ہے ہمراہ
راہ زن بھی ہے ساتھ منزل سے

اوترے کشتی سے جب وہ بحر صفا
موجین ٹکرائین سر کو ساحل سے

نقطۂ انتخاب خالق ہے
رونق روے یار ہے تل سے

نہین مٹتا رقیب کا کھٹکا
خار اولجھا ہے دامن دل سے

اے فلک توبہ کرکے کہتا ہون
عرش ہلجاے نالۂ دل سے

بند بند اونکے ہین جداتہ خاک
عقدے کھلتے تھے جن انامل سے

مانگا بوسہ کسی نے مجھکو ملا
بخت چونکے صداے سائل سے

تمنے موقوف کی جو آمد و شد
آتی جاتی ہے سانس مشکل سے

بوسہ لیتے ہین غیر ابرو کا
یہ بھی خنجر اوتر گیا دل سے

قبر سے اوٹھے یاد رخ لے کر
ہے یہ قرآن ساتھ منزل سے

کہتے ہین ہمکو جو سمہ کامل
چاہتے ہین وہ اوپری دل سے

آج ساقی نے مجھکو یاد کیا
پانی اوترا گلے مین مشکل سے

ناتوانی پر اپنی روتا ہون
ٹوٹا اشکون کا تار مشکل سے

۲۱۴

عشق پیری مین بت کا اے عاشق
توبہ کیجے خیال باطل سے

۳۳

ہے سو زیادہ یار کی انگیا پسند ہے
چڑیا کے بدلے طائر دل اُسمین بند ہے

حیران ہون سلاح اونہین کیون پسند ہے
چار آئنہ سے صاف کہین چار بند ہے

موزون کیے ہین وصف سراپاے یار کے
مین نے غزل کہی ہے کہ ترکیب بند ہے

خوف نظر نہین تجھے اے شمع انجمن
دیکھا تو خال دیدۂ ناظر سپند ہے

کیا خاک آہ گرم سے گردون کو پہونچیے
خوف شب فراق سے آواز بند ہے

میرے قدم سے نجد بلا خیز ہوگیا
مجنون سے کوئی کہدے ادھر راہ بند ہے

چرچا نہین شراب کا ماہ صیام مین
شیشے کی اس مہینے مین آواز بند ہے

ہے سوز غم سے آگ بدن مین بھری ہوئی
مشتعل ہے آنکھ اشک کا دانہ سپند ہے

اللہ رزق دیگا تو لینگے اوسی سے ہم
فاقے سے آج شیشے ہین دروازہ بند ہے

احوال کھل گیا ورق کائنات کا
یہ دفتر عمل کا مری ایک بند ہے

دیکھا تھا ایک روز کہین اوسکو خواب مین
محشر بھی ہو گیا ہے مگر آنکہ بند ہے

حورون سے کہ رہا ہون ثنائے مکان یار
سیر اقصور گیا ہے طبیعت بلند ہے

فریاد قید زلف مین کرتے ہین بے گناہ
اندھیر جسقدر ہو کچھ اونکو پسند ہے

کہیا بوسہ ہای لب کی حلاوت بیان کرون
مانند نیشکر کے مرا بند بند ہے

مجروح کی خوشی سے ہے قاتل کو انفعال
ہنستے ہین میرے زخم اونہین ریشخند ہے

تار نظر پہونچ نہ سکا بام یار تک
کوٹھا بہت بلند ہے کوتہ کمند ہے

مرکر ہو ترک عشق صنم کس امید پر
راضی خدا انہین سے ہے در توبہ بند ہے

فریاد دل کی سنکر یہ بولا وہ بحر حسن
آواز آشنا ہے نہایت پسند ہے

کرتا ہے یار اس سے اشارون مین گفتگو
آنکھون کے شعبدون سے دہن سحر بند ہے

ترجیح مجھسے دیتے ہین فرہاد و قیس کو
جسکو مین دیکھتا ہون وہ مردہ پسند ہے

مضمون اسمین زلف شکن در شکن کے ہین
ہر جا زمین شعر مین پست و بلند ہے

غم گوشت کھا گیا ہے فقط استخوان ہین
مدت سے ایک شیر کٹہرے مین بند ہے

رنگت کی آب و تاب مین خوشبو عجیب ہے
دیکھو طلائی رنگ کا سونا سگند ہے

ہرگز پھنسون نہ جانکے کاکل کے پیچ مین
کالی کی دوستی مین خیال گزند ہے

خط مور کی طرح لب شیرین کے گرد ہے
شکر ہے یہ نہ شہد نہ مصری نہ قند ہے

پانی کے بھی سوال مین جاتی ہے آبرو
کسکو طلب بغیر خدا کے پسند ہے

دل کھنچ گئے ہین سیکڑون کرتنکے جال مین
انگیا کا جو ہے بند بلا کی کمند ہے

آتی ہے ساتھ آہ کے سینے سے بھی صدا
میری طرح جگر بھی مرا دردمند ہے

ضرب المثل ہوے مری اشعار لاجواب
مصرع ہر ایک وعظ ہے ہر بیت پند ہے

ٹکرا گئے حباب نہ سینے کے ایک وز
انگیا کا ہے یہ گھاٹ کہ پانی کا بند ہے

بعد از فنا رہی یہ تعلی غبار میں
دو چار ہاتھ بام فلک سے بلند ہے

ترکیب عرض کو بھی اجابت میں دخل ہے
میری دعا وہ ہے کہ خدا کو پسند ہے

۲۱۵
ہر بیت میں بھرے ہیں مضامین آبدار
عاشق یہ صاف طرز کمال خجند ہے
۱۶

کلفت گئی غزل کی ثنا سے شراب سے
یہ بھی زمین پاک ہوئی آفتاب سے

دھبا چھٹے گا لوث گنہ کا شراب سے
تر دامنی مٹائیں گے ہم آفتاب سے

وصلت میں زلف یار کی سب بل نکل گئی
آگاہ میرے دل کی نہ تھی پیچ و تاب سے

چمکا نہ آفتاب کبھی آ کے ابر میں
اک برق کوندتی ہے تمہاری نقاب سے

حسرت میں تیرے سائل دیدار مر گئے
پردہ اوٹھا کبھی نہ رخ لاجواب سے

سونا ملا ہے چین سے مجرم کو قبر میں
اکسیر پائی خاک در بوتراب سے

کیا مانگتے ہو مجھسے گزک میکشی میں تم
بو آتی ہے جلے ہوے دل کی کباب سے

نازک دلوں سے غنچہ کا صدمہ نہ اوٹھ سکا
ٹوٹا ہے دل ہمارا شکست حباب سے

تمنے نقاب منہ سے نہ اوٹھی تو کیا ہوا
آنکھیں لڑائیں ہمنے رخ آفتاب سے

دل میرا غرق بحر تحیر ہے وصل میں
پستان یار ہیں کہیں نازک حباب سے

وعدیکا تھا خیال وفا تھی مزاج میں
پیمان شکن ہوے ہیں وہ عہد شباب سے

پردے سے رنگ عارض گلگون نظر پڑا — تر ہو گئی نقاب بھی چہرے کی آب سے
پہونچین بناے تن مین شکستین ہزار ہا — او کھڑا نہ دل مقام جہان خراب سے
کیا خاک قصر یار سے دون چرخ کو مثال — ذرے یہان پڑے ہین کرور آفتاب سے
رویا جو بزم عیش مین یہ غرق بحر غم — آواز آبشار کی نکلی رباب سے

۲۱۴	عاشق سوال وصل بتون سے عبث کیا نکلے جواب کیا وہین لاجواب سے	۱۶

ہمسے روٹھے تھے وہ خود آکے ملے — ہم بھی کچھ آج کھو کے جا کے ملے
سب کے دل مین ہوئی جگہ اپنی — سیکڑون گھر ہمین خدا کے ملے
نہین مٹتی بگاڑ کی صورت — جب ملے ہمسے منہ بنا کے ملے
بوسۂ خط سے پھر گیا ہے بدن — زہر کو بھی اثر دوا کے ملے
اب کہلا وہ پری ہے دشمن جان — پہلے انسان آزما کے ملے
سحر آنکھون مین معجزہ لب مین — تمکو گیسو بھی ہین بلا کے ملے
خود بخود ہو گئے ہین سب بت رام — کیا عوض طاعت خدا کے ملے
آشنا سے وہ ہمکو کہتے ہین — آپ ایک دوست انتہا کے ملے
وصل ہوتے ہی آئے صبر و قرار — آج چھوٹے یہ سالہا کے ملے
چاہیے دل کے کہنے پر چلنا — نہین ممکن وہ آپ آ کے ملے
چین پیری مین گو ہے دندان — آبرو کی طرح نہ جا کے ملے
کچھ تو بل پڑ گیا محبت مین — ہمسے گیسو جو پیچ کھا کے ملے

بحر عالم کی ماہیت دیکھی
آشنا دشمن آشنا کے ملے

خانۂ تن کی دل سے قدر ہوئی
رہتے قصرِ جہان نما کے ملے

بل کی سیتے ہین قید گیسو مین
ہم بلاکش بھی ہین بلا کے ملے

۲/۷	جذبہ و شوق ناتوانی مین بارے عاشق کو دست و پا کے ملے	۳۰

جوڑے سے کیا نمود ہے حسنِ حضور کی
قلہ ہے کوہ قاف کا چوٹی ہے طور کی

کچھ دل لگی شراب مین تھی وہ بھی دور کی
توڑا ہمارے دل کو صراحی بھی چور کی

نخوت سمائی غیر کو قرب حضور کی
شیطان ہے سزا بھی ملیگی غرور کی

کس کام کا وہ حسن کہ جس سے ہو آنکھ بند
کیا مدح آفتاب قیامت کے نور کی

ہوتی نہین پلک سے پلک آشنا کبھی
یہ آنکھ منتظر ہے تمہارے ظہور کی

پونہچا کبھی نہ غلغلۂ حشر کان مین
نالون سے میرے دب گئی آواز صور کی

کیا مرتبہ ہے جلوۂ رخسار یار کا
آنکھون مین بٹ گئی نہ بچی خاک طور کی

رونے سے رونگٹون کو یہ بالیدگی ہوئی
میرے بدن کی کھال قبا ہے سمور کی

مردے ڈرین جو میرا سیہ خانہ دیکھ لین
کیا اس سے بڑھ کے ہوگی اندھیری قبور کی

ابر و ہوا و مطرب و مینا و باغ ہے
خالی جگہ ہے بزم مین لیکن حضور کی

پہلو کا زخم جا سے جریدہ ہے قبر مین
ہے حشر تک بغل مین نشانی حضور کی

ابرو ہے کج نگاہ ہے کج زلف مین ہے بل
عالم سے پھر گئی ہے طبیعت حضور کی

کنگھی کی روشنی سے یہ پیلی سڑک پڑو
جاتی ہے کہکشان پہ سواری حضور کی

آدم کی طرح غیر سے کیجے نہ مشورہ
شیطان سے صلاح نہ لیجے امور کی

پڑھتا ہوں شعر ساقی کوثر کی وصف میں
بو آتی ہے دہن سے شراب طہور کی

لکھتا ہون ایک طرب داؤد وش کو مین
فولاد کے قلم سے عبارت زبور کی

عیسی ہو تو جلا کے بندہ و درد سر
پیلے دوا بتاؤ دل ناصبور کی

ہے اعتدال آب و ہوا ملک عشق مین
مجنون یہان کے کرتے ہین باتین شعور کی

سیلاب ہے آج گور شہید ان عشق پر
کیا نور و سے رہی ہے سفیدی قبور کی

پر لگ گئے بہشت کو تعریف یار سے
شاخین لگین درخت مین بال طیور کی

کیا لکھنو کی پستی طالع بیان کرون
ہین کوٹھیون مین چاہ کی اینٹین قصور کی

کس طرح گھر کو جائیے گا بیٹھیے ابھی
برخاست ہو گئی ہے سواری حضور کی

آنکھون مین میری بادۂ جنت ہو جائے اشک
کوٹھی ہے میرا قلب شراب طہور کی

ہین کچھ صدائے آہ مین دل کی شکایتین
آتی نہین سمجھ مین پر آواز دور کی

اونچے پہ جو بہت نہ چڑھیگا گریگا کیون
افتاد کا پتا ہے بلندی قصور کی

سوز درون کو اور بڑھاتے ہین استخوان
پسلی ہر ایک بن گئی لکڑی تنور کی

جو یا ہے حال یار ہو جب حواس آئے
پوچھی مسافرون سے خبر ہمنے دور کی

قرب مقیر خاک نشین سب سے بڑھ گیا
موسی کا واسطہ ہے نہ حاجت ہے طور کی

بوئے نہ تخم لطف جو موسی کے قلب مین
آتی صدا درخت سے کیونکر حضور کی

۲۱۸	عاشق زبان کو روک محرم قریب ہے ماتم مین ترک کرتے ہین باتین سرور کی	۲۴

ح

یا علی مجکو ہے نادیدہ محبت تیری	خواب مین کاش میسر ہو زیارت تیری
عاصیون پر نظر رحم ہے عادت تیری	خصلت احمد مختار سے ہے خصلت تیری
طاعت خالق عالم ہے اطاعت تیری	ہے ولی وہ بھی کہ جسکو ہے ولایت تیری
جنگ مین بھی تجہے منظور رہی نفس کشی	افضل طاعت عالم ہوئی ضربت تیری
حکم فرزند کا تیرے ہو جہان مین جاری	وہ بھی دن آئے کہ مین دیکہون رجعت تیری
تو نے طاعت مین سلیمان کی انگوٹھی دیدی	مصحف حق مین ہے منصوص سخاوت تیری
نام سے تیری حکومت کے وہ مرجاتا ہے	کانپے کافر کے جگر مین ہے یہ دہشت تیری
اس سے رجعت کا ہون مشتاق زیادہ تر مین	تیرے فرزند سے ملتی ہے شباہت تیری
تو یداللہ ہے تلوار ہے قہر اللہ	ہے جبریل سے پوچھے کوئی ضربت تیری
تجہسے آقا کے غلامون کو نہین خوف عذاب	سختی قبر نہ دکھلائے گی ہمت تیری
لامکان پر تری آواز سنی احمد نے	باطنی ہوگئی معراج مین شرکت تیری
عید نوروز ہے تیرے شرف مسند کی	قبلہ کعبہ ہوا ہونے سے ولادت تیری
خاص اپنا قدح شیر دیا دشمن کو	رحمت حق کی طرح عام ہے رحمت تیری
تیرے ہاتھون سے شجاعان عرب زبر ہوی	باعث شہرۂ اسلام ہے ہیبت تیری
ہوکہ مین صبر جو تجہسے ہوا شاہد ہے خدا	بل اتی مین ہے ہوئی ذکر قناعت تیری
جنگ خیبر مین ہوا ناد علی یون نازل	نہ پیمبر کو گوارا ہوئی فرقت تیری
تیرا آقا بھی علی میری طرح ہے ائے مہر	تیری طاعت کی علامت ہے یہ حبیبت تیری
لوث عصیان کا نہین خوف ترے شیعونکو	کیونکہ سب جانتے ہین پاک ہے طینت تیری

کیا تماشا ہی کہ یہ شرک ہو عین اسلام — شرط ایمان سو حد سے ہے محبت تیری
ابتدا مین ہوا کعبے مین تولد تیرا — انتہا مین ہوئی مسجد مین شہادت تیری
پا شکستہ ہون مرا ہاتھ پکڑ لے یا شاہ — مدد بے سر و سامان تو ہی خصلت تیری
کس طرح ہوگا گوارا تجھے انکا الزام — مثل فرزندون کی شیعون پہ ہی شفقت تیری
کئی بار ہی در دولت پہ ہوا ہون حاضر — کھینچ لائی ہے مجھے سند سی الفت تیری

۲۱۹	ایسا اسباب مہیا ہو کہ عاشق تیرا مطمئن ہو کے نجف مین کرے خدمت تیری	۱۵

آہ کرتا ہے جو یہ بیمار اوٹھتے بیٹھتے — وہ بھی بیتابی سے ہین ہر بار اوٹھتے بیٹھتے
پھرے زندان مین ذرا ہٹ کر کرو آرام تم — ہوتی ہے زنجیر کی جھنکار اوٹھتے بیٹھتے
سیکڑون بل پڑتی ہین اونکی کمر مین ناز سے — ہلتی ہے جب کاکل خمدار اوٹھتے بیٹھتے
مین ٹہلاتا ہون وہ اوٹھتی ہین کہ اپنے گھر کو جائین — پھیرے اونکی ہوتی ہے تکرار اوٹھتے بیٹھتے
آہ و شیون نے احبا کی کیا بیمار او — ٹھ گیا آخر کو یہ آزار اوٹھتے بیٹھتے
اوس سفاک ابھی جانا نہ مقتل سے کہین — آتے ہین ہمسے نحیف و زار اوٹھتے بیٹھتے
اوسکے کوچے تک پہنچ جاتے جو ہمسے ناتوان — پھر وہ خاک در دلدار اوٹھتے بیٹھتے
سکتی آٹھون پہر رہتی ہے کچھ گنتی نہین — جام پی جاتا ہون مین دو چار اوٹھتے بیٹھتے
مثل مسجد خانۂ بت مین جو ہوتا اذن عام — چار آتے چار جاتے چار اوٹھتے بیٹھتے
چشم گریان نے مٹایا آپ کر دل کا غبار — ابر دیکھا خاک دیکھی یار اوٹھتے بیٹھتے
اضطراب دل سے ہین لاچار ہم ای ہمنشین — کیون تڑپتے کیون بھلا بیکار اوٹھتے بیٹھتے

زیر سایہ اوسکے ہین رہتا اگر لیکر مکان
وہ پری دیتا مجہو آزار اوٹہتے بیٹہتے

اپنے کوچے مین جو دیتی قبر سو بڑہ کر زمین
بعد میرے میرے ماتم دار اوٹہتے بیٹہتے

اضطراب دل نے شدت کی تو آنسو تہم گئی
ٹوٹا آخر سو تیون کا ہار اوٹہتے بیٹہتے

۲۲۰

جو مدد کرتے ہین عاشق اونکو مشکل ہین پکار
یا علی کہہ اسے دل بیمار اوٹہتے بیٹہتے

۲۱

اوس زلف سے ملکر ہوا بیگانہ ہمین ہی
اب لیتا ہی دل کی دل دیوانہ ہمین سے

کیا ہی کہ رکا رہتا ہے میخانہ ہمین سے
کچہ دل ہین بہرا رہتا ہے پیمانہ ہمین سے

سلجہاون جو بالون کو تو کہتی ہین یہ زلفین
ہر وقت اولجہ پڑتا ہی دیوانہ ہمین سے

ساقی تری محفل ہین ہین سرشار ہزارون
کیا ٹوٹتا ہی شیشہ و پیمانہ ہمین سے

ہم خاک بہی ہوجائین تو ساقی کی رہین گرد
بہر جائے فضائے در میخانہ ہمین سے

کیا کیا نہ ہوا پیر فلک سو نہ دبے ہم
نکلا ہے یہ انداز جوانانہ ہمین سے

دیوانے نہ ہوتے تو اوترتین بہی نہ پریان
گہر آپکا بنتا ہے پری خانہ ہمین سے

ساقی نہ دیا آج جو منت سے ہمین جام
کل توڑ ہین گے مل کر در میخانہ ہمین سے

دلسوز ہین دروازے سے ہی اوٹہوا و نہ ہمکو
روشن ہی چراغ در کاشانہ ہمین سے

دل غم سے بہرا غیر کو بہر بہر کے دیے جام
خالی نہ ہوا سے لیا پیمانہ ہمین سے

دل توڑ کے کہتے ہین کہ تہی نشہ مین ہم چور
ہان ٹوٹ گیا آج یہ پیمانہ ہمین سے

بہر دیتے ہین کیا غیر تیا دی ہمین ساقی
ہو جائے گا خالی ترا میخانہ ہمین سے

ہین بادشہ ملک جنون روز ازل سے
کچہ مانگ لیا قیس نے ویرانہ ہمین سے

ساقی کو کسی اور کا کھٹکا نہ رہے گا
ٹوٹا جو نہ قفلِ درِ میخانہ ہمین سے

خاک اوڑنے لگی جو درِ عیش کیا بند
آباد ہے ساقی ترا میخانہ ہمین سے

چھپ کر جو وہان جاؤن تو کہتی ہین آئینہ
بجھتا ہے چراغ در کاشانہ ہمین سے

مجنون سے غزالون سے محبت ہوئی تو کیا
پریون سے جنون مین ہوا یارانہ ہمین سے

جنگل مین جسے شام ہو سے نام ہمارا
ڈرتی ہے بلا سے شبِ ویرانہ ہمین سے

خطِ رخِ گلرنگ نہین زہر کسیکو
صندر کہتا ہے یہ سبزہ بیگانہ ہمین سے

باتون مین رعایت ہے اشارون مین کنایہ
سیکھے ہو تم انداز ظریفانہ ہمین سے

۲۲۱

اسکو بھی حسد عاشق دل چاک سے ہے کیا
زلفون مین اولجھتا ہے بہت شانہ ہمین سے

۲۳

خو نامہ و پیغام کی دلبر نہین رکھتے
بت کیسے خدا ہین کہ پیمبر نہین رکھتے

سر کاٹ چکے سرد ہوا جسم تڑپ کر
اب کیا ہے کہ تم ہاتھ سے خنجر نہین رکھتے

گھائل ترے ابرو کے تڑپتے ہین ہمیشہ
سر کاٹ لین وہ آب یہ خنجر نہین رکھتے

نکلا نہ کبھی کام صفائی سے ہمارا
آئینہ ہے دل بخت سکندر نہین رکھتے

بودی ہے مژہ ٹوٹ کے رہ جائیگی دل مین
فصاد بھی اسطرح کا نشتر نہین رکھتے

ظاہر مین سیاہی ہے نہ باطن مین سیاہی
اسواسطے بالون کو قلندر نہین رکھتے

دل پھیر دو میرا جو صفائی نہین ہوتی
آئینہ جو رکھتے ہین مکدر نہین رکھتے

جتنا تھا لہو جسم مین ہم رو چکے اوتنا
آنکھون مین کچھ اسے یار سمندر نہین رکھتے

اب سیر زمانے کی ہمین خوش نہین آتی
آزاد بہت دن کہین بستر نہین رکھتے

صدمہ مری آہون سے پہونچتا ہے یقینی — وہ کون سے دن ہاتھ جگر پر نہین رکھتے
ہر گھر مین ہوا کوچۂ گیسو سے اندھیرا — ہم خود ہین بلا زلف کا کچھ ڈر نہین رکھتے
واللہ ہوا عشق سبب جور بتان کا — ہم حوصلۂ نالش محشر نہین رکھتے
حیرت ہے کہ آنسو کی لڑی بنتی ہے کیونکر — ڈورا نہین سوراخ یہ گوہر نہین رکھتے
ٹوٹے ہوے دانتون کی دہن مین نہین زینت — نکلے ہوے پھر سیپ مین گوہر نہین رکھتے
ہم داغ جنون رکھتے ہین با طوق وسلاسل — کچھ زر نہین رکھتے کوئی زیور نہین رکھتے
تقدیر کے پھرنے کو علامت نہین درکار — سرگشتہ ہین گو پاؤن مین چکر نہین رکھتے
چلنے لگے پنجون پہ فلک سیر ہے دماغ آج — سر کاٹ کے وہ پاؤن زمین پر نہین رکھتے
آنکھون مین ہے گھر آپکا دل مین ہے جگر مین — گو آپ حقیقت مین کہین گھر نہین رکھتے
ہم کیا ہین کہ جو حوصلۂ دید جتائین — دیدار کی طاقت تو پیمبر نہین رکھتے
منظور تھی کچھ دن کے لیے سیر جہان کی — ہم گھر نہین رکھتے کہین بستر نہین رکھتے
ہمسایگی گور غریبان سے ہے آرام — تکیہ نہو تو ہاتھ سے بستر نہین رکھتے
قایل ہین شکستون کی مکدر ہے دل اپنا — ہم تیغ گلی ہین کوئی جوہر نہین رکھتے

۲۲۲
عاشق وہ چلے آئین کہ ہم کو وہین بلوائین
قسمت وہ نہین ہم وہ مقدر نہین رکھتے
۲۸

قیامت تک نہ نکلونگا بہشت کوئے جانان سے — یہ وہ جنت ہے جسمین تخلیہ ہے حور و غلمان سے
کرون سیر زہے کیون الجھا کے مین خار مغیلان سے — نقاہت مین جنون کب بچ رہا ہے گریبان سے
کدورت سے ہمارا دل بنا ہے کیا صفائی ہو — کسینے گرد جھاڑی ہے کبھی صحرا کے دامان سے

فلک مین مجھ مین ہی نمرود و ابراہیم کی نسبت
سمجھتے ہین تری تنخیر اسکو گریۂ شادی
چھپائین لوگ کیون پیرایۂ مضمون افسردہ
مصیبت پر کسیکی جو ہنسا گویا چھری ماری
مطیع نفس امارہ ہی قید زندگی مین دل
خراش ناخن غم کو مٹایا دست وحشت نے
چباتا ہی تجھے بیکار زاہد لذت عقبے
لباس شعر مین قیدی ہی مضمون لطیف اے دل
تری گردن ہی وہ شمع تجلی اے پری پیکر
ہین وہ دیوانہ آتش قدم ہون دشت وحشت مین
ملا مجھ زار کو وحشت مین یون سامان عیاری
سواد خط کا قند لب سبب کیا ہو دہن گم ہی
وہی نازک دماغی ہی ترے لاغر کی سود ہی مین
جلا پیکر جلا بستر جلا گھر آتش غم سے
جنون مین سنگ طفلان ہی مجھے محبس ملا کہنہ
صفا سینے کی دیکھین کھولیو تو بند پیراہن
نہین معلوم کب سے قید کی کڑیان اوٹھاتا ہون
زمین شعر کی مٹی سے نکلے گوہر مضمون

چمن پیدا ہی دل مین آتش داغ عزیزان سے
ٹپکتے ہین لہو کے اشک چشم زخم خندان سے
کسیکو نفع کیا ہو چادر گور غریبان سے
پڑے ہین گھاؤ دل مین رشتۂ زخم خندان سے
رہائی پائی تھی یوسف نے ملک اہل زندان سے
قبائے جسم مین ٹانکے دیے تار گریبان سے
کہ آدم خواہش دنیا مین نکلے باغ رضوان سے
سوا ہی جامۂ تن روح کو کیا کام زندان سے
کہ پروانے ہزارون لپٹے رہتے ہین گریبان سے
نہ گزرا تھی گریبان تک اوبجھا خار دامان سے
کمند قصر جانان بن گئی تار گریبان سے
ہجوم مور ہے شیرینی سیب زنخدان سے
کہ سر پھرتا ہی دید گردش چشم غزالان سے
نہ برسایا کبھی مینہ تشنہ پل بھر ابر مژگان سے
یہان بھی رات دن گرتی ہین بجلی سنگ طفلان سے
الگ کر لیجیے چوگان ذرا گوئے گریبان سے
سنا ہی زنگ بنکر چھٹ گیا ہی قفل زندان سے
فلک نے بحر مین موتی بنائی آب نیسان سے

ہمیشہ عاشقوں کے دم پہ چڑہتی ہین پری پیکر
سیہ خانہ مرا چمکیگا اوس برق تجلی سے
غبار راہ مین پہیلا ہے نور اے شہسوار ایسا
ہزارون وصل کی شب ذرہ فشانی کی جگنو تہے
مری لخت جگر لیکے چہولا اپنی مژگان پر
ہر اک مشتاق کی آنکہین لگی رہتی ہین پہوٹی سی

نہ پوشیدہ رہین بلقیس کی ساقین سلیمان سے
پہرے زندان کو دن اک ور دیکہو ماہ کنعان سے
کہ سر کا دی ہین ہالا ماہ کا ہے گرد جولان سے
ستارہ گر پڑا ٹوٹا اگر کچہہ گریبان سے
کلیجا غیر کا توڑینگے پہر یہ تیر پیکان سے
نہین دیکہا در دلدار کو خالی نگہبان سے

۲۲۳

فصیحان جہان سے شہرۂ اعجاز صنعت ہے
سخنگوئی کی عاشق داد ملتی ہے سخندان سے

۲۲

باغ جہان مین سوکہ کے ہم بارور رہے
وہ مہروش رہی جو مقابل تمام شب
سودا انہو تو یار بہی پرسان حال ہو
گرسنگی نے خاک کیا ہمکو اس لیے
تو ہم سنائین گے نہ شب غم کی داستان
بوسے ملین تو یون لب دندان کو چہیڑیے
اسکو نہ آنکہ مارین اشارہ نہ اوس سے ہو
جانے دیا نہ خط نے زقن تک کسیطرح
دکہلاو زلف کو تو بتا دون کلابتون
پہچانا کچہ کہا نہ وہ آئے نہ مین گیا

یون سر ہے نخل خشک پہ جیسے ثمر رہے
داغ جگر بہی چار پہر تک قمر رہے
صحرا کو مین نہ جاؤن تو آباد گہر رہے
ریگ روان کی طرح ہمیشہ سفر رہے
اچہا بتاؤ اتنے دنون تم کدہر رہے
یاقوت کا نہ رنگ نہ آب گہر رہے
اونکی نگاہ پہ جو ہماری نظر رہے
ہم زہر کہا کے آج لب چاہ پر رہے
بل کہا کے بال بال پہ تار نظر رہے
یہ چار داغ دل پہ مری عمر بہر رہے

پہیرا کر دن کبہی جو مہینون کے بعد بہی
ہوتی نہین خبر کہ کہان تہی کدہر رہے

مجنون سی بہی سوا مین رہا دشت نجد مین
دیک بدن مین سر پہ مرے جانور رہے

ٹوٹے تپ فراق مین داغون سی ہاتہ پانون
کثرت سی شاخ نخل بدن مین ثمر رہے

لچکی کمر جو زلف کے ہلنے سے یون کہا
یا یہ بلای زلف رہے یا کمر رہے

نخوت کی یہ دوا ہے علاج غرور ہے
آئینہ میرے قلب کا پیش نظر رہے

کیا سوے خواب مرگ سی بدتر یہ خواب تہا
تم اپنے گہر گئے تو یہان ہم بہی مر رہے

پستان سخت سے ہے قد یار پر شال
وہ نخل ہے کہ خام ہمیشہ ثمر رہے

بل ہین کمر کے بال مین گیسو کے پیچ سے
سیدہی رہی جو زلف تو سیدہی کمر رہے

بجہ بجہ گیا چراغ یہ گہر مین دہوان گہٹا
گیسو مری نگاہ مین جو رات بہر رہے

دست جنون کو قصد جو دامان شب کا ہے
پنہچے مین آفتاب کے جیب سحر رہے

دن کو کہین پہرے وہ رہے شب کو میری گہر
غیرون کے آفتاب ہمارے قمر رہے

۲۲۴	عاشق ہوئے ہو پیر گیا سو ہم شباب اوٹھو سحر ہے خواب مین تم رات بہر رہے	۱۷

دنیا سے ہے سفر دل مایوس ساتھ ہے
داغ بہار عمر ہے افسوس ساتھ ہے

شب کو جو پیرہن سے نکلتا ہے نور جسم
ہمراہ میرے یار ہے فانوس ساتھ ہے

سنگین دلون کی شوق مین نالان ہے دل
بت پوجنے کو جاتے ہین ناقوس ساتھ ہے

اہی ترک بعد فوج کے شو کر لگائیے
گو سر جدا ہے حسرت پابوس ساتھ ہے

کوچے سے اونکی ہے دل پر داغ ساتھ ساتھ
آدم ہون باغ خانہ سے طاؤس ساتھ ہے

آواز گریہ سے دل پر داغ کو ہی وجد
باران کا شور جلوۂ طاؤس سا تہ ہے

آزاد ہین فقیر یہ ہم مانتے نہین
سب بے قید تن ہی روح تو محبوس سا تہ ہے

چھپ چھپ کر آئے غیر مجھے ہو گئی خبر
دل کیا دیا ہے آپکو جاسوس سا تہ ہے

صدمے اوٹھائے دل کے جو کہنے پہ ہم چلے
اب تجربہ ہوا کہ یہ منحوس سا تہ ہے

خلوت نشین حبیب ہے پروانگی نہین
پروانو آج شمع کے فانوس سا تہ ہے

ہین دل مین داغ ہجر جنازے پہ سور چل
طاؤس پاس ہی پر طاؤس سا تہ ہے

بیشک حفاظت دل روشن ہی جسم سے
جامہ بدن کا صورت فانوس سا تہ ہے

راہ عدم مین روح نے چھوڑا تو کیا ہوا
دل جس ہی جسم زار ہی مانوس سا تہ ہے

غربت مین آشنا ہین نہ ہمراہ ہین عزیز
جان حزین ہی یا دل مایوس سا تہ ہے

چھلے کا گل چراغ کی صورت ہی جلوہ گر
ہاتہ آستین مین ہی کہ فانوس سا تہ ہے

مسموم دل ہی شہر خراسان سی کیون پھرے
شوق جوار قبر شہ طوس سا تہ ہے

۲۲۵	عاشق ہمیشہ سر پہ نہ لیپٹے رہو کفن کپڑون کا غم نہین جو یہ ملبوس سا تہ ہے	۱۰

کسکی دوا کرون مین کدہر کی خبر رہے
دلکی خبر رہے کہ جگر کی خبر رہے

سنکر صدای آہ کو تمنے اوڑا دیا
یہ کچہ نہین پر اسکے اثر کی خبر رہے

زلف دراز یار نزاکت کو ہے وبال
گیسو بڑہا سے ہو ہی کمر کی خبر رہے

پرسان حال غیر کی دولت کو ہی قیام
خیر اپنی ہے جو اور بشر کی خبر رہے

دیوار پہاند جائین گے در پہ ہین پاسبان
باہر کا بندوبست ہی گھر کی خبر رہے

پیری مین زاد راہ عدم کا خیال رکھ
اب کوچ ہے قریب سفر کی خبر رہے

اسپند کرکے آپ اوٹھئے نقاب کو
محفل مین نیک و بد کی نظر کی خبر رہے

خشکی تری کا آپ ہی کیجے ذرا سفر
سوکھے لبون کی دیدۂ تر کی خبر رہے

جو بچ سکے بچائیے سوز فراق سے
اے دل تو پھنک چکا ہے جگر کی خبر رہے

۲۲۶	عاشق خیال یار مین یون محو ہو جیسے باہر کا ہو خیال نہ گھر کی خبر رہے	۲۷

پہنچ جاتی ہین دم مین سب کھولی ہی کمر باندھے
عدم نزدیک ہے انسان کیون زاد سفر باندھے

ہری ہین آج کل طرار زلف یار کے تیور
گرہ مضبوط اپنی خوب بالی کا گہر باندھے

چلے دل کو پھنسایا دام گیسوئے مسلسل مین
عبث صیاد پائے طائر بے بال و پر باندھے

پس تیغ نگاہ ناز کا ہے خوف عالم کو
کہ سبکی پتلیان آنکھون کی رہتی ہین سپر باندھے

ہماری عمر گذری باغ عالم مین نہین جانا
کہ کبکے پر کبھی صیاد نے ڈاک کے پر باندھے

تلاطم ہے بہت آنسو کی رودان مین ان دنون
مگر لب بند سیلاب بہم آب گہر باندھے

نگہ سے قتل ہے مد نظر تو رات کو آنا
نہ ڈھونڈھے بند ہی سی کوئی راہ مین تیغ نظر باندھے

نہ چھوڑی دید رخ آنکھین نکالو وہ جو غصے مین
نہ یاد زلف مشکین ہے وہ مشکین اگر باندھے

عدم کو راہ ہوا اعمال نیک اپنے بہیا تم
لٹے گا راہ مین دکھلا کے جو زاد سفر باندھے

ہماری آہ سوزان نے حفاظت کی ترے گھر کی
مثال شعلۂ جوالہ جگر رات بھر باندھے

مری قاصد پہنچی تیغ یون غصے سی فرمایا
کسیکا نامہ بر آتا ہے کاغذ کی سپر باندھے

کسے لوٹا کسی نکہیا کسے پھانکا کسے تاکا
ہزارون آئے طوفان آگ سیر گھر باندھے

نہین ہوتین جدا چشمی ہین سب یہ آب شیرین کے
نہین گانٹھین جدائی بند آب نیشکر باندھے

غزل کی شعر گم ہونے لگے سوچ سے ہمنے
نہ مضمون ہین باندھے نہ مضمون کمر باندھے

نہ ٹھہرے وہ مرے گھر چار دن کتنی سماجت کی
گرا ہین پانون پر بھی ہاتھ بھی ہم دو دو پہر باندھے

نشانہ بن گئی مدت سے ہم تیر حوادث کا
ہمیشہ داغ سودا سے رہا سینہ سپر باندھے

زبردستی کریگا سامنا شیرین ادائون کا
کمر عقد انامل کی طرح ہے نیشکر باندھے

اندھیرا اگئیا مرقد مین منعم کے بلا سے ہو
غریبون کی لحد پر چھت کبھی تو ابر تر باندھے

کبھی ہو تیغ ابرو سے جو میری قتل مین دم بھر
صف مژگان ابھی کاجل کی ٹکی سے کمر باندھے

کبھی دیتے ہین دھبا داغ کا ہرگز نہ چھوڑیگا
یہ کہہ دو دام دم بھر بھی نہ دامن مین جگر باندھے

چھپایا گھر مین اوس محبوب کو مانند بیضہ
سرے پہ مکڑی کی طرح تار نظر باندھے

لبون پر دم تھا مینے پیٹ مین اس سے ماری چھری
کمر مین آدمی ہتھیار کچھ وقت سفر باندھے

دعا ہے بے اثر مین آہ کو شامل کرون کیونکر
نہین دیکھا کوئی پیوند نخل بے ثمر باندھے

اسیران قفس پر رحم جب صیاد کو آیا
کسیکو ذبح کر ڈالا کسی طائر کے پر باندھے

سوا کھل جائینگے یہ زخم ہین تیغ تبسم کے
ابھی جراح ٹانکے دے نہ پٹی کھینچکر باندھے

سرا ہے دہر مین تقدیر کا یہ حکم جاری ہے
کوئی بیٹھے کمر کھولے کوئی اوٹھے کمر باندھے

٢٢٧	بھروسا داغ کا کیا ہے جو عاشق دل لڑاتی ہو لڑائی پر نہین جاتا کوئی خالی سپر باندھے	٣٠

تصدیق دل کو ہے جو کلام مجید کی
وعدے کا اشتیاق ہے دہشت وعید کی

مشکل قفل کی ہے سمہ نو کلید کی
کوٹھی ہے بیچ گنج خدا سے وحید کی

جز زیست مین سنا تہا زبانی برید کی
مر کر فرشتون سے وہی گفت وشنید کی

داغ جگر کو تیغ نگہ سے تراشیے
ہو دستخط ٹکٹ پہ نشانی رسید کی

یارب صراط پر ہو توقف مرا قلیل
آئے صدا نہ کان مین ہل من مزید کی

کہینچا قریب تو عرق آیا حجاب سے
اوس گل سے یون گلاب کی ہم نے کشید کی

کرتی نہ کیون نبوت یوسف کا اعتراف
بخشا شباب پیر زلیخا مُرید کی

پہچانیے گا شکر لب کو چہپا کے آپ
ہیری زبان اثر مین زبان ہے فرید کی

مجہ مُردہ دل سے مانگتی ہین زیست مین مراد
ہے جسم خاکسار کا تربت شہید کی

پردہ یہ تہا کہ پہیر دیے تہان یار نے
دیکہی جو آنکہ مست گئی رغبت خرید کی

وصل دوام عشق حقیقی کا ہے پسند
آیت مری زبان پہ ہے حبل الورید کی

ہر شب ہلال ابروے جانان نظر پڑا
ہر صبح مین ذ ماہ مبارک ہین عید کی

دیدار یار نو کا جو لپکا ہے آنکہ کو
لذت ہے کان کو بہی کلام جدید کی

قاتل کی تیغ او گلے کے چلی میرے حلق پر
آہین رُبا رگین ہین غضب کی کشید کی

کہینچون جو دل سے آہ تو کہتے ہین سوچکر
آواز آشنا ہے مگر ہے بعید کی

دل کشتۂ ستم ہے بدن داغدار ہے
پہولون سے چہائی رہتی ہے تربت شہید کی

مجنون وہ ہون کہ قید تو کیا بچپنے مین بہی
سنت کی بیڑیان نہین پہنین حدید کی

گہبرا گیا یونہی کے وہان کچہ کا کچہ کہا
دل سے گرا جو سانس چڑہی تہی برید کی

طینت مین ہے فساد یہ آئی ہے جبر سے
آدم کی خاک جسم نہین ہے خرید کی

ظالم نہ اختیار پہ مغرور ہو کبہی
کیا چار دن رہی جو حکومت یزید کی

انجام بھی سرور کار کے خیال مین | سمجھے سفر تین بھی دوای مفید کی
ہے لفظ حمد کا بھی مرکب حروف سے | تعریف ہو بسیط و حمید و فرید کی
تلوار پاس ہو جو نکلتے ہو رات کو | نص آئی ہے حدید مین باس شدید کی
کچھ قبر مین کفن کے بدلنے کی فکر کر | ہے زیست مین ہوس جو لباس جدید کی
فریاد کا ہے شغل دل داغدار کو | بلبل چمن مین مست ہے اپنی نشید کی
ایسی خوشی ہے قتل کی مجھ دل فگار کو | رنگین کی ہے خون سے پوشاک عید کی
پایا ہے قتل نامہ جو قاتل کے ہاتھ سے | فریاد بن گئی ہے سلامی رسید کی
مصرع ہوا جو طرح شگفتہ ہے دل مرا | تھی قفل باب طبع کو حاجت کلید کی
سرسبز خون ناب سے ہے گلشن حیات | جاری ہین باغ جسم مین نہرین ورید کی

۲۲۸ | عاشق فلک کا جور فراموش ہو گیا
جب ہم کو یاد آئی شقاوت یزید کی | ۱۹

ربط اگلے وہ کہان لطف ملاقات گئے | وہ زمانہ نہ رہا یار وہ دن رات گئے
باندھ کر حال کمر راہ فنا پیش آئی | لیکے ملک عدم آباد مین سوغات گئے
عین حکمت ہے کھلا حال نظر بازی کا | عاشق چشم جو پڑھنے کو اشارات گئے
دل لگی کے لیے دشمن سے بھی جی بہلایا | پاس زاہد کے پئے حرف و حکایات گئے
صبح ماتم کی طرح آنکھ کھلی پیری مین | کیسی غفلت مین جوانی تری دن رات گئے
نیک و بد دہر کے سب دیکھ لیے ہفتے مین | آٹھوان مجھ بھی آتا ہے جہان سات گئے
تو وہ یوسف ہے کہ رویا مین جو دیکھا تجھکو | خواب کے پھر نہ کبھی دل سے خیالات گئے

زاہد اوس کعبۂ ابرو کے ذرا گرد پھرو
ابھی کیون سوے حرم قبلۂ حاجات گئے

صورت روح ہوا ضعف سے یہ جسم لطیف
آپ ہم پیش خدا شکل مناجات گئے

پردۂ غفلت کو جو اوٹھو تو عجب جلوہ ہوا
شکل صوفی کے پئے سیر مقامات گئے

کھینچ لائی ہے سر شام مجھے الفت زلف
آپ فرماتے ہین کیون آئی نہ تم رات گئے

تنگدستی مین جو برہمن سے نہ مطلب نکلا
کعبے کو دیکھنے زاہد کی کرامات گئے

مال اولاد کو بخشا تو کفن چورون کو
ملک فانی سے بھی کرتی ہوئی خیرات گئے

اہل دنیا ہین خفا اہل عدم آزردہ
لیکر آئے تھے نہ لیکر کوئی سوغات گئے

مٹ گئے آپ نہ دنیا کا گھروندا بگڑا
قبر مین لیکے نہ منعم یہ مکانات گئے

خوب سا رو چکے جب روح بدن سے نکلی
گلشن دہر سے ہم دیکھ کے برسات گئے

یاد سے یاد رہی مانگ کی زلفون کے ساتھ
مانگی اوٹھ اوٹھ کے دعا دو دو پہر رات گئے

وصل ہین اول شب آج سے کھلے گا جوڑا
کالی آندھی بھی اک آئی کوئی کچھ رات گئے

٢٢٩	ہے لحد ایک نشان ملک عدم کا عاشق بہت اس راہ مین جو یاسے علامات گئے	٢٩

وہ راہ راہ عدم پر جو بادشاہ سے چلے
برہنہ پا و تہیدست و بے کلاہ سے چلے

نصیب دیدۂ وطن کیا ہو ناتوانی مین
جو طول عمر چلے ہم تو عرض راہ سے چلے

تف درون سے ہوا رات کو سفر منظور
عدم کو فرد عمل کر کے ہم سیاہ سے چلے

ہماری گور اندھیری جو دور سے دیکھی
چراغ گھی کے جلانے وہ رشک ماہ سے چلے

تبین نے شیشہ نہ لگایا جو ہمکو دنیا مین
خضاب کر کے کہان شیخ روسیاہ سے چلے

دفن کے عشق بتان ایدل کشمکش سے ہاتہ اوٹہا
کہین سنا ہے کہ پیاسے کی سمت چاہ سے چلے

وہ ماہ جبان کی کنوئین مین ہے تو ہو چہ سیماب
اوبل کے چاہ سے باہر کو آب چاہ سے چلے

کبہی کبہی جو تم آؤ تو دل نہ مرجہائے
ادہر نسیم بہاری بہی گاہ گاہ سے چلے

چہرے ہے نہ ناوم مردن بتون کی دم پہ کبہی
خدا کے فضل سے اچہی یہان نباہ سے چلے

جلون کی دل کو نہ تسلی ہین لہو روانی ہین
نہ موڑہ بنکے کہین اوس طرف سے آہ سے چلے

کفن کے بوجہ سے فارغ رہی جو غربت مین
عدم کو لادکے پشتارہ گناہ سے چلے

امید وصل مین گذرا ہے مجکو نیمہ ماہ
اوتر کے بام سے روز عروج ماہ سے چلے

بڑہا ہے ہجر وحشت جو سوئے دامن فنا
اوٹہا کے کوہ کو دو تین برگ کاہ سے چلے

وفور گریۂ خوف خدا نے پاک کیا
محیط اشک مین بہتی ہوئے گناہ سے چلے

سحر مین پشت کی جانب چلین ہین سر کی بہل
ہمیشہ پانون سے دنیا مین رو براہ سے چلے

ثبوت ظلم صنم خوب ہوگا محشر مین
جو دادخواہ چلا دل تو ہم گواہ سے چلے

تمہارے ظلم کو بازو کہین گے محشر مین
اوٹہا کے مصحف رخ ہاتہ پر گواہ سے چلے

بہرے رہے ہے مرے دفتر گناہ کی برسون
یہ بار اوٹہا کی فرشتے کبہی نہ راہ سے چلے

بہشت مین ہین جو حورین تو ہین وہ دوزخ مین
کدہر کی بندۂ عاشق مزاج راہ سے چلے

میان جنت و دوزخ رہا کشاکش مین
ادہر ثواب تو لیکر ادہر گناہ سے چلے

تمام عمر بہار ہی جو ضعف مین گذری
نہ آنکہ کہولی نہ اوٹہے کبہی نہ راہ سے چلے

جگر پہ داغ رہا رخصت جوانی کا
یہ رنج ہے کہ وہ عشرت کی سال ماہ سے چلے

کوئی رفیق نہ رہبر ہے کوسے قاتل مین
عدو کے قبضہ مین بے یار و بے پناہ سے چلے

وہ ناتوان ہین بٹھادی جو اپنی تخت پہ تو
ہماری نام کا سکہ نہ بادشاہ سے چلے

یقین ہو جو شب غم مین صبح ہونے کا
ابھی نسیم سحر بنکے میری آہ سے چلے

جلو مین تیرے چلین گرتے پڑتے ہمسے ار
جریب بنتی ترے آگے دیرگاہ سے چلے

سنین قیام قیامت تو جائین فریادی
قیامت آسے اگر تیرا دادخواہ سے چلے

امید ہمسے دل ذرا نہ تہی ہمکو
میان محکمۂ حشر بے گواہ سے چلے

۲۴ | قریب مرگ ہین عاشق مگر نہ چھوڑا عشق
اخیر وقت مین ہم وضع کو نباہ سے چلے | ۲۷

عجب طرح کی صفائی مرے غبار مین ہے
وہ دیکھتے ہین کہ آئینہ رہگذار مین ہے

عنان توسن نفس اپنے اختیار مین ہے
مزا پیادہ روی کا کہان سوار مین ہے

یہ بے سبب کے نہین زور شور آندہی کا
ہماری خاک کا ذرہ کوئی غبار مین ہے

فراق دل مین یہان تک تو سینہ کوٹا ہے
کہ نیلگون کفنی جسم سوگوار مین ہے

لیا ہے خون بہت گیسوون نے گردن پر
بجاے مشک لہو نافۂ تتار مین ہے

نہ آؤ گور غریبان پہ فاتحہ پڑھنے
ہر ایک طرح کا مردہ یہان مزار مین ہے

ہزار بار پھرا گرد ناقۂ لیلی
کبھی نہ آپ نے پوچھا کہ کس قطار مین ہے

سرور بادۂ دولت کبھی مجھے نہ ہوا
یہ غم رہا کہ بہت درد سر خمار مین ہے

چھپائے ہون تن خاکی مین داغ دلکی چمک
یہ آفتاب قیامت ابھی غبار مین ہے

کیا نہ دل نے مرے شکوۂ ستم ہرگز
بہت جری ہین مگر ایک یہ ہزار مین ہے

تپ درون ہے مرے بند بند مین ہے کہ تنک
جو استخوان ہے وہ کانٹا سا جسم زار مین ہے

مثال آئینے جسے اوسکا یہ ہوا شہرہ
شہید قبر مین ہے یا ولی مزار مین ہے

کہنچے تو صورت تیزاب رنگ کو کاٹے
غضب کی آب تری تیغ آبدار مین ہے

ہوا کے جہونکون سے ہوتا ہے انتشار مزاج
مثال نکہت گل روح جسم زار مین ہے

نہ بو گئی نہ یہ مرجہائے وصل مین ای حور
گل بہشت ہے جو پہول تیرے ہار مین ہے

ہمارے صبر کے خرمن پہ آگئی آفت
فروغ برق غضب آنسوون کے تار مین ہے

مرے طریق پہ چلتا ہے ابلق ایام
عنان فرس کی یہان دست شہسوار مین ہے

فراق عیسی لب مین ہے آہ آتش زا
شرارے کیون نہ اوڑین جان ہر شرار مین ہے

بتان ہند کا سکہ پڑا خدائی مین
کہ حصر حسن کی دولت اسی دیار مین ہے

لرز کے لوگ مری قبر پر یہ کہتے ہین
یہ شق جو ہے دل بیتاب اس مزار مین ہے

جو استخوان مین تنکے تو داغ صورت گل
جنون سے ہیئت گلدستہ جسم زار مین ہے

چمن کی یاد نہ بہولے گی آج مستون کو
صدا سرود کے مانند آبشار مین ہے

کہلے گا روح جو نکلے گی جسم خاکی سے
سوار منزل ہستی ابہی غبار مین ہے

عبث ہے فاتحہ پڑہنا قبور پر واعظ
سوای جسم و کفن روح کس مزار مین ہے

نہ باغبان کا تصرف ہوا نہ دخل خزان
بہار خلد مرے جسم داغدار مین ہے

سفر سے پہر کے نہ پایا وطن مین یارونکو
کوئی نکل گیا باہر کوئی مزار مین ہے

٢٣١	سوای یاد خدا کچہ نہ ذکر ہو عاشق زبان چلتی ہے دل جب تک اختیار مین ہے	٢١

لب شیرین سی جہٹ کر خون دل شربت کا پیالا ہے
ترا غم ای طلائی رنگ سونے کا نوالا ہے

تردد یہ رہا ہر دم تلاش بندش نو مین
دل مجروح کے بدلے مری سینے مین چھالا ہے

فدا ہون آرزو پر خواہش دل کا مین عاشق ہون
مرا معشوق ہی سب سے جدا گورا نہ کالا ہے

ترقی ہے اطاعت سے تقرب ہی عبادت سے
دعا مقبول درگاہ خدا مین بول بالا ہے

بہلتا ہے دل ناشاد لطف زیست ہی اس سے
بہت مدت سے مین نے درد کو پہلو مین پالا ہے

مکان کہنہ کی صورت بدن ہی ضعف پیری سے
رگون کا جال ہے جسم مین مکڑی کا جالا ہے

طلب بوسہ جو کرتا ہون تو کہتے ہین نہ اٹھہرو
ہنسی ہے دل لگی ہے کھیل ہے منہ کا نوالا ہے

نہ آئے آشنا بیمار گریان کی عیادت کو
کہ دروازے پہ جو کوچہ ہے وہ ندی ہے نالا ہے

لباس فقر مین ہی میری صورت تیری آنکھون مین
سیہ کملی ہے سر پہ اور بچھا مرگ چھالا ہے

ترقی اس سے لڑکون کو ہدایت ہی جو ان کو
مرا دیوان فن عشق کامل کا رسالا ہے

مجاور ہو جو بیت اللہ کا تعظیم ہی لازم
ہمارا درد دل گھر مین خدا کے رہنے والا ہے

جدائی ایکدم ممکن نہین معشوق و عاشق سے
عروس مرگ ہم آغوش ہے جو تھی نہ چالا ہے

عجب اعجاز ہے تیغ نگاہ ناز دلبر مین
لحد مین جسم کہنہ ہو گیا پر زخم آلا ہے

بناوٹ اور ہی آفت ہے اوس مغرور ہیندو کی
وہ سی وہ دہری ہو ٹونے نا فرمان لالا ہے

ہر اک مشکل ہی آسان صبر سے ہانتا غصے سے
نظر آتا ہے پہلے کوہ آخر کو نوالا ہے

وہی صورت وہی رنگت وہی ہیئت وہی خصلت
فلک نے کینچلی مین سانپ کی زلفون کو ڈالا ہے

مجھے کیونکر نہ ہوا ہے ناصحو قدر اپنے رونے کی
کہ طفل اشک چشم تر مری گودی کا پالا ہے

شبہ کا کر آپ اپنے قتل کا سامان کیا ہمنے
تری مژگان کا نشتر اے جفا جو دیکھا بھالا ہے

نہین آئی ادہر سے وہ کسی جہانکون کسی تاکون
مرا تار نظر اب دیدہ روزن مین جالا ہے

دوبالا کیون نہو حسن قمر سے نور گالون کا
کہ ہالے سے کہین بہتر تری کانون کا بالا ہے

۲۳۲	نہ یہ لفظین نہ یہ مضمون نہ یہ پیرایۂ بندش ہمارا طور عاشق سب کے طورون سے نرالا ہے	۱۴

دولائی کا جو آنچل آپ نے سینے پہ ڈالا ہے
ہمین دہوکا یہ ہوتا ہے کہ نارنجی دوشالا ہے

یہ ملبوس گدا پوشاک سے منعم کی اعلا ہے
کہ اسکے صبر کی بدری مین استغنا دوشالا ہے

میسر وقت پہ جو ہو وہی اعلی سے اعلا ہے
محبت آگ سے جاڑے مین ہے کملی دوشالا ہے

لباس سبز منعم سے یہ سرسبزی مین اعلا ہے
بدن پر اپنے نقش بوریا کا ہی دوشالا ہے

ترقی مجکو دونی ہو گئی اس خاکساری سے
مری چادر دولائی ہے مری کملی دوشالا ہے

مری ہین سب خدائی مین تبہ نکی سرد مہری سے
کہ ہر صندوق پر مردے کی دیکہا ہے دوشالا ہے

دل افسردہ کیا حاصل ہے پوشاک تجمل سے
نہین مردے کو راحت گو جنازے پر دوشالا ہے

بسر ہو جاتی ہے دونون کی دونون گرم رہتے ہین
کسیکے سر پہ کملی ہے کوئی اوڑہے دوشالا ہے

کدورت سے صفا سے فرق ہو جاتا ہے تیرہ بین
نہین بالون سے بنتی ہین وہ کملی یہ دوشالا ہے

ملا ہے خلعت نو باغ مین باد بہاری کو
کہ زیب دوش غنچہ نکہت گل کا دوشالا ہے

تجمل سے نکلتے ہین مگر خاک اوڑتی ہے گہر مین
نہین ہے قبر مین کملی جنازے پر دوشالا ہے

پہنے جاتی ہین سارے تنجراں صندوق کے اندر
جنازے پہ ہمارے کیا کوئی بھاری دوشالا ہے

کہین لنگ سر بہ خاک تن پہ گرد گہر زندان کی
مجھے ٹیکا ہے شملہ ہے لبادہ ہے دوشالا ہے

۲۳۳	دوشالہ باندہ کر جاڑے مین عاشق گرم صحبت	مگر قافیہ دیوان کا خلعت دوشالا ہے	۲۶

بلا مین ڈالکر افسوس ہے حسرت ہے سکتا ہے
مرا دل چاک سے پہلو کے سیر سینہ کو تکتا ہے

چلے ہو تم جو گلگشت چمن کو پائے نازک سے
قبائے گل کا دامن بار شبنم سے مسکتا ہے

گرام کاتبین ہیں یا کہ تصویریں ہیں کاندہوں پر
مری تحریر قسمت دیکھکر دونوں کو سکتا ہے

زمین و آسمان کا فرق ہے اوس ماہ سیما سے
پھر و کون میں نظر آتا ہے یا تارا جھلکتا ہے

سوال وصل کو سنکر خفا ہو کر یہ کہتے ہیں
یہ دیوانہ جب اپنی بحر میں آجاتا ہے بکتا ہے

خدا حافظ ہے اوس موئے کمر کا راہ چلنے میں
ادہر چوٹی لٹکتی ہے ادہر گیسو لٹکتا ہے

صدا آتی ہے میرے دل سے باہر جوش خون کی
لہو جلتا ہے پانی دیگ میں جس طرح پکتا ہے

اندہیرے تنگ لحد کے گہر سے مشکل ہے پہنچ جانا
یہ منزل کالی کوسوں ہے مسافر ہمیں تہکتا ہے

کمر ملتی نہیں اوس گل کی ڈہونڈہے سے تصور کو
مسافر بے تہے جاتا ہے رستے میں بہٹکتا ہے

ہزاروں کروٹیں لیتا ہوں اس پہلو سے اوس پہلو
جگر میں درد آتا ہے اگر دل سے سرکتا ہے

پتا دیتے ہیں میرے دل کا ساکن عرش اعلی کے
نظر آتا ہے پلے سے جو انگارا دہکتا ہے

خرابی ہے دل مجروح کی کیا سخت جانی سے
عجب یہ مرغ بسمل ہے کہ برسوں سے پہڑکتا ہے

نظر آتا ہے مے میں چاند عکس روئے ساقی سے
خط پیمانہ ہے یا تار چاندی کا دمکتا ہے

جہپک جاتی ہیں آنکہوں سے ہے طفل اشک کو راحت
پلک پڑتی ہے جیسے کوئی لڑکے کو تہپکتا ہے

صدائے نالۂ شبگیر سے ہے برق اندازی
پلک جلتی ہے جیسے دور سے توڑا چمکتا ہے

تماشاگاہ وحشت ہو گیا سودے کا کل میں
چمن پہولا ہے داغ جسم سے جنگل مہکتا ہے

کلیجہ رشک سے پکتا ہے دل جلتا ہے حسرت سے
ادہر پہوڑا لپکتا ہے ادہر شعلہ لپکتا ہے

یہ ساقی پہ ہوئے مائل کہ بہولے دین دنیا کو
جوانی نشہ ہے لیکن کوئی ایسا بہکتا ہے

لہو دل میں بہرا رہتا ہے ہر دم اشک آنکہوں میں
نہ یہ شیشہ لونڈہکتا ہے نہ یہ ساغر چہلکتا ہے

کسی دن آ کے گل خوبی بچارا پنا نکالین گے
رقیبون مین بہلا دیکہین کوئی ہمسر اٹکتا ہے

جراحت دل کی تازہ ہوگئی چشم خماری سے
مزا دیتا ہے جتنا زخم کا انگور پکتا ہے

نکل جائی کہین یہ روح تن سے دم گھٹتی ہین
جہان تکیے وہ زانو سرکے نیچے سے سرکتا ہے

بدن کی ہڈیان جل جل کے چونہ ہوگئین شاید
جہان پڑتا ہے آب اشک سارا جسم پکتا ہے

ضعیفی مین بدن کی جھریان ہین چاک کی صورت
جہان جامہ ہوا کہنہ ہراک جا سی مسکتا ہے

قریب خط ہے ابروے یا خضر تلوار کہینچے ہین
عوض جوہر کے اس شمشیر مین سبزہ لہلکتا ہے

تعلی کی ہے یہ مضمون عالی کی تجسس مین
کہ پائے فکر مین اب خار سدرہ کا کھٹکتا ہے

۲۳۴	کسی کا محو رخ تھا عالم ارواح مین عاشق برے اچھے عمل کیا ہون ازل سے اسکو سکتا ہے	۱۵

بہری ہے کان مین ہر گل کے داستان میری
فصیح تر کہین بلبل سے ہے زبان میری

ملا کوئی نہ زمانے مین دوسرا دشمن
حسود جاکے شکایت کرے کہان میری

ہوئی ہے میری فصاحت زبان زد عالم
سخن سخن ہے مرا اور زبان زبان میری

رہا بہشت مین چرچا جو میرے قصے کا
بڑہی فسانہ محشر سے داستان میری

نہ منتفع ہوا دشمن بہی میرے مرنے سی
وہ ہڈیان ہین ہما کی یہ ہڈیان میری

مرا بیان نہین ترجمہ ہے مصحف کا
زبان یار سے ملتی ہے کچہ زبان میری

شب فراق نہوتی تو گل کے کیون مرتا
نصیب زاغ نہوتین یہ ہڈیان میری

ستم خوشی سے مین جان حزین یہ سہتا ہون
وہ دل لگا کے جو سنتے ہین داستان میری

فلک ذرا اور بہی پیسا کیا جا تنگ شکم
یہ زندگی نہ ہے گر ہے امتحان میری

نہ کچھ گلوں سے ہے مطلب نہ بلبلوں سے غرض
عبث تلاش میں پھرتا ہے باغبان میری

جہان میں اور نہیں کوئی قصہ دلچسپ
جہاں سنو وہیں ہوتی ہے داستان میری

عروج فکر کا ہوتا ہے کہنہ مشقی سے
ہوا جو پیر طبیعت ہوئی جوان میری

کیا ضعیف بہت جلد درد فرقت نے
بہار حسن صنم کی ہوئی خزان میری

مری طلب سے یہ بوسے ملی تو وصل کی شب
خموش رہیے نہ کھولو اسپے زبان میری

۲۴۵ سیاہ شے کا ارادہ میں کیا کروں عاشق
زبان یار کہاں اور کہاں زبان میری ۲۶

صدا فریاد کی آتی ہے چاک سینہ گل سے
چمن میں کوئی گل ہوئے نہ گلچین بلبل سے

ہر اک شے کی جہان میں قدر ہوتی ہے تقابل سے
اوسے لطف ترقی ہے بڑہا ہے جو تنزل سے

گرفتاری وہ آفت ہے کیا گو ضبط نالے کو
صدا فریاد کی نکلی شکست بال بلبل سے

ازل سے سد باب صحبت محبوب کرنا تھا
ترقی ہو گئی غیروں کو حضرت کی تجاہل سے

غبار جلوہ گہ میں بوے باغ خلد آتی ہے
چمن فردوس کا کھلتا ہے نقش نعل دلدل سے

ہوے آٹا سے پیکر استخوان جب دور گردون میں
ملا تب قرص نان داغ دل خوان توکل سے

مرے داغوں میں ہے گلزار ابراہیم کا نقشہ
بظاہر آگ ہے لیکن چمن ہے کثرت گل سے

یہ بعد دفن بھی دریا بہایا اشک کا میں نے
مشابہ قبر کے تختے ہوے ہیں تختہ پل سے

خبر پائی چمن سے کاکل دلدار کی میں نے
لگایا تار برقی تار تا زلف سنبل سے

فقیروں کا ہے تکیہ اپنے اعضا پر ضرورت میں
نکلتے ہیں غنی کی کام غیروں کی تکفل سے

سخنی کی کبھی نوبت نہ آئی بزم جانان میں
دماغ ایسا پریشان ہوگیا شیشے کی قلقل سے

سنا ہی گل زر سے ہوتی ہی قوت بصارت کو ۔ جہان مین لوگ کیون ہو جاتے ہین اندہی تمول سے
ہمیشہ راستی کا آپ کو دعوی رہا لیکن ۔ نہ نکلا کج طبیعت سو نہ نکلا پیچ کاکل سے
خیال ابروے عشاق مین کیسی جسارت کی ۔ سمندر پر نکالی راہ جینے آہنی پل سے
بنا کر بال کا جہلہ سقف کر لیا سب کو ۔ اشارہ ہے کہ وابستہ ہی محفل تار کاکل سے
نہ بچپانا پڑے ہی تعجیل کیون ہی قتل عاشق مین ۔ یہ جہگڑا خون کا ہی کیجیے لیکن تامل سے
کسی گل پیرہن کی گل چمن مین آمد آمد ہی ۔ روش پر صبح کو مہر کا و ہو گا خون بلبل سے
جو عشق گل مین نالی کرتی کرتی آپ جل جاتی ۔ چمن مین بیضۂ ققنس نکلتا خاک بلبل سے
تمہارے حسن کا پلہ ہی مہر و ماہ سے بہاری ۔ زمین و آسمان کا فرق ہی میزان ہی تل سے
گرا مین پانون پر او نکے گری وہ پانون پر میرے ۔ اوٹہائی کو جہکے تہی جہک گیا سر بار کاکل سے
کلام ذومحل پر صاحبان ظرف ہنستے ہین ۔ عیان ہی خندۂ مے بزم مین شیشی کی قلقل سے
بہار آئی چمن مین بزم مین اک شور برپا ہی ۔ وہان قمری کی کو کو سی یہان شیشی کی قلقل سے
قناعت کی اوسی پر جان کر اکسیر سے بہتر ۔ اگر اک خاک کی چٹکی ملی باب توکل سے
گذرگاہ جہان ہی ہم گذر جانے کے طالب ہین ۔ غرض ہی فقر سے ہم کو نہ مطلب ہے تمول سے
خزان مین بھی تصور گل کا آنکہون مین ہما ایسا ۔ نہ نکلا سینکے بہتلی دیدۂ گریان بلبل سے

۲۳۶	رقیبون مین گہری عاشق زبان جسطرح دانتونمین خدا حافظ یہ مجمع کم نہین موذی کی جنگل سے	۲۵

پہر اک سال جنون زا بہار آئی ہے ۔ ہوا کی ناقے پہ لیلی سوار آتی ہے
ہماری آنکہ سے یاد آبشار آتی ہے ۔ عوض مین اشک کے پانی کی دہار آتی ہے

پہر آج موت کا سامان ہے کل بچے تو کیا
وہی بلا ہے شب انتظار آتی ہے

نہیں یہ بجا ہیں ہر دم ہوا کے سناٹے
تلاش قیس میں لیلی پکار آتی ہے

پیادہ گہر سے چلی ہیں جو کوسے قاتل کو
چہری وہیں سے گلو پہ سوار آتی ہے

وداع یار سے تنہائی کا ملال نہیں
شب فراق مری غمگسار آتی ہے

بہار داغ محبت سے دل ہے مستغنی
سوال گلشن جنت سے عار آتی ہے

سمجھ لے شاہد گل خلعت عروس بہار
نسیم صبح چمن بے قرار آتی ہے

گلوں میں لطف نہیں جب کہ گل کی نکہت
یہ روح جامۂ تن کو اوتار آتی ہے

تماشہ گاہ بہار عدم پہ ہے یہ قید
گلے سے طوق بہی قمری اوتار آتی ہے

خدا سے وصل صنم کی دعا معاذ اللہ
مری دعا سے اجابت کو عار آتی ہے

کریم وہ ہے کہ جو در سے کے منفعل خود ہو
کرم کو حجت سائل سے عار آتی ہے

ہوا ہیں تنگ نکیرین سے تو یہ بولے
ابہی تو پرسش روز شمار آتی ہے

دعا قبول یقینی ہو کون سی ہے گہڑی
کبہی وہ رات بہی پروردگار آتی ہے

بہت تڑپتا ہے راتوں کو دل تو کہتا ہوں
ٹہر کہ صبح شب انتظار آتی ہے

مجہے ستا کے صفائی ہو کیا رقیبوں سے
ہوا لیے ہوئے میرا غبار آتی ہے

کراہتا ہے جو زلفوں میں دل تو کہتے ہیں
کہیں صدای غریب الدیار آتی ہے

طلب ہے یار کے دربار میں ہزاروں کی
امید ہے کہ ہماری بہی بار آتی ہے

صلاح حسن میں ہے سنواروں کی تو وہ دیتا ہے
تڑپ حضور دعا شرمسار آتی ہے

کبہی جو فلک میں رکھتی ہے سر کو زانو پہ
حباب میں نکہت مشک تتار آتی ہے

بہار باغ دل داغ دار ہے کیسی
نہ بوئے گل ہے نہ صوت ہزار آتی ہے

تمہاری خال سیہ کی وہ تیز ہے تریاک
جما ہو دیکھ کے بے اختیار آتی ہے

ہزار بار چھٹے پر نہ روئے گل دیکھا
ہمیشہ قید میں ہم کو بہار آتی ہے

دہاک زمین میں ہوتی نہیں ہے جلنے سے
صدای گریۂ اہل مزار آتی ہے

۲۳۷
بہک نہ جائے کہیں تو پکارے لے عاشق
تری تلاش کو موت اسے نزار آتی ہے
۱۳

بدلی مینہ کی بادہ ہے ہو فصل گل کا جوش ہے
ہو خم گردون لبالب مجھ سا دریا نوش ہے

کب ہی ہم کب جیو محشر ہوا بھی یا نہیں
صور اسرافیل نے ہو کا تہا اتنا ہوش ہے

کیا سبب فریاد بلبل کا اثر ہوتا نہیں
باغ میں جو گل نظر آیا سراپا گوش ہے

میکدہ سے بڑہ کی کیفیت کہاں لذت کہاں
جس طرف منہ اوٹھ گیا آواز نوشانوش ہے

دست نازک سے ہو گا قتل وحشی آپ کا
جسم لاغر اندلوں داغوں سے گلشن پوش ہے

سر میں اوس سفاک کی شانہ کرے تو قتل ہو
کہتی ہے مشاطہ سر کسکو وبال دوش ہے

شعلۂ رخسار جانان پر پڑے کیونکر نگاہ
دیدۂ مشتاق کا پلکوں سے گھر خس پوش ہے

ناتوانی سے نہایت قتل کا مشتاق ہوں
بار ہے گردن کو سر گردن وبال دوش ہے

میں جہاں پونہچا نہیں پونہچا فروغ مہر و ماہ
سیری صحرا میں چراغ عشق تا خاموش ہے

ہو گیا دریا خلش سے ایک نوک خار کی
کسقدر پر خون کف پا کا جنوں میں جوش ہے

خال کا تارا نہ دیکھا ایک جسم صاف پر
بار ہی ترک فلک کی شکل اطلس پوش ہے

ناتوان ہوں فکر سر کی نہیں گلگشت میں
آتش گل سے بدن کا پوست بالا پوش ہے

۲۳۸	یار سے عاشق مقابل ہو گیا گلگشت مین وہ اگر ہو یون سمی سبے داغون سی یہ گل پوش ہے	۱۶

گفتگو سننے کو اونکی دل سراپا گوش ہے
چاک سینے کا نشان حسرت آغوش ہے

غیر وردی ہی خم گردون مین بچنے کی نہین
میری سر مین اب ہوای بادہ سرجوش ہے

ایک ذرہ خاک کا پہنچا نہ کوسے یار مین
کیا غبار اپنا ہوا کو بھی وبال دوش ہے

بے جنازی کے مسیحا سے نہ اوٹھے گا یہ زار
روح اپنی چار عنصر کو وبال دوش ہے

کیا شب فرقت کی صدمے سی جھکا ہون جلد مین
جو کلاہ سر تھی کل تک آج وہ پاپوش ہے

میری نالون سی قیامت آگئی ہے دہر مین
حکم اسرافیل کو پہنچا تھا پر خاموش ہے

بن ترے ای گل چمن مین ہے عجب افسردگی
آتش گل سے چراغ لالہ تک خاموش ہے

چہاتیون پہ چہاتے حیرت ہے کٹوری یار کی
کس حفاظت کے لیے سرپوش پر سرپوش ہے

وصل مین سیماب کی صورت نہین اونکو قرار
جب اوٹھا پایا گو دیہن خالی مرا آغوش ہے

وصل مین لپٹا نہین سکتا نزاکت سے اونہین
کہتے ہین وہ یہ فشار قبر یا آغوش ہے

ہین تخنگو بزم مین شوخی سے آنکھین یار کی
بات اولٹی ہے نزاکت سے دہن خاموش ہے

حیرتی ہون روشنی گھر مین مرے آتی نہین
خانہ تصویر مین جو شمع ہے خاموش ہے

لاکھ حسرت آرزوے وصل مین ہو جاینگے
مرگ دیوانی سے جو کھولی ہے آغوش ہے

نے کی صورت تنگی ہین پوست گل سے استخوان
نالیون مین بعد مردن بھی فغان کا جوش ہے

صبر کی تاثیر سے افزون کہین فریاد سے
ای بتو قہر خدا امیر لب خاموش ہے

ای مسیحا رشک کی جا ہے خبر لیتے نہین

۲۳۹	آج عاشق سے عروس مرگ ہم آغوش ہے	۲۰

الفت کچہ آج کی ہنین قاتل کی ساتہ ہے
مدت سی شوق قتل مری دل کی ساتہ ہے

بیٹھے ہو تم تو سینۂ شفاف مین ہی دل
مانند عکس یہ بہی مقابل کی ساتہ ہے

لاکہون فروغ عاریتی سے چمک گئے
جس طرح روشنی مہ کامل کی ساتہ ہے

چین جبین کو قرب ہی ابروی یار سے
ناخن بہی ایسے عقدۂ مشکل کی ساتہ ہے

دیکہا نہ درد کا بہی کسی ایک سی نباہ
ہمراہ ہے جگر کے کبہی دل کی ساتہ ہے

ہمکو پسند جیسے ہین ہمدرد کے کلام
کیا دل کو عشق شور عنادل کی ساتہ ہے

نالہ نکل گیا جو کبہی زلف مل گئی
جہنکار کی طرح یہ سلاسل کی ساتہ ہے

رکہا ہے رخ کو اوس بت کم سن نے ہاتہ پر
تازی ہے بات رحل حمائل کی ساتہ ہے

لیلی کا ساتہ قیس نے چہوڑا نہ دشت مین
مانند گرد یار کی محمل کے ساتہ ہے

رخ پر نشان بوسہ جو دیکہا تو غم ہے کیون
یہ داغ عارض مہ کامل کی ساتہ ہے

زخم جگر مین کاوش مژگان کا ہے خیال
نشتر بہی ایک آبلۂ دل کی ساتہ ہے

دونون کہنچین گے یار جو کہینچے گا جسم سے
پیکان اوسکے تیر کا بسمل کی ساتہ ہے

امید دید یار سے مایوس ہو نہ قیس
جہونکا ہوا کا پردۂ محمل کی ساتہ ہے

نزدیک لب کی سبزۂ خط کی نمو ہوئی
آب حیات ابتو ہلاہل کی ساتہ ہے

سنگ مزار ہاتہ سے سینے پہ ضعف سی
بیمار ہون مین دق بہی تپ سل کی ساتہ ہے

ظاہر مین ساتہ چہوٹ گیا بعد قتل کے
مقتل مین تن ہے روح تو قاتل کی ساتہ ہے

دیکہو اوٹہا کے آئینہ پندار کیا ضرور
لطف غرور یار مقابل کے ساتہ ہے

ہے جی سے مجکو شوق بڑون سے نباہ کا
عقدہ جہان ہے عقدہ کشا ہے وہان ضرور

مدت ہوئی کہ درد مرے دل کے ساتھ ہے
ناخن بھی ہین گرہ جو انامل کے ساتھ ہے

۲۴۰

پھرتا ہے جاے دفن کی عاشق تلاش مین
مرتا ہے اسکو عشق یہ منزل کے ساتھ ہے

۲۱

عمر گذرے تو مرے ضعف کی تصویر کھینچے
نوجوان شکل جب کھینچ جاے بدن پیر کھینچے

کیا قتیل نگہ یار کی تصویر کھینچے
زخم کھینچ جاے تو کس رنگ سے یہ تیر کھینچے

سانپ کیطرح پلٹ پڑتا ہے یہ غصے مین
دیکہ مشاطہ نہ گیسوے گرہ گیر کھینچے

ہم تو آخر ہوے اونکی نگہ اول مین
بعد مرنے کے کلیجے سے کوئی تیر کھینچے

چکنی باتین نہ کرو صبح کو منہ دہوتے مین
تیل پانی کی نہ آئینے مین تصویر کھینچے

چلتا ہے ناوک مژگان کشش ابرو سے
بند ہو جائیگا دیکھو نہ بہت تیر کھینچے

کھیل لڑکون کا نہین آہ جگر دوز انکی
نوجوانون سے نہ اتنا فلک پیر کھینچے

دربدر بستۂ زنجیر پریشان احوال
پھرتے ہین عاشق گیسوے گرہ گیر کھینچے

اک نظر دیکھون جو اوسکے مژہ و ابرو کو
تیر ترکش سے کھینچے میان سے شمشیر کھینچے

جھک کے ملتے ہین ضعیف اور یہی مغرورون سے
خم کمانون مین سوا ہوتا ہے جب تیر کھینچے

جب اولٹتے ہین نقاب آپ تو آتا ہے حجاب
بے حجاب آپکی کس شکل سے تصویر کھینچے

کچھ ہوا ادا انکے سے زخم جگر کا جراح
دل نکل آئے گا ہمراہ اگر تیر کھینچے

رونق محفل ایجاد ہے نقشہ تیرا
چاہیے شہر مین گھر گھر تری تصویر کھینچے

نظر بد سے تجھے دیکھو تو کھینچون وہ آہ
وا ہے پر تیر کی فلک بھی پئے تقدیر کھینچے

آپ سے کے نقشہ پوشاک مین ہے طرفہ بہار
کہینچین یہ وہاں کی تصویر تو کشمیر کہنچے

ہمسے کاہیدہ بہی کہنچ جائین اہی پہلو مین
روغن کاہ رباسے جو وہ تصویر کہنچے

فرقت خنجر ابرو مین جو ہو بادہ کشی
قتل کو سوچ سے مے ناب کی شمشیر کہنچے

ہون وہ تفتیدہ جگر تیغ ہو جلاد کی کند
دہن زخم مین آب دم شمشیر کہنچے

داغ کر آپ کسی روز ہوائی دیکہین
سیری آہ دل پر سوز کی تصویر کہنچے

ایک ابرو جو ہلا دل نہ ہوا دو ٹکڑے
ایک شمشیر کہنچی دوسری شمشیر کہنچے

۲۴۱

سال بہر گہر مین بسر ہو نہ کبھی عاشق کی
خود بخود دل طرف روضۂ شبیر کہنچے

۱۶

شب وصال مین چونک اوٹہی وہ سویرے سے
نہون نصیب کسیکے الٰہی سیری سے

وہ ناتوان ہون کہ ہے آنکہ کہولنا مشکل
ہزارون آتی ہین حکر نگاہ پہیری سے

جو شب کو جاؤن تو کہتے ہین دن رہے آنا
سحر کو کہتے ہین کل آئیے سویرے سے

شب وصال گذرتی ہے کس بکہیڑے مین
کہ روشنی سی ہے شرم اونکو ڈر اندہیرے سے

ملا ہے آنکہ کا بوسہ پہرے جو گرد اونکے
ہرن شکار کیا ہمنے آج پہیرے سے

وہ تیرہ بخت ہون وہ جہانک کر پہیری در سے
سیاہ خانہ جو دیکہا ڈرے اندہیرے سے

طناب خیمۂ گردون کو کاٹ دونگا مین
قیامت آئیگی نکلے جو وہ نہ ڈیرے سے

جدہر کا قصد کیا مین نے پہر کے روکی راہ
وہ آئے لاکہ سماجت بہت سا گہیرے سے

ہمیشہ کوچۂ گیسو مین کی بسر مین نے
بہلا ہین خاک ڈرون قبر کی اندہیرے سے

ہمارے دل کو وہ لیتے ہین پہیر دیتے ہین
کہ نرخ مال کا گہٹ جاے کچہ تو پہیرے سے

تمہاری کاکل شبرنگ مین ہی طائر دل
اوڑا سکیے نہ ابھی شام کو بسیری سے

بلایا صبح کو تمنے تو شب سے آیا مین
نہ آسکے تم مرے گھر مین کبھی سویرے سے

غضب ہی آپ کی مژگان نیزہ باز کی فوج
نگاہ صاف نکلتی ہی کیسی گھیرے سے

فسون چلا نہ کسی کا تمہارے گیسو پر
یہ سانپ وہ ہی نہ پکڑا گیا سپیرے سے

ہمارے پیچھے سی اوٹھکر نہ باغ مین جانا
چلے نہ باد خزان یار پانون پھیرے سے

۱۷	دکھایا رخ کو کمر کی لچک نے اسے عاشق ہلی جو زلف نکل آیا چاند اندھیرے سے	۲۴۲

محفل کے دل کھلین نہ کلام ملول سے
رونق چمن مین خاک ہو مرجھائی پھول سے

تتلی اوٹھاتی ہے گل عارض سی یون مزے
رس چیتی ہی زنبور عسل جیسے پھول سے

جتنا گھٹایا رخ کو ترے بڑھ گیا فروغ
مصحف کی جسطرح ہوئی شہرت نزول سے

موئے دراز یار کا ہے مختصر یہ حال
اب آپ وہ اولجھتی ہین زلفون کے طول سے

تیغ نگاہ یار کے آگے نہ جائیے
بچتا ہے آدمی کہین سینے کی ہول سے

قاصد نے کیون پیام زبانی بھلا دیا
ابلاغ حکم بت نہین ہوتا رسول سے

قدرت خدا کی ہی تری چہرے مین رنگ و بو
یاقوت سی ہی لب ہین تو عارض ہین پھول سے

جوش جنون مین قفل در یار کیا ہی مال
زنجیر کھینچون پٹ اوکھڑ آتی ہین چول سے

شیشون سے سر ہی کی کھیلو تو ہین یہ اوڑاون خاک
دروازہ آپکا ابھی پٹ جای دھول سے

پلہ ہزار تبسے دعا نے کیا تو کیا
کوسون ابھی ہے دور نشان قبول سے

کیا مختصر یہ ناصح فاضل کا ہے جواب
اچھا نہین کلام بڑھانا فضول سے

جس سے کہ آسمان و زمین نے ابا کیا	اوٹھا وہ بار عشق کا مجھسے جہول سے
سودائے چشم یار مین جن کو بہگا دیا	جہپکی کبھی نہ آنکھ مری چشم غول سے
پرسش کو آئے رحم جو دل مین سما گیا	پیدا ایہ اتحاد ہوا ہے حلول سے
گو آسمان نے مجکو چڑہا یا گرا دیا	خصلت ہوئی ملک کی صعود و نزول سے
اوٹھا ہو کچہ بھی لطف تماشا تو وہ کہون	پوچھو نہ باغ دہر کو مجہ دل ملول سے

٢٤٣	عاشق غم حسین مین بہتے ہین میرے اشک اس غم کی آبرو کوئی پوچھے بتول سے	٢٩

محرم طلائی آج نظر آئی یار کی	بازنظر نے سونے کی چڑیا شکار کی
سب گرد ہین یہ آب ہر دندان یار کی	مٹی خراب ہو گہر آبدار کی
... نظر ہوئی مجھے پاپوش یار کی	تلذیران دنون مین یہ چمکی ہے تار کی
بالیدگی نمائی جو پستان یار کی	یہ غم ہوا کہ شق ہوئی چھاتی انار کی
سست فنا ہوا جو گیا نشۂ وجود	ہچکی نہین صدا ہے شکست خمار کی
رونے سے میرے گر گئی دیوار قہقہہ	یہ سیل کاٹ دیتی ہے جڑ کوہسار کی
کیا اعتبار تن کے عناصر مین خاک کا	دیوار ہے یہ خانۂ ناپائدار کی
تابوت پر نہ آسکے نہ پوچھا احبابت مین	بیدل کی کیا سنین نہین سنتے سوار کی
آہستہ چلیے گور غریبان سے راہ مین	برباد خاک ہو نہ کسی خاکسار کی
پیسا یہ آسمان نے کہ ٹوٹی ہین پسلیان	ایذا اوٹھائی زیست مین دل فشار کی
آسائش وطن کی نہین قدر آپ کو	سینے مصیبت ایک غریب الدیار کی

وحشت ہوئی اونہین بہی جو دیکہا مرا جنون / مانند جیب اوڑہنی بہی تار تار کی

ہوتا ہے سنگسار جو عین بہار مین / تقدیر پہوٹی ہے شجر میوہ دار کی

ہیرے سے دانت دیکہ کے یہ دل مین کٹ گیا / کشکول بن گئی گہر شاہوار کی

جی بہر کے چشم یار کو دیکہا یہ ایک پل / برسون کہٹک رہی مژۂ آبدار کی

مجہ دل جلے کی خاک سے پاتی ہین آگ لوگ / زیر زمین سلگتی ہے لکڑی مزار کی

جوش جنون مین شب کو جو دیکہی ہے چاندنی / سمجہا یہ گرد راہ ہے اوس شہسوار کی

کہینچا جو تار زلف تو رنگ اونکا اوڑ گیا / ٹوٹی کمند طائر رنگ بہار کی

آنسو بہا جو یار کا دیکہے سے میرا حال / سوجہی مجہے ستارۂ دنبالہ دار کی

بیمار ہون تصور پستان یار مین / تیمار درد سر کا ہے پتی انار کی

رحم آگیا جو آئے فرشتے مزار مین / پرسش جو ہم سے کی تو دل بیقرار کی

مشتاق وصل یار کا باقی رہا نشان / قالب سمیت جوڑ دین اینٹین مزار کی

آنکہین جہکا کے سنتے ہین اشعار میرے لوگ / بجلی چمکتی ہے سخن آبدار کی

گل رو کوئی حسین نظر آتا نہین ہے / رت ایسی پہر گئی چمن روزگار کی

تار نگاہ و تار نفس تار جان زار / حاضر یہ سب ہین مشق جو کیجے ستار کی

اینٹھن سے ہے عشق زلف سے اعضائے جسم مین / مشتاق ہڈیان ہین لحد کے فشار کی

سبزہ کہی جو اشک آب لحد پہ سے کم ہوا / چہپتی نہین اوترتی ہے چادر مزار کی

[illegible] / کیا میری آہ گرم ہوا ہے بخار کی

عاشق مجہے یہ خوف ہے نشے کے نام سے

عضو تن اوسکے خراسطے ہین کسی اُستاد کی
پیٹ پر پسلی نہین جوہر ہین یہ شمشاد کے

کُند ہے تیغ نگہ رونے سے مجہ ناشاد کے
آب اشک چشم سے تیور بجہے جلّاد کے

ہین نئی حیرت سے نہ دم مار اٹہاتی دیکہکر
غسل سے اونکی وضو ٹہنڈی ہوئی فریاد کے

فصد مجہ وحشی کی جو لیتا عوض ملتا اوسی
ہاتہ کٹ جاتی لہو کی دہار سے فصاد کے

خاک
ہین سنے وحشت مین بدن سے جا بجا جہاڑی ہے
وہ مناری ہین رہ وحشت جنون آباد کے

ستہزین ہون مین رقیبون کی کلام پوچ پر
بندہ پرور ذکر کیا ہین آپ کی ارشاد کے

کسقدر مشکل ہے ہیرے اینہ رو کی شبیہ
صاف اوتر جاتی ہین چہرے مانی و بہزاد کے

چہپ گئی نظرون سی دم مین کیسی کیسی گلبدن
کیا شگوفے تہے نہال گلشن شداد کے

کیا مناسب خم ہے انکا کیسی موزون ہاں ہین
شعر ہین ابروی جانان مین کسی اُستاد کے

غم خوری سی مٹ گیا لطف بہار زندگی
خوب پہل کہائے نہال گلشن ایجاد کے

کوہکن کے ہاتہ سے تیشہ ہوا ایسا تنگ
سنگ کی بدلے کیے ٹکڑے سر فرہاد کے

کام دنیا سے نہین یہ مشغلہ ہے آہ کا
کیا ہوا اس خمسہ اپنے حرف ہین فریاد کے

لے اوڑی دل کو ہوائے سیر دنیائے دنی
کیا چلے جہونکے نسیم گلشن ایجاد کے

وصل ہے مدنظر عاشق مرے جلّاد کو
قتل نامے سے کہلے فقرے مبارکباد کے

تمت

قطعہ تاریخ طبع مکرر دیوان جناب غفران مآب نواب میرزا والاجاہ بہادر المتخلص بہ عاشق تصنیف حکیم محمد علیخان متخلص بہ مسیحا

ہوا مطبوع جب دیوان عاشق — کہا دل نے کہ بستان سخن ہے
زہے نواب والاجاہ کی فکر — کہ ہے جو لفظ وہ جان سخن ہے
ہے اک اک شعر رشک نخل طوبی — عجب شوکت عجب شان سخن ہے
مسیحا نے پئے تاریخ فی الفور — لکھا باب گلستان سخن ہے
۱۲۹۱ھ

ایضاً

وہ حضور جناب والاجاہ — تھے دیار سخن کے شاہنشاہ
لوذعی المعی بلیغ زبان — افصح ہند غیرت سحبان
اونکا مطبع مین جب کلام چھپا — باغ گویا کھلا معانی کا
کاکل حور ہین جو اوسکی سطور — صاف کاغذ بھی ہے سراپا نور
بے خزان جسنے وہ چمن دیکھا — ہوا جاری زبان پہ صل علی
ای مسیحا ہو جس سے سال عیان — لکھو باغ و بہار اب دیوان
۱۲۹۱ھ

بسم الله الرحمن الرحیم

غزل هاے فارسی

١ ١٣

سر نشد هیچکس از بی سر و سامانی ما / جمع شد خاطر یاران ز پریشانی ما

سجده هاے در تو وجه ندامت گردید / زحمتی خاک کشیدست ز پیشانی ما

حال ما را طلبی آئنه بردار و نگر / مے تراود ز رخ آئینه حیرانی ما

قصه هاى سر زلف تو بہ شبها گفتم / یک سر موے نه کم گشت پریشانی ما

نکهت زلف تو سرمایۀ طاقت باشد / بالد از عنبر بو قوت روحانی ما

مدتے شد برخ چشم تماشا نکشود / بسکه آئینه خجل گشت ز حیرانی ما

اضطراب غم دل جان ببلامت نگذاشت / بشکند موج تعب کشتی طوفانی ما

بلبل ناطقه از باغ جهان دل تنگ ست / گلشن خلد سزد بهر غزل خوانی ما

پا گذاری بسر تربت چه همراه رقیب / چو شد از خاک لحد سجده گه پیشانی ما

وحشت پرخار جنون گلشن جنت گردد	حلهٔ خلد شود جامهٔ عریانی ما
محفل تهنیت آراست بجای ماتم	عید کرد آن بت بی رحم ز قربانی ما
این سبکروحی ما طرفه تماشای عجیبست	پرد از دوش هوا تخت سلیمانی ما

۲ چه جفاها که کشیدیم بدنیا عاشق
وحشت سامان بلاخانهٔ مهمانی ما ۹

آغشته است ز آتش فرقت غبار ما	سیماب می پرد ز سر خاک مزار ما
دارد چمن ز بادهٔ گلگون بهار ما	آواز قاتل است نشید هزار ما
ساکن نگشت بعد فنا اضطراب دل	پیچید درون شیشهٔ ساعت غبار ما
تشبیه طول عمر خضر هم ز کوتهی ست	خندد به روز حشر شب انتظار ما
ثابت قدم ز جا نشد و بعد انقلاب	پل بسته است بر سر دریا غبار ما
از چاک چاک تن صدف دل لبالب ست	نیسان تر است و از مژه اشکبار ما
در بر کشیم شعله رخی را به آرزو	از سوز سینه سیر نگردد کنار ما
ای بیت سواد هند و خال رخت دو	فیض صفای صبح شب انتظار ما

۳ عاشق بخوان دگر غزل شوخ تر ازین
همت طلب ز خامهٔ آهو شکار ما ۱۱

امروز گر نماند نشان مزار ما	فردا رسد به گنبد گردون غبار ما
پا می نهی بناز اگر بر غبار ما	ساید به اوج چرخ سر افتخار ما
چون لاله زار شد مژهٔ اشکبار ما	خون می تراود از رگ ابر بهار ما

خو کرده ایم با غم صبر آزمای تو — آسوده گی ندید دل بی قرار ما

غنچه ز رنگ روی تو داریم از ازل — گل شد اگر ز سنگ جدا شد شرار ما

حل کرد عقده ها فلک از ناخن هلال — باری اشارتی ز غلط هم بکار ما

حفظ غزال چشم تو محراب ابروست — باشد حریم کعبه پناه و شکار ما

ما یافتیم وجه غنا یاست ساقیا — آید رده ز شور شکست خمار ما

آبی بروی کار بیاریم بعد مرگ — رنگ روان شود بپی تو غبار ما

گر یافت شیر دایهٔ ابر بهار گل — خون می کند غذا ز پای نگار ما

۳ — عاشق ز عشق شهرهٔ آفاق گشته ایم — خواهیم آن دلی که نهد پا بکار ما — ۱۱

لعل لب مسیحای دهد خون دل افسرده را — غیر عیسی کی کسی هشیار سازد مرده را

یافتم از غفلت احوال دل افسرده را — هر کسی در خواب می فهمد کلام مرده را

نخلهای دل باشکم ریخت مپیچیم از آن — می شمارم نقش های موج دریا برده را

مصرفان را ز توسط سیر و نه از حادثات — یاد می آید سبق طفلان سیلی خورده را

من ز جان بیزارم و یاران ملامت می کنند — این چنین درد سر دل جو نمی کنند آزرده را

بعد مردن آبرو دارند اصحاب کرم — در ستایش خود نهد هر شخص ابر مرده را

زندگی در تنگنای دهر با عسرت گذشت — می فشارد تنگی مرقد دگر افسرده را

با ختم سر دو غا در خانه آورده ام ترا — فرحت از حد می شود انسان بازی برده را

طائر رنگ از گریه ام بیکار شد — قوت پرواز گم شد مرغ باران خورده را

یک سبو خوردم شراب و از زو باقی بماند — تشنگی ساکن نگردد آب دریا خورده را

۵ — تیزی شمشیر ابرو ز آتش حسنش فزود
عاشق آخر آب سوز و تیغ آتش برده را — ۱۲

ظاهر مبین که هست مقام دگر مرا — خوانند قوم قوم به نام دگر مرا

نه آسمان منازل پا رفته گشته اند — معراج ده به اوج مقام دگر مرا

در خلقت بشر نبود با ضعیفیم — هان آخر بده به نظام دگر مرا

در زلف ره زبان بکشاکش فتاده ام — از دام می کشند به دام دگر مرا

لب دوختم چو زخم من از اعتراض غیر — مشکل زبان چه دخل به کام دگر مرا

خون جگر خورم عوض باده ناصحا — تکلیف میدهی به حرام دگر مرا

با چشم التفات بده باده ساقیا — سرشار کن ز نشئه جام دگر مرا

مقربیت با تواضع ظاهر که داده اند — از بهر بوسی لطف مشام دگر مرا

پابندی نظاره رفتار یار من — رخصت نداد دید خرام دگر مرا

امشب ز اضطراب جگر تار جان گسست — شوق تو می کشید به شام دگر مرا

در بزم خاص خویش نشاندی رقیب را — جا داده به مجلس عام دگر مرا

۶ — عاشق ز لطف ساقی خود چشم دوختم
جامی به غیر داده و جام دگر مرا — ۱۱

خون گشت دل از قطع امید سحر امشب — اغلب که تراود به سرشکم جگر امشب

افزود صفاییت به صفای قمر امشب — لغزید به رخسار تو پای نظر امشب

تا شعلهٔ رخسار تو بد در نظر امشب — چون شمع بپا سوز ز آتش جگر امشب
ای شوخ نمودی چو تغافل دگر امشب — زیاد که خون گشت الم دی جگر امشب
با عمر خضر صرف تمنای تو کردیم — در حسرت آنیم که آئی نگر امشب
تا مست می ناب آغوش من آمد — از نخل قد یار بچیدم ثمر امشب
دی از نظر روی تو دل سیر نگشتم — لطف است اگر لطف نمائی دگر امشب
ثابت شده تا صبح ز جنبید ز جا لب — حیران تماشای که بود قمر امشب
رخسار تو در حلقهٔ گیسوی پریشان — بنمود تماشای به عقرب قمر امشب
چون شد که مرا از درت امروز براندی — داری تو مگر قصد بجای دگر امشب

۷	عاشق به حرم هیچ کس از دوست نشناخت سوی کمرش بود چو پیش نظر امشب	۱۴

ز سوز سینهٔ چاکم اثر نمی آید — که دود سوخته جانان بدر نمی آید
فغان که گهی ز دهانم بدر نمی آید — چنانکه از لب زخم الحذر نمی آید
ز مرگ بر دل زارم خطر نمی آید — بجز خیال تو امشب دگر نمی آید
به نور جلوه سیه خانه‌ام نشد روشن — ز آه سوخته قسمت اثر نمی آید
بانتظار گذشتن تمام شب مشکل — ز خویش میروم آن شوخ اگر نمی آید
ز دیدن همه آفاق چشم پوشیدم — کسی که دل طلبد در نظر نمی آید
گشود کار ز شیرین سخن ندارد امید — که کار اشله از نیشکر نمی آید
بطول هجر تو حیرت فزوده دانستم — ز رهگذشت شب فرقت سحر نمی آید

رسید بر لب تو حرف شور بختی ما — چنین نمک سخن از شکری نمی آید

قساوت دل آن سرو در شگفت انداخت — که کار سختی سنگ از شجری نمی آید

با انتظار جواب تو رفت کار از دست — رسید پیک اجل نامه بری نمی آید

اگر بوصل من زار خلوتی خواهی — بیا به سینه چاکم وگری نمی آید

به سنگ تفرقه بر داشتم ز دنیا دل — به گریه که گهی از شرری نمی آید

٨ — به هجر لب نگشودن به ناله آسان نیست — بگو به غیر ز عاشق اگری نمی آید — ١١

جلوه با زلف دوتا خواهی کرد — حشر در حشر بپا خواهی کرد

مدت العمر جفاها دیدم — کی فریبم که وفا خواهی کرد

نام خود را چه مسیحا گفتی — چشم دارم که دوا خواهی کرد

چون سوال نظر لطف کنم — تیر از شست رها خواهی کرد

مست می باشی و من هم باشم — باز بینم که حیا خواهی کرد

دل صد چاک به پیشت آرم — شانهٔ زلف رسا خواهی کرد

اول از لطف فریبی ما را — بعد بینم که جفا خواهی کرد

بوسه دادی و گفتی از ناز — قرض دادم که ادا خواهی کرد

گوش دادی چو بحرف اغیار — دانم آن را که بما خواهی کرد

قتل روزی که ز دستت ناید — پنجه رنگین به حنا خواهی کرد

عاشق از وصل نصیبت نه نهند

١٣	عمر گر صرف دعا خواهی کرد	٩

در نمازم سجده ای پیش نظر روی تو بود / شرف سجده ام از کعبهٔ ابروی تو بود

رو بهر کو که نمودم دل من سوی تو بود / پیش هر کس که شدم جلوه از روی تو بود

تیر از شست رها کرد و به قربانش من / از تجاهل بلب آورد که پهلوی تو بود

یاد ایام که سحر نگهت شهرت داشت / سامری را سبق از نرگس جادوی تو بود

بعد مردن چو مرا داخل جنت کردند / چشم وا کردم و دیدم که سر کوی تو بود

کشتهٔ خنجر نازت اثر سم دارد / زهر افعی ز ازل وسمهٔ ابروی تو بود

رنگ وحدت سبب راحت ما بد جنون / سر بهر سنگ نهادیم چو زانوی تو بود

بردم از وصل تو در هجر همی دارم یاد / این لبم با لب و این سینه به پهلوی تو بود

در شب وصل چو آئینه بحیرت ماندم / عرق شرم و حیا تا سر زانوی تو بود

شرح احوال سر زلف دراز است محال / هان مگر طول شب هجر چو گیسوی تو بود

سر بجیب افگن و احوال جهان را بنگر / جام جم هم لقب کاسهٔ زانوی تو بود

پیش ازین ملت و مذهب بجز الفت نبود / قبلهٔ هر دو جهان کعبهٔ ابروی تو بود

خرمن جان جهان برق نگاهت بسوخت
عاشق افتاده چو خاشاک سر کوی تو بود

مخمس

فخرها نور خدا و شرف جانی / حبذا ختم رسل انت بامّی و ابی

اے خوشا مولد و ماوا و معلی نسبی — مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت که عجب خوش لقبی

اے موخر تو بخشید خدا اقدم را — بهر ایجاد تو ایجاد کند عالم را
گو اضافت باب این رسیده هم را — نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چه عالی نسبی

حسن صورت چه کنم عرض فدایت جانم — افضل از بو البشر و غیرت یوسف خوانم
این چه حرف ست ترا نور خدا می دانم — من بیدل به جمال تو عجب حیرانم
الله الله چه جمال ست بدین بو العجبی

دل پر درد ز تیغ زر دم بس منفعلم — عقل خود را ز خود آزردم و بس منفعلم
به تعلی لقبی بردم و بس منفعلم — نسبت خود به سگت کردم و بس منفعلم
زانکه نسبت به سگ کوی تو شد بی ادبی

ما همه تفته روانیم و تویی آب حیات — ما همه سوخته جانیم و تویی آب حیات
ما همه خشک زبانیم و تویی آب حیات — ما همه تشنه لبانیم و تویی آب حیات
لطف فرما که ز حد میگذرد تشنه لبی

اے خوشا رتبه ارضی که پذیری تو قیام — مرجع خلق شود مهبط وحی و الهام
تا قیامت شرف و منفعت عام مقام — نخل بستان مدینه ز تو سرسبز مدام
زان شده شهرهٔ آفاق به شیرین رطبی

به فدای تو شود روح و دل و جان بنگر — بنگر ای سبب عالم امکان بنگر

جرأت عرض بخشا و بہ بیکسان بنگر — چشم رحمت بکشا سوی غریبان بنگر

اے قمر یثربی بطحی ہاشمی و مطلبی

کے باوج شرف ذات تو ادراک گذشت — نور خالق شدی و اسم تو از خاک گذشت
باکثافات عناصر ہمہ تن پاک گذشت — روز معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

یا محمد عربیا مدنیا قرشی — لطف کردی بمن عاشق زار و خاطی
چہ شود گر سخنم در حق دیگر شنوی — سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ سوی تو قدسی پئے درمان طلبی

تمت

قطعہ تاریخ طبع مکرر دیوان جناب نواب میرزا والا جاہ بہادر طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ المتخلص بہ عاشق طبع زاد منشی دہن پت رائے مختار سرکار نواب میرزا مہدی حسین خان بہادر خلد اللہ حشمتہ و ابد عظمتہ

بوصف خوبئ دیوان عاشق — زبان واصف سطر بیت قاصر
چو پرسیدم سن طبعش ز ہاتف — ندا آمد بگو منظوم نادر
۱۲۹۱ھ

ولہ

دیوان بے مثال عالی جناب عاشق — مطبوع شد مکرر با خوبی و لطافت
کردم چو فکر سال ہجرے برای طبعش — آمد ندا ز ہاتف گو گلشن متانت
۱۲۹۱ھ

قطعهٔ تاریخ طبع دیوان از شیخ اشرف علی متخلص به اشرف

بفضل حق عجب مطبوع گردید — بیان شاعر شیرین مقالے
نوشته کلک اشرف بهر سالش — کلام عاشق نازک خیالے
۱۲۹۱ھ

خاتمة الطبع

الحمد لله الذی خلق الانسان وعلمه البیان که این دیوان فیض نشان نسب تابش
افصح فصحاء العصر کشف الاستار الملع باغبار الدهر فی انشاد الاشعار حاجی
حرمین الشریفین زائر حضرت ابا عبدالله الحسین فضل الزمان اکمل الدوران
نواب میرزا مهدی حسین خان بهادر متخلص به فکر دام مجده و زاد
ارتقاءه خلف نواب جنت مآب میرزا والا جاه بهادر انار الله برهانه
ونور مرقده باهتمام بندهٔ هیچمدان ضعیف البنیان محمد عبدالواحد خان ولد
محمد مصطفی خان مرحوم وسعی زمان و احسن اوان رونق طبع یافته
وبتاریخ غرهٔ شهر ذی الحجه سنه ۱۲۹۱ هجری حلیهٔ اختتام پوشیده
مطبوع طبائع شاعران روزگار و مرغوب
ضمائر ناظمان امصار
گردید فقط